جانِ ودلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است

دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکان ندائے جمالِ محمد است

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحرِ کمالِ محمد است

ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمد است
وایں آب من ز آبِ زلالِ محمد است

الحمد للہ والمنۃ کہ

دُرِّ ثمین

جلد سوم

جری اللہ امام وقت مسیح و مہدی موعود حضرت میرزا غلام احمد صاحب
قادیانی کی جملہ شائع شدہ تصانیف میں سے تمام فارسی اردو نظمیں جمع کر کے

Received
1987

خاکسار معراج الدین عمر احمدی

اگست سنہ ۱۹۰۶ء

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر شائع کیا

فہرست مضامین

مضمون	نمبر صفحہ	مضمون	نمبر صفحہ
جمال و حسن قرآں نور جاں ہر مسلماں ہے	۱	نہیں محصور ہرگز راستہ قدرت نمائی کا	۱۱
نور فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلا نکلا	۲	پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا	״
آؤ اے عیسائیو! ادھر آؤ!!!	۳	کسقدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا	״
قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے	۵	حمد و ثنا اسی کو جو ذاتِ جاودانی ۔	۱۲
کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے	״	خدایا اے میرے پیارے خدایا ۔۔۔	۱۸
جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہوگیا	״	برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے	۲۳
کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال	״	کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولےٰ سے گندوں کو	״
اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا	۷	ہمنے الفت میں تیری بار اُٹھایا کیا کیا	״
خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار	״	قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت	״
ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہمنے	۸	اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال	״
یارو خوشی سے بار بھی آدیگے یا نہیں	۱۰	دنیا کی حرص و آز میں کیا کچھ کرتے ہیں	۲۷
خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے	״	انکو سودا ہوا ہے دیدوں کا ۔۔	۲۸

ہر دم از کاخِ عالم آواز یست	۱	جس نے پیدا کیا وہی جانے	۳۸
اے دلبر و دلستان و دلدار	۴	یہی پاک چولا ہے سکھوں کا تاج	//
اے خدا اے چشمۂ نورِ ہدیٰ	۶	کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال	۵۴
اے خدا اے چارۂ آزارِ ما	//	نام اس کا نسیم دعوت ہے	۵۵
اے خالقِ ارض و سما بر من در رحمت کشا	۱۷	آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے	۵۶
دوستاں عیب کنندم کہ چرا دل تو دادم	//	سونیوالو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے	۵۷
قربانِ تست جان من اے یار محسنم	//	زندگی بخش جام احمد ہے	//
جان فدائے آنکہ او جان آفرید	۱۸	اے آریہ سماج پھینسوت غلط ہیں	//
محبت تو دولے ہزار بیماریست ..	۲۰	اے دوستو جو پڑھتے ہو ام الکتاب کو	۵۸
اے خدا اے مالکِ ارض و سما ..	//	کوئی جو مردوں کے عالم میں جاوے	۵۹
اے خداوند منما ے جہاں ..	//	سونیوالو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے	//
ہاسیچ محبوبے نماند ہمچو یارِ دلبرم	//	دوستو اٹھو جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنیکو ہے	//
اے قدیر و خالقِ ارض و سما	۲۱	پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنیکے دن	۶۰
آنکس کہ بنور سرِ شہاں را چہ کند	۲۲	ہے عجب میرے خدا میرے پہ احساں تیرا	۶۳
حمد و شکرِ آن خدائے کردگار	//	جن کو رسم نیوگ پیاری ہے	۶۵

از نور پاک قرآن صبح صفا دمیده	۲۹	در دلم جوشد ثنائے سرورے	۸۶
از وحی ندا صبح صداقت بدمیده	۳۰	چون ز من آید ثنائے سرورِ عالی تبار	
هست فرقاں آفتابِ علم و دیں	۳۱	مصطفٰے را چوں فروتر شد مقام	۱۰۱
هست فرقان مبارک از خدا طیب شجر	۳۲	شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم	۱۰۲
نے دلبرِ از طلبگاراں نمیدارد حجاب	״	رہبرِ ما سیدِ ما مصطفٰے است	״
ترا عقل تو ہر دم پائے بند کبر میدارد	۳۳	ہر کہ تف افگند بہر شیر	۱۰۳
ناتواناں را کجا تاب و تواں	״	بیکسے شد دین احمد ہاں مسیح خویش دریابید زود	״
اے سر خود کشیدہ از فرقاں	۳۴	مے سزد گر خوں ببارد دیدۂ ہر اہلِ دیں	۱۰۴
لالہ اے کمر بستہ بر افترا . . .	۶۳	درد اگر حسنِ صداقت فرقاں عیاں نماند	۱۰۷
اے در انکار ماندہ از الہام . .	۶۷	جائے کہ از مسیح و نزولش سخن رود	۱۰۸
حاجت نورے بود ہر چشم را	۶۸	سخن نزدم مراں از شہریارے	۱۱۳
گر بنودے در مقابل روئے مکروہ و سیہ	۷۷	اے خدا جانم بہ اسرارت فدا	۱۱۴
عیش دنیائے دوں دمے چند است	۷۸	اے کہ در جاہم بخشیمت نیز ضلال	״
اے اسیرِ عقل خود بر ہستیٔ خود کم بناز	۸۴	چوں مرا نورے پئے قومِ مسیحی دادہ اند	״
وحی حق پر از اشارات خداست	״	آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں	״

بہر دم از دل و جان وصف یار خود بکنم	۱۱۴	ہر کہ روشن شد دل و جان و درون از خضرش	۱۴۲
جان و دلم فدائے جمال محمد است	۱۱۵	ننگ و نام و عزت دنیا زداماں بر نخیزیم	״
تو انم کہ ہمایں عہد و پیماں کنم	۱۱۶	گرچہ ہر کس زراہ لاف بیانے دارد	״
بہمال یہ کہ جاں در رہ او فشانم ..	״	آں صید تیرہ بخت کہ بندے بپائے اوست	״
ایں است نشانِ آسمانی	״	آں نہ دانائے بود کز ناشکیبائے نفس	״
اگر خود آدمی کاہل نباشد در تلاش حق	״	ز عشاق و فرقان و پیغمبریم	۱۴۳
اے خدائے چارہ سازِ ہر دل اندوہگیں	״	دراں ابن مریم خدائی نبود	״
تمیتر سیم از مردن چنیں خوشتر کہ از دل افگنیدم	۱۱۷	امتِ احمد نہاں دارد دو صد را در دو	״
تا بر دلم تنظیر شد از سرد و ماہ مارا	״	عزیزاں بے خلوص و صدق ہرگز نہ یابند راہی را	״
چنیں ہم آں تواناییست ہر آں	״	اے نیچر شوخ اینچہ ایذا است	״
خاکسارے دخت از رہ غربت کوئیم	״	بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شوید پیدا	۱۴۴
بدل دردیکہ دارم از پئے طالبان حق	״	بدہ از چشمِ خود آبے درختانِ محبت را	۱۴۶
اے فرد وقت در صدق و صفا	۱۱۸	بیا اے طلبگار صدق و صواب	۱۴۸
بنگر اے قوم نشانہائے خداوندِ قدیر	۱۳۰	کہ یک دانہ زاچوں موت می آید فرازد	۱۵۳
ہماں نوع بشر کامل از خدا باشد	۱۳۱	عشق است کہ بر خاک مذلت غلطاند	״

چشم دگوش ودیده بند اے حق گزیں	۱۵۲	بنگر کہ آن موید من شیخ نجف را	۱۵۶
ہمیں مرگست کز یاراں بپوشد روے یار انرا	״	بردباری مے کند زور آورے	״
بحمد اللہ کہ ایں محمل الجواہر ..	۱۵۳	بترسید از خداے بے نیاز و سخت قہارے	״
متاب از سر رہ گر روشنی چشم میباید	״	صدق را ہر دم مدد آید ز رب العالمیں	۱۵۷
کسانیکہ پوشیدہ چشم و دل اند	״	اے پئے تحقیر من بستہ کمر ..	״
اے ز تعلیم وید آوارہ	״	آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں	۱۶۱
آنجا کہ محبتے نمک مے ریزد	۱۵۴	ہر آں کاریکہ گردد از دعاے محو جانانے	״
سینہ میباید تہی از غیر یار	״	آں جوانمرد و حبیب کردگار	۱۶۲
چوں گمانے کنم اینجا مدد روح قدس	״	اے محبت عجب آثار نمایاں کردی	۱۶۵
ترک خوبی مے کناند خوب تر	״	نشاں اگرچہ نہ در اختیار کس بودہ است	۱۶۶
گر خدا از بندۂ خوشنود نیست	۱۵۵	مایۂ چیزیست دیگر خشک ناں چیزے دگر	״
چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دین بودے	״	چو آمد از خدا طاعون بیا از چشم اکرامش	״
دوستاں خود را نثار حضرت جاناں کنید	״	کہ پرستد بندہ را جز آنکہ نادانے بود	״
اے عزیزاں مدد دین متین آں کاریست	״	صادق آں باشد کہ ایام بلا ..	״
آنانکہ گشت کوچۂ جاناں مقام شاں	״	محمد است امام و چراغ ہر دو جہاں	״

مضمون	نمبر صفحہ
آسماں بار دنشاں الوقت میگوید نمیں	۱۶۸
آسمان و مہ و خورشید شہادت دادند	״
کلام پاک آں بیچوں نہ دہد جام عرفاں را	״
چوں نیستیت بیک مگسے تاب ہمسری	״
الا اے کہ ہشیاری و پاک زاد	۱۶۹

مضمون	نمبر صفحہ
اے بار ازل بس است سوئے تو مرا	۱۷۰
غریق ورطہ بحر محبت	״
کے تواں کرد ن شمار خوبئ عبد الکریم	۱۷۲
اے سر و جان و دل و ہر ذرہ ام قربان تو	۱۷۳
.....	.

تمت

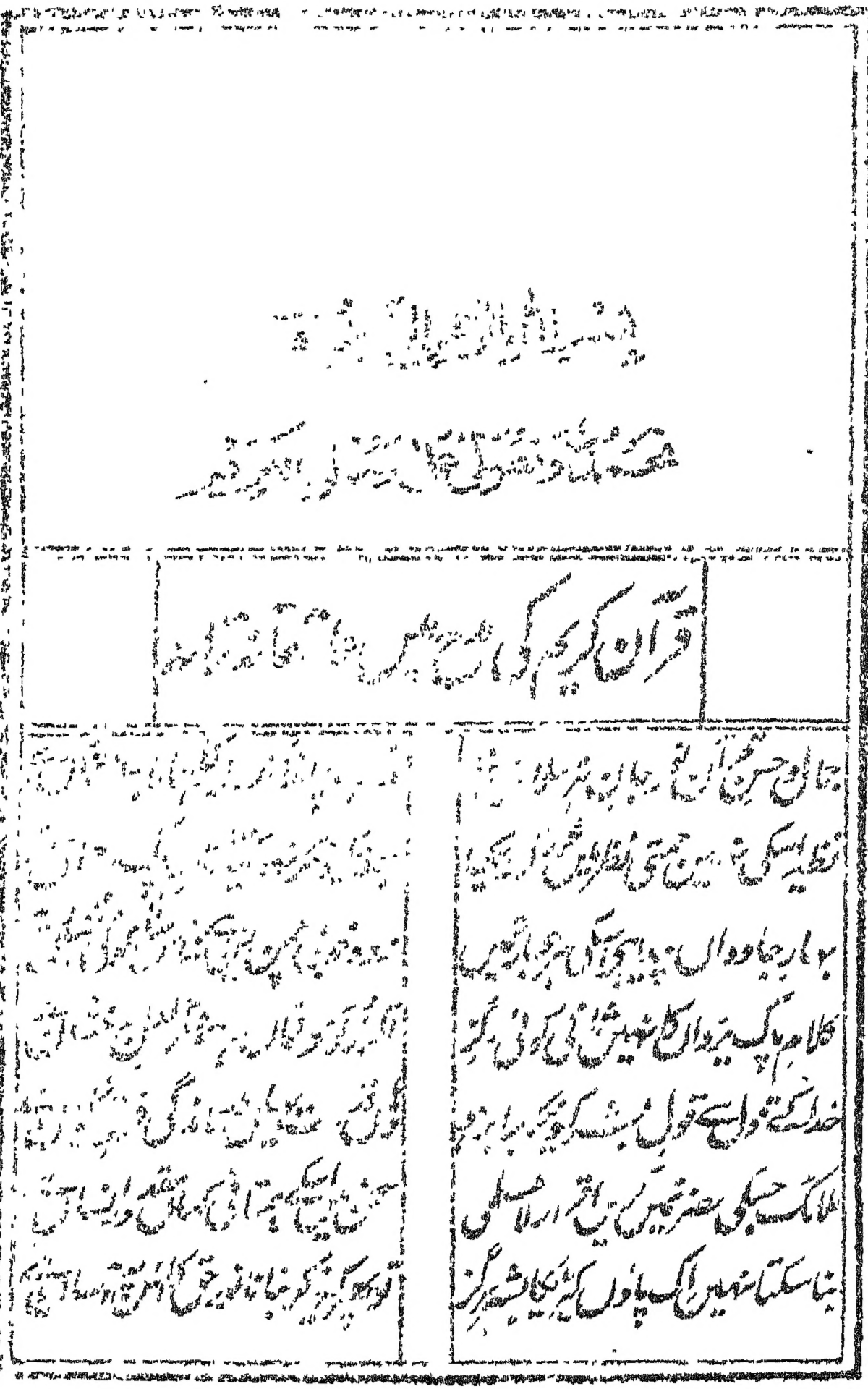

اے لوگو اگر کچھ پاس تمہیں کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ خوف ایماں ہے

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفران ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

اگر انکار ہو تم کو خدائی ذات واحد کا
تو پھر کیوں اس قدر دل میں تمہارے شرک پنہاں ہے

یہ کیسے پڑ گئے ہو پھر تمہارے جہل کے پردے
خطا کرتے ہو بارہا اور اگر کچھ خوف یزداں ہے

ہمیں کچھ بیں نہیں ہمتا یہ نصیحت ہو نہ ہو لیکن
کوئی جو پاک دل سمجھے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

دیگر

ذوق فرقاں ہے جو سب نے سر محفل پایا
پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا

جس کی تو جیب کا مکھڑا ہی چھپا تھا پودہ
نامہاں نخل یہ پیغمبر اصفیٰ نکلا

یا الٰہی ترا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سب جہاں چھان چکے سارے کتابیں دیکھیں
مصحف کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا

کیسے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ
دو تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

پہلے تھے ہم کہ سنے کا عصا ہو فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

ہے تعصب اپنا ہی ذہن کا کلوگیدہ نور
ایسا چمکا ہے کہ صد تیرہ بصیرا نکلا

زندگی بیسوں کی کیا خاک ہوا بیتابیں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا

چلتے سے دکھے ہی لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

قرآن کریم کی عظمت اور عیسائیوں کو دعوت

آؤ! عیسائیو!! ادھر آؤ!!!
نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ

کس قدر خوبیاں ہیں قرآں میں
کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ

سر بسر یہ خالق ہے اسکو یاد کرو
یوں ہی مخلوق کو نہ بہکاؤ

کب تلک جھوٹ سے کرو گے پیار
کبھی تو سچ کو بھی کام فرماؤ

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو!
کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

عیشِ دنیا سدا نہیں پیارو
اس جہاں کو بقا نہیں پیارو

یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
کوئی اس میں رہا نہیں پیارو

اس خرابہ میں کیوں لگاؤ دل
ہاتھ سے اپنے کیوں جلاؤ دل

کیوں نہیں تم کو دین حق کا خیال
ہائے سو سو اٹھے ہے دل میں ابال

کیوں نہیں دیکھتے طریقِ صواب
کس بلا کا پڑا ہے دل پہ حجاب

اس قدر کیوں ہے کبر و استکبار
کیوں خدا یاد سے گیا یکبار

تم نے حق کو بھلا دیا بیہودہ
دل کو پتھر بنا دیا بیہودہ

اے عزیزو۔ سنو کہ بے قرآں
حق کو ملتا نہیں کبھی انساں

مجھ سے اُس دلستاں کا حال نہیں
مجھ سے وہ صورتِ جمال نہیں

آنکھ چھوٹی تو خیر کان سہی
نہ سہی یوں ہی امتحان سہی

الہامی شعر

قادر کے کار و بار نرالے ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ مسلمان ہو گئے

کافر جو کہتے تھے وہ مسلمان ہو گئے
جتنے تھے سب کے سب مسیحا کے ہو گئے

فتح اسلام صفحہ آخر سطر ۱۰

کیا شک ہے اس میں تم کو مسیحا کے
جس کی مسیحا نے کی ہو مدد

خارق عجیب پاتے ہیں تم سے ہو کیا
خوبیوں کو بھی تو تم نے ہو

ازالہ اوہام صفحہ ۶۱۵

جو ہمارا تھا وہ مسیحا سا ہو گیا
آج ہم دل سے کہاں دل بھی ہو گیا

شکر للہ قبلہ ہم کو دلبر سا مل گیا
کیا ہوا اگر قوم کا دل نہ کسی کا ہو گیا

ازالہ اوہام صفحہ ۶۴۳

کیوں نہیں لاتے تم میں حق کا خیال
دل میں تم کے ہو

ہیں یتیم مر گیا تو کی ترس
دل میں تم کے ہو

مانتا ہے اس کو فرقاں سر بسر
اسکے جانے کی ہو

وہ نہیں باہر رہا اموات سے
ہو گیا ثابت یہ اُن آیات سے

کوئی مردوں سے کبھی آیا نہیں
یہ تو فرقاں نے بھی بتلایا نہیں

عہد شد از کردگار بے چگوں
خور کن در اتقوا تفسیر چگوں

اے عزیزو سوچ کر دیکھو ذرا
موت سے بچتا کوئی دیکھا بھلا

یہ تو رہتے کا نہیں یہ دار و مکاں
چل بسے سب انبیا و راستاں

ماں نہیں پایا کوئی اس کی نجات
بول ہی یا تیں بنا نیں و اہیات

کیوں تمہیں اس بات پر اصرار ہے
ہے یہ دیں یا سیرتِ کفار ہے

بر خلافِ نص یہ کیا جوش ہے
سوچ کر دیکھو اگر کچھ ہوش ہے

کیوں بنایا ابن مریم کو خدا
سنتا تھا سے وہ کیوں باہر رہا

کیوں بنایا اُس کو باشانِ کثیر
غیب دان و خالق وحی و قدیر

مر گئے سب پر وہ مرنے سے بچا
اب تلک آتی نہیں اُس پر فنا

ہے وہی اکثر پرندوں کا خدا
اِس خداوانی پہ تیرے مرحبا

سو وہی صاحب یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہے

کیا یہی تو ہینِ حق کا راز تھا
جس پہ پیروں سے تمہیں اک ناز تھا

کیا بشر میں جائے خدائی کا نشاں
الاماں ایسے گماں سے الاماں

ہے تعجب آپکے اس جوش پر — فہم پر اور عقل پر اور ہوش پر
کیوں نظر آتا نہیں یہ اک صواب — پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پر حجاب
کیا یہی تعلیم فرقاں ہے بھلا — کچھ تو آخر چاہیے خوف خدا
مومنوں پر کفر کا کرنا گماں — ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشاں
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں — دل سے ہیں خدام مخدوم المرسلیں
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں — خاک راہ احمد مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے — جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دیکھ لے دل سب تن خاکی رہا — ہے یہی خواہش کہ ہو وہ بھی فدا
تم ہمیں جیتے ہو کافر کا فتا — کیوں نہیں لوگو تمہیں خوف عتاب
سخت ہے یہ بے وفا و اندھ نہیں — رحم کن بر خلق اے جان آفریں
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا — تجھ کو سب قدرت ہے اے رب العلا

آمین ثم آمین صفحہ ۱۸

اک کرشمہ اپنی قدرت کا دکھا — تجھ کو سب قدرت ہے اے رب العلا
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام — اک نشاں دکھلا کہ ہو عزت تمام
تجھ سے ہی لوگ کرتے ہیں پیار — جو سب کچھ ہے کرتے ہیں تجھ پر نثار

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب | کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب
اسے دیکھنے کو مال و جاں بار بار | ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار
لگاتے ہیں دل اپنا اس پاک سے | وہی پاک جانتے ہیں اس خاک سے

آئینہ کمالات صفحہ ۲۴۴

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے | کوئی ویسا نہ محمد سا نہ پایا ہم نے
کوئی ہو سبز پری اس کا خیال زیبا | یہ ثمر خلد سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو نور اور تجھے سب سے بہتر | نور ہی نور اور خیر ہی خیر سنایا ہم نے
نور ہی نور جو دیکھا تو کہیں نہ رکھا | کوئی معلم سے آگے نہ سمجھ پایا ہم نے
تھک کے جو ہم نے مواہب میں قلوں کی لہو کو | ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمایش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند | ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
یونہی غصہ نکلے خاطر میں نہ رنجش ہو | وہ نہیں نا کہ وہ یا وہ نہیں یا کہ وہ
یا تو ہیں ہی نہیں یا فضول ہیں اور کج ہیں | یا تو ہیں ہی نہیں یا فضول ہیں اور کج ہیں
تو تو وہ ہے کہ ہیں نور خدا پاتے ہیں | تو تو وہ ہے کہ ہیں نور خدا پاتے ہیں
تیرے ہی نور سے ہر نور ہے تابندہ یہاں | تیرے ہی نور سے ہر نور ہے تابندہ یہاں
دل کو اک نور ہے اس نور سے تابندہ یہاں | دل کو اک نور ہے اس نور سے تابندہ یہاں

ولبرا! تجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

جب سے دل میں ترا نقش جمایا ہم نے
جب سے کی تو نے مری چشم و بنا نقش

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
طور سے تیرے تئیں طس کو جلایا ہم نے

تجھ سے پیغمبر ہم تجھ سے ہی امی رسل
تیرے مبعث سے تو محشر کو بپایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
رتبۂ تیرا یہی گا گا کے بتایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے ترے پیار سے آج
شورِ محشر ترے کوچے میں مچایا ہم نے

نصیحت

براہین احمدیہ صفحہ ۱۳۸

یار خود ہی ہے یار بھی آوے گا یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بنا دے گا یا نہیں

باطل سے میل دل کی ہٹا دے گا یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاوے گا یا نہیں

کب تک رہو گے غفلت و تعصب میں دوستو
آخر قدم بصدق اٹھاوے گا یا نہیں

کہہ دیکھو دو جو حق ہو ایک بات
کچھ ہوش کر کے عذر بناوے گا یا نہیں

سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاوے گا یا نہیں

براہین احمدیہ صفحہ ۱۱۴

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے

وہ تیتی ہے ہوا اور ہر خس و خاشاک کو اڑاتی ہے
وہ ہو جاتی ہے اک آگ اور ہر مخالف کو جلاتی ہے

کبھی وہ خاک ہو کر دشمنوں کے سر پہ پڑتی ہے
کبھی وہ کر کے پانی بند اک طوفان لاتی ہے

غرض وہ کہتے ہیں ہر گز خدا کے کام بندوں سے
بھلا خالق کے آگے خلق کی کچھ پیش جاتی ہے

براہین احمدیہ صفحہ ۴۸۱

نہیں منحصر مرگ و زلزلہ قدرت خدائی کا
خدا کی قدرتوں کا حصر ہو سکتی ہے خدائی کا

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۸۱

پیشگوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہوگا

جھوٹ اور سچ میں جو فرق ہے وہ پیدا ہوگا
کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۴

کسقدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن گیا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو مل دیکھ کر میں سخت بیکل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں میں جمال یار کا

اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کر و کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں یہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمہ خورشید میں صد شکل مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

تجھ سے خود رو نہ پیدا ہے تجھ سا کوئی
اس سبب سے شریک تجھ کا نہ ہمتا کوئی

کیا تجھ سے نہ ہر اک ذرہ میں سکھ ہیں خواص
کس میں پھر تجھ سا ہے یہ اور فراواں یہ سر کا

پیدا تجھ سا نہ کوئی بھی ہوا پایا نہیں
کس سے کہا ہے کہا ہو تجھ سا ایسا نہ ہوا کا

تو ہے بے مثل لاشبہ تجھ سا حسن کا
ہر گل و گلشن میں ہو تو نکہت سی گلزار کا

چشم ہستی ہر جہت کی دم کی تجھ سے
ہاتھ ہے تیرے ہر کسی سوئے شمار کا

آنکھ کے نہ ہو کو حاصل ہوئے سو جا
وہ ہے قبلہ تو ان کا کافر و دیندار کا

ہیں تری ہی بارگاہیں لبرا لک تیغ تیز
جس ہو کشتہ تا ہے سب جگہ تیغ اغیار کا

تیغ تیغ کو پاتا ہے ہم ملکتے ہیں خاک میں
تا کہ یہاں ہے تجھ ہی ان بحر کے آثار کا

ایک ہم ہی کل نہ ہیں تجھ سے تیرے سوا
جان گئی جاتی ہے جیسے دل گئے یار کا

شور کیسا ہے شہر کو چلیں کیا ہے خبر
خون نہ ہو یا کسی دیوانہ محبوں دار کا

حمد و ثنا کی آمین

حمد و ثنا اسی کو جو ذات ہے جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

باقی وہی ہمیشہ غیر اس کے سب ہے فانی
غیر اس سے دل لگانا جتنی ہے سب کہانی

سب کچھ اسی سے ہے اور ال کا یا رجانی
ابلیس سے یقیں ہے شیطان من ترانی

ہو پاک پاک قدرت عظمت ہے اسکی عظمت
کرزاں ہیں اہل قربت کروبیوں پہ ہیبت
ہو عام اسکی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت
ہم سب ہیں اسکی صنعت اس سے کرو محبت
غیروں سے کرنا الفت کب چاہی اسکی غیرت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
جو کچھ ہمیں ہے راحت سب اسکی جود و منت
اس سے ہے دل کی ہیبت دل میں ہے اسکی عظمت
بہتر ہے اسکی طاعت طاعت میں ہو سعادت
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا
ہمکو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا
اس بن نہیں گذارا غیر اسکے جھوٹ سارا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
یارب ہے تیرا احساں میں تیرے در پہ قرباں
تو نے دیا ہے ایماں تو ہر زباں ہو گویاں
تیرا کرم ہے ہر آں تو ہے رحیم و رحماں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
کیونکر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا
تو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
تو نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احساں ہر شے میں تجھکو پایا
صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی
ہو شکر تیرا کیونکر اے میرے بندہ پرور
تو نے مجھے دیے ہیں یہ تین تیرے چاکر
تیرا ہوں میں سراسر تو میرا رب اکبر
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

تو نے دکھایا تجھ پہ ہے سجدہ کو قربان

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

کیونکر ہو حمد تیری کب طاقتِ قلم ہے

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

ہم تیرے در پہ آئے تم نے ہے تجھ کو مانا

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

بہتر ہے ننگے سے تیرے حضور مرنا

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

سب کچھ تری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

یہ تیرے بارہ بر ہیں تیرے غلام دیں ہیں

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

کر انکی خود حفاظت ہو انپہ تیری رحمت

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

تجھ پہ میں جان ہر دم اور بخش تاج و اقسم

تو ہے ہمارا رہبر تیرا نہیں ہے ہمسر — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو — جاں پُر نور رکھیو دل پُر سرور رکھیو

ان پر ہمیں تنے سے قربان سخت خنجر رکھیو — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

میری دعائیں ساری کر یو قبول باری — میں جاؤں تیرے واری کر تو مدد ہماری

ہم تیرے در پہ آئے لیکر امید بھاری — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

بخت جگر ہے میرا احمد و بندہ تیرا — ملے اسکو عمر و دولت کر دور ہر بلا سے

دن ہوں مرادوں والے پُر نور ہو سویرا — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اسکے ہیں جمع برادران کر بھی اسکو خوشتر — تیرا بشیر احمد تیرا شریف اختر

کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطر — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

یہ تینوں تیرے بندے رکھیو نہ انکو گندے — کر ان سے دور بارب دنیا کے سارے پھندے

چنگے رہیں ہمیشہ کر یو ان کو مستدے — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اے میرے دل کے پیارے اے مہربان ہمارے — کر انکے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے

یہ فضل کر کہ ہووے ہیں نیکو گھر سدا رے — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اے میرے جاں کے جانی اے شاہِ دو جہانی — کر ایسی مہربانی ان پہ ہووے تا ثانی

دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی — یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

سن میرے پیارے بابری میری دعائیں ساری
رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری

اپنی پناہ میں رکھیو سن کر یہ میری زاری
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اے واحد و یگانہ اے خالق زمانہ
میری دعائیں سن لے اور عرض چاکرانہ

تیرے ہی سپرد تینوں دیں کے قمر بنانا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

فکروں سے دل حزیں ہے جاں درد سے قریں ہے
جو صبر کی تھی طاقت اب مجھ میں نہیں رہی ہے

ہر غم کو دور رکھنا تو رب عالمیں ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اقبال کو بڑھانا افضل سے کو آنا
ہر رنج سے بچانا دکھ درد سے چھڑانا

تو ہے میرے کام کرنا یارب نہ آزمانا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

یہ تینوں تیرے چاکر ہوویں جہاں کے رہبر
یہ دیویں جہاں میں یہ ہوویں نور کیسر

یہ تیج شہامت میں یہ ہوویں مہر انور
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں موتے لے یار ہوویں

با برگ بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

تو ہے جو پالتا ہے ہر دم سنبھالتا ہے
غم سے نکالتا ہے درد و الم ٹالتا ہے

کرتا ہے پاک دل کو حق دل میں ڈالتا ہے
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

تو نے سکھایا فرقان حق ہے مدار ایماں
جس سے ملی ہے عرفاں اور دور ہو شیطاں

یہ سب ہے تیرا احساں تجھ پر نثار ہو جاں
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

تیرا نبی جو آیا اُس نے خدا دکھایا
دینِ قویم لایا بدعات کو مٹایا
حق کی طرف بلایا مل کر خدا ملایا
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

قرباں میں تجھ پہ پیارے ہو جو میں مرے پیارے
احساں میں تیرے بھارے گن گن کے ہم تو ہارے
دل غم میں غم کے مارے کشتی لگا کنارے
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

اس دل میں تیرا گھر ہے تیری طرف نظر ہے
تجھ سے ہوں میں منور میرا تو تو قمر ہے
تجھ پہ مرا توکل در پر ترے یہ سر ہے
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

جب تجھ سے دل لگایا سو سو طرح کا غم اٹھایا
تن خاک میں ملایا جاں پہ وبال آیا
پر شکر اے خدایا جاں کھو کے تجھ کو پایا
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

دیکھا ہے تیرا مُنہ جب چمکا ہے چاند کو کب
مقصود مل گیا سب ہے جام لب بہ لب
تیرے کرم سے یارب میرا ہر آیا مطلب
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

احباب سارے آئے تو نے یہ دن دکھائے
تیرے کرم نے پیارے یہ مہرباں بلائے
یہ دن چڑھا مبارک مقصود جس میں پائے
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

مہماں جو کر کے اُلفت آئی بصد محبت
دل ہو گئی ہے فرحت اور جاں کو میری راحت
پر دل کو پہنچے غم جب یاد آئی وقتِ رخصت
یہ روز کر مبارک سُبحَانَ مَن یَّرَانِی

دنیا بھی اک بلا ہے پیچھے لگا بلا ہے — گر سو برس رہے ہے آخر کو پھر جدا ہے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

مکر و دغا ہے اس جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
کچھ زادِ راہ لے لو کچھ کام میں گذارو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

دنیا ہر اک طرح سے فانی دل سے اسے اتارو
رغبت ہٹاؤ اس سے بس دل لگاؤ اس سے
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

یارو یہ اشد ما ہے جاں کو بچاؤ اس سے
جو اس کے پڑھنے والے اُس پر خدا کے فیضاں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں ہے سب بیاں سے کھلا ہے راہ عرفاں
یہ ہیں خدا کی باتیں اُن سے ملے ہدایت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اُن پر خدا کی رحمت ہو اُن پہ لاکھ ایماں
یہ نور ہیں کو بخشے دل میں کرے ضیا ت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

قرآں کو یاد رکھنا پاک اعتقاد رکھنا
فکرِ معاد رکھنا پاس اپنے زاد رکھنا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

اکسیر ہے یہ پیارے صدق و سداد رکھنا

بشیر احمد۔ شریف احمد۔ مبارکہ کی آمین

خدایا۔ اے میرے پیارے خدایا — یہ کیسے ہیں تیرے مجھ پر عطایا

کہ تو نے پھر مجھے یہ دن دکھایا
کہ بیٹا دوسرا بھی پڑھ کے آیا

بشیر احمد جسے تو نے پڑھایا
شفا دی آنکھ کو بینا بنایا

شریف احمد کو بھی یہ پھل کھلایا
کہ اس کو تو نے خود فرقاں سکھایا

یہ چھوٹی عمر پہ جب آزمایا
کلام حق کو ہے فر فر سنایا

برس میں ساتویں جب پیر آیا
تو سر پہ تاج قرآں کا سجایا

ترے احسان ہیں اے رب البرایا
مبارک کو بھی تو نے پھر جلایا

جب اپنے پاس اک لڑکا بلایا
تو دے کر چار جلدی سے بنایا

غموں کا ایک دن اور چار شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

اور ان کے ساتھ کی ہے ایک دختر
ہے کچھ کم پانچ کی وہ نیک اختر

کلام اللہ کو پڑھتی ہے فر فر
خدا کا فضل اور رحمت سراسر

ہوا اک خواب میں مجھ پر یہ اظہر
کہ اس کو بھی ملیگا بخت برتر

لقب عزت کا پاوے وہ مقرر
یہی روز ازل سے ہے مقدر

خدا نے چار لڑکے اور یہ دختر
عطا کی بس یہ احساں ہے سراسر

یہ کیا احساں ترا ہے بندہ پرور
کروں کس منہ سے شکر اے میرے داور

اگر یہ بال ہو جائے سخن ور
تو پھر بھی شکر ہے امکاں سے باہر

کریما دُور کر تو ان سے ہر شر
رحیما نیک کر اور پھر معمّر

پڑھایا جس نے اُس پہ بھی کرم کر
جزا دے دین اور دُنیا میں بہتر

رہِ تعلیم اِک تو نے بتا دی
فسُبحان الذی اخزی الاعادی

دیئے ہیں تو نے مجھ کو چار فرزند
اگرچہ مجھ کو بس تجھ سے ہے پیوند

بنا ان کو نکو کار و خرد مند
کرم سے اُن پہ کر راہِ ہدیٰ بند

ہدایت کر اُنہیں میرے خداوند
کہ بے توفیق کام آوے نہ کچھ پند

تو خود کر پرورش اے میرے اخوند
وہ تیرے ہیں ہماری عمر تا چند

یہ سب تیرا کرم ہے میرے ہادی
فسُبحان الذی اخزی الاعادی

میرے مولا میری یہ اِک دُعا ہے
تری درگاہ میں عجز و بُکا ہے

وہ دے مجکو جو اس دل میں بھرا ہے
زبان چلتی نہیں شرم و حیا ہے

میری اولاد جو تیری عطا ہے
ہر اِک کو دیکھ لوں وہ پارسا ہے

تری قدرت کے آگے رُک گیا ہے
وہ سب دے اُن کو جو مجھ کو دیا ہے

عجب محسن ہے تو سجد الایادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نجات ان کو عطا کر گندگی سے
برات انکو عطا کر بندگی سے
رہیں خوش حال اور فرخندگی سے
بچانا اے خدا بد زندگی سے

وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

عیاں کر ان کی پیشانی پہ اقبال
نہ آوے انکے گھر تک رعب دجال
بچانا اُن کو ہر غم سے بہر حال
نہ ہوں وہ دکھیں اور رنجور نہ حیران و بدحال

یہی امید ہے دل سے بتا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ
نہ آوے اُن پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا یہ آستانہ
میرے مولا انہیں ہر دم بچانا

یہی امید ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا
مصیبت کا الم کا بے بسی کا

یہ ہوں میں دیکھ لوں تقویٰ ہی کا
جب آوے وقت میری بھی اُسی کا

بشارت تو نے پہلے سے سُنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے

کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے

یہی آئینہ خالق نما ہے
یہی اک جوہر بیضہ دُعا ہے

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے
(مصباح الہمامی)

یہی اک فخر شانِ اولیا ہے
بجز تقوے زیاوت انمیں کیا ہے

ڈرو یارو کہ وہ بینا خدا ہے
اگر سوچو یہی دار الجزا ہے

تجھے تقوے سے اُس نے یہ جزا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

عجب گوہر ہے جسکا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جسکا کام تقویٰ

سنو ہے حاصلِ اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ

مسلماں تو بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ

یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد
بشارت تو نے دی اور پھر دلائی
کہاں ہرگز نہیں ہونگے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ٹہنی شاداب

خبر تو نے یہ مجھ کو بارہا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

دیے تو نے مجھے یہ مہر و مہتاب
یہ سب ہیں میرے پیارے تیرے اسباب
دکھایا تو نے وہ اے رب ارباب
کہ کم ایسا دکھا سکتا کوئی خواب

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

میں کیونکر گن سکوں تیرے یہ انعام
کہاں ممکن ترے فضلوں کا ارقام
ہر اک نعمت سے تو نے بھر دیا جام
ہر اک دشمن کیا مردود و ناکام

یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس ماہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری ہر بات کو تو نے جلا دی
مری ہر روک بھی تو نے اُٹھا دی
مری ہر پیشگوئی خود بنا دی
ترا ہی نسلاً بعید بھی دکھا دی

جو دی ہے مجھ کو وہ کس کو عطا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں
ملاحت ہے عجب اُس دلستاں میں
ہوئے بدنام ہم اُس سے جہاں میں
عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

ہوا مجھ پر وہ ظاہر میرا ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کروں کیونکر ادا میں شکر باری
چلی اُس ہاتھ سے کشتی ہماری
مری بگڑی ہوئی اُس نے بنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے
کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ترے احسان مرے سر پر ہیں بھارے
چمکتے ہیں وہ سب جیسے ستارے
گڑھے میں تو نے سب دشمن اُتارے
ہمارے کر دیے اونچے منارے
مقابل میں مرے یہ لوگ مارے
کہاں مرتے تھے پر تو نے ہی مارے
شریروں پر پڑے اُنکے شرارے
نہ اُن سے رُک سکے مقصد ہمارے

اُنہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری رحمت ہے میرے گھر کا شہتیر
مری جاں تیرے فضلوں کی پنہ گیر
عدوؤں کو لگے ہر سمت سے تیر
گرفتار آ گئے جیسے کہ نخچیر
ہوا آخر وہی جو تیری تقدیر
بھلا چلتی ہے تیرے آگے تدبیر

خدا نے ان کی عظمت سب اُڑا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مری اس نے ہر اک عزت بنا دی
مخالف کی ہر اک شیخی مٹا دی

مجھے ہر قسم سے اس نے عطا دی
سماعت دی ارادت دی قوا دی

ہر اک آزار سے مجھکو شفا دی
مرض گھٹتا گیا جوں جوں دوا کی

محبت غیر کی دل سے مٹا دی
خدا جانے کہ دل کو کیا سنا دی

دوا دی اور غذا دی اور قبا دی
فبحان الذی اخزی الاعادی

مجھے کب خواب میں بھی تھی یہ امید
کہ ہوگا میرے سر پہ فضل جاوید

ملی یوسف کی عزت لیک بے قید
نہ ہو تیرے کرم سے کوئی نومید

مراد آئی ملی سب نامرادی
فبحان الذی اخزی الاعادی

تری رحمت عجب ہے اے مرے یار
ترے فضلوں سے میرا گھر ہے گلزار

شریفوں کو کرت اکرم میں تو یار
جو ہو نومید تجھ سے سے دو مردار

وہ ہو آوارۂ ہر دشت و وادی
فبحان الذی اخزی الاعادی

ہوئے ہم تیرے اے قادر توانا
ترے در کے ہوئے اور تجھکو مانا

ہمیں بس ہے تری درگہ پہ آنا
مصیبت سے بچیں ہر دم بچانا

کہ تیرا نام ہے غفار و ہادی
فسبحان الذی اخزے الاعادی

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا
کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا
تو پھر ہے کس قدر اسکو سہارا
کہ جس کا تو بھی ہے سب کا پیارا

ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

میں کیونکر کروں شکر تیرے احسان
ترے فضلوں سے ہر میں ہے دن رات
تیرے ہی مظہر کمالات ہیں سب
تجھ ہی سے ہر کمالی ہر کمالات
کرم ہے تیرا ستر ہے تیرا
تجھ ہی کی آخر خدا ہوں ہوں پناہ

ہوا اکثیر سب کا نام رادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

بنائی تو نے بگڑی ہر جگہ بات
دکھائے تو نے احسان بے نہایت
ہر اک منزل میں تو نے کی ہے یاری
بعد از مشکل اوقات تو نے
ہر اک گھڑی تو ہی تو ہی ہے

تری نصرت سے اب دشمن تبہ ہے
ہر اک بدخواہ اب کیوں روسیاہ ہے

ہر اک جا میں ہمارا تو پتہ ہے
کہ وہ مثل خسوف مہر و مہ ہے

سیاہی چاند کی منہ نے دکھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے فضلوں ہی جان بستاں سرا ہے
اگر اندھوں کو انکار و ابا ہے
کہیں ہو کچھ کہیں سر پر خدا ہے

ترے نوروں سے دل شمس الضحیٰ ہے
وہ کیا جانیں کہ اس سینہ میں کیا ہے
پھر آخر ایک دن روز جزا ہے

بدی کا پھل بدی اور نامرادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے سب زور و قدرت ہو خدایا
ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا
وہی آرام جاں اور دل کو بھایا

تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا
وہی جس کو کہیں رب البرایا

* دشمن کے لفظ سے اس جگہ وہ حاسد مراد ہیں جو ہر ایک طور سے مجھے تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں
لوگوں کو میری نسبت بدظن کرتے ہیں۔ اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی میں بھی جھوٹی شکایتیں
کرتے رہتے ہیں اور گورنمنٹ محمدیہ کی نسبت جو میرے خلاف واقعات ہیں ان کو جتلاتے ہیں

ہوا ظاہر وہ مجھ پر جانِ ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مجھے اُس یار سے پیوندِ جاں ہے
وہی جنت وہی دارالاماں ہے
بیاں اس کا کروں طاقت کہاں ہے
محبت کیا تو اک دریا رواں ہے

یہ کیا احساں ترے ہیں میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

تری رحمت کی کچھ قلت نہیں ہے
تھی اس سے کوئی ساعت نہیں ہے
شمارِ فضل اور رحمت نہیں ہے
مجھے اب شکر کی طاقت نہیں ہے

یہ کیا احساں ہیں تیرے میرے ہادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ترے کوچے میں کن اہو سے آؤں
وہ خدمت کیا ہے جس سے تجھ کو پاؤں
محبت ہے کہ جس سے کھینچا جاؤں
خدائی ہے خودی جس سے جلاؤں
محبت چیز کیا کس کو بتاؤں
وفا کیا راز ہے کس کو سناؤں
میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں
یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں

کہاں ہم اور کہاں دنیائے ہادی

سبحان الذی اخزی الاعادی

کوئی گھر ایسا جس میں تیرا نور نہ ہو
کرے پاک آپکو تب اسکو پاوے

جو مرتا ہے وہی زندوں میں جاوے
جو جلتا ہے وہی مرہم لگاوے

تڑپتے دور کا کب پھر ملاوے
چلا اوپر کو وہ نیچے نہ آوے

کہاں یہ زندگانی ہے کون لاوے
غریق عشق وہ موتی اُٹھاوے

وہ دیکھے تجھ کو جس دم دل گیا تو
خدایا اس میں تو ہی تو دکھا تو

تجھے قسم ہے میری محنت اسے نہ ٹھکانا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کہاں ہے کس طرح تجھ کو ڈھونڈوں
کہاں ہے کس طرح تجھ کو ڈھونڈوں

تو ہے سو جسم میں تیرے سمائی
یہ تو سو جسم میں تجھ میں سمائی

تو ہے کیونکر ملے وہ یار جانی
کہاں ہے یار یہ ملتا ہے جانی

کرے کچھ فکر کب یہ جاودانی
یہ فکر اس کو ہے جو دل ہے کہ فانی

ہے کیا تدبیر جس سے تو ملے جانی
کہ دل میں ہے یہی تم سے ہو یکتائی

خدایا ایک تو ہی ہے نرالی
تو ہے سب میں یہی ہے زندگانی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و ندامت
کھڑی ہے سر پہ بس اب ایک ساعت
کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت

مجھے یہ بات مولا نے بتا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسولِ حق کو مٹی میں سلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہین کر کے پھل ویسا ہی پایا
امانت نے انہیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا
کہ سوچو عزت خیر البرایا

ہمیں یہ رہ خدا نے خود دکھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

کوئی مُردوں میں کیونکر پاوے جا کے
مرے تب بے گماں مُردہ ہی جاتے
خدا ایسے کو کیوں مردوں سے لاوے
وہ آپوں خود مہر تحقیق ٹھاوے
کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے
کوئی اک نام ہی ہم کو بتاوے

تمہیں کس نے یہ تعلیم خطا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

وہ آیا منتظر تھے جسکے دنیا
معما کھل گیا روشن ہوئی بات

دکھائیں آسماں نے ساری آیات
زمیں نے وقت کی دیدیں شہادات

پھر اس کے بعد کون آئیگا ہیہات
خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معاندات

خدا نے ایک جہاں کو یہ سنا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مسیح وقت اب دنیا میں آیا
خدا نے عہد کا دن ہو دکھایا

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدا کا ہم پہ بس لطف و کرم ہے
وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے

زمینِ قادیاں اب محترم ہے
نجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے

ظہورِ عون و نصرت دمبدم ہے
حسد سے دشمنوں کی پشت خم ہے

سنو اب وقتِ توحید اتم ہے
ستم اب مائلِ ملکِ عدم ہے

خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

الہامی شعر

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے

براہین احمدیہ

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولےٰ کے گدوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

وہی اسکے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں اسکی عطا بارگہ تک خود پسندوں کو

یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو
اسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

منہ

ہمنے الفت میں تیری بار اٹھایا کیا کیا
تجھ کو دکھلا کے فلک نے ہمیں دکھایا کیا کیا

منہ

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

جس بات کو کہے کہ کروں گا میں یہ ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ممانعت جہاد

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہو وہ خدا کا جو کہتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ کہتا ہے اتقاء

کیوں پیروی کرتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑو تم اس خبیث کو

کیا تم نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
جو مسیح ہو تم یضع الحرب کی خبر

فرما چکا ہے سید کونین مصطفےٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دیگا التوا

جب آئیگا تو صلح کو وہ ساتھ لائیگا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائیگا

یہ بھی لکھا ہے شیر اور گوسپند
کھیلینگے ایک آب پر آ کر بصد پسند

ہوگا وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
پولیس کے سوا نہ رہیگا تفنگ کا

یہ حکم تھا کہ جنگ کی تلوار کو اٹھائے گا
وہ کوہ طور سے نہ اترنے پائیگا

آثار سے یہ صاف نشانی ملی ہمیں
کافی ہے اتنا ہم کو اگر آپ کو نہیں

اترے گا آسمان سے وہ دین کی زمیں
کر دیگا ختم آ کے وہ دین کی ترنیاں

ظاہر ہیں یہ نشان کہ ان میں نہاں نہیں
اب تم کو چھوڑ کر کسی قصے کی ہاں نہیں

اب تم کو چھوڑ کر کسی قصے کی ہاں نہیں
وہ نام احمدی کا وہ مثیل مسیح ہی

وہ علم و صلاح کا مخزن نہیں ہی
وہ فخر انبیاء وہ امام تقی ہی

وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی
تخلیق حق پہ شفقت و رحمت نہیں رہی

دل میں نہاں ہے یار کی الفت نہیں رہی
حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی

تحقیق اٹھ گیا ہے سرے سے فطنت نہیں رہی
کھل آگیا ہے دل میں حلاوت نہیں رہی

وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس و بصیرت نہیں رہی

دنیا و دیں میں کچھ بھی سیادت نہیں رہی
اب تم کو غیر قوموں پہ ہیبت نہیں رہی

وہ انس و شوق و وجد و ظاہرت نہیں رہی
ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی

ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی
نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی

ہے سوسو ہر گند دل میں طہارت نہیں رہی
نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی

خوان تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی
دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی

سونے سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی
دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی

سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی
اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی

تم کتنے تھے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی
صورت بگڑ گئی ہے وہ جھورت نہیں رہی

اب تم میں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی
بھیلس میں ہے یہی کہ وہ جاجت نہیں رہی

اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے

ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دین کی راہ کو
عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو

اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دعا میں بھی وہ اثر نہیں

کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں

تقوے کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے نیال دل میں تھے نا پاک ہو گئے

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہو گئے
باقی جو بچے وہ ظالم و سفاک ہو گئے

اب تم تو خود ہی مورد خشم خدا ہوئے
اس پاس سے بشامت عصیان جدا ہوئے

اب غیر دیں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محل سزا ہوئے

سچ سچ کہو کہ تم میں ایمان ہے اب کہاں
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں

پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
وہ نور موسنا نہ وہ عرفاں نہیں رہا

پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجئے
آیت علیکم انفسکم یاد کیجئے

ایسا گماں کہ مہدیٔ خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائیگا

اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بے فروغ ہیں

یارو جو مرد آنیکو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تم میں کے ہائے سوچنے والے کدھر گئے

تھوڑے نہیں نشان جو دکھائے گئے تمہیں
کیا پاک از تھے جو بتائے گئے تمہیں

پر تم نے اُنسے کچھ بھی اُٹھایا نہ فائدہ
مُنہ پھیر کر ہٹا دیا تمنے یہ مایدہ

بخلوں سے یار و باز بھی آؤگے یا نہیں؟
خو اپنی پاک صاف بناؤگے یا نہیں؟

باطل ہی میل دل کی ہٹاؤگے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤگے یا نہیں؟

اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤگے یا نہیں؟
مخفی جو دل میں ہو وہ سناؤگے یا نہیں؟

آخر خدا کے پاس بھی جاؤگے یا نہیں؟
اُس وقت اُسکو منہ بھی دکھاؤگے یا نہیں؟

تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہو پیار
اب اُسکا فرض ہو کہ وہ دل کرکے استوار

لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ہم اپنا فرض و دستواب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائیگا خدا

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۸۹

دُنیا کی حرص آز میں کیا کچھ نہ کرتے ہیں
نقصان جو ایک پیسہ کا دیکھیں تو مرتے ہیں

زر سے پیار کرتے ہیں اور دل لگاتے ہیں
ہوتے ہیں زر کے ایسے کہ بس ہی جاتے ہیں

جب اپنے دلبروں کو نہ جلد ہی پاتے ہیں
کیا کیا نہ اُنکے ہجر میں آنسو بہاتے ہیں

پر اُن کو اُس سجن کی طرف کچھ نظر نہیں
آنکھیں نہیں ہیں کان نہیں دل میں ڈر نہیں

اُنکے طریق و دھرم میں گو لاکھ ہو فساد
کیسا ہی ہو عیاں کہ وہ ہے جھوٹ اعتقاد

پر تب بھی مانتے ہیں اُسی کو بہر سبب
کیا حال کر دیا ہے تعصب نے ہے غضب

دل میں یہ فکر ہے کہ مرنا نہیں کبھی	ترکِ اس عیال و قوم کو کرنا نہیں کبھی
اے غافلاں فنا کند ایں سرا تمام	دُنیا سے دل نماند و نماند کبریا

سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۷۲

اُن کو سودا ہوا ہے ویدوں کا	اُن کا دل مبتلا ہے ویدوں کا
آریو! اس قدر کرو کیوں جوش	کیا نظر آگیا ہے ویدوں کا
نہ کیا ہے نہ کر سکے پیدا	سچ تو یہ خدا ہے ویدوں کا
عقل رکھتے ہو آپ بھی سوچو	کیوں بھروسا کیا ہے ویدوں کا
بے خدا کوئی چیز کیونکر ہو	یہ سراسر خطا ہے ویدوں کا
ناستک مت کے وید ہیں حامی	سب یہی مدعا ہے ویدوں کا
ایسے مذہب کبھی نہیں چلتے	کال سر پہ کھڑا ہے ویدوں کا

جس نے پیدا کیا وہی جانے	دوسرا کیونکر اس کو پہچانے
غیر کو غیر کی خبر کیا ہو	نظرِ دُور کارگر کیا ہو

ست بچن

یہی پاک چولا ہے سکھوں کا تاج	یہی کابلی مل کے گھر میں ہو آج
یہی ہے کہ نُوروں سے معمور ہے	جو دُور اس سے اُس سے خدا دُور ہے

یہی جنم ساکھی میں مذکور ہے
جو انگد سے اس وقت مشہور ہے

اسی پر وہ آیات ہیں بینات
کہ جن سے ملے جاودانی حیات

یہ نانک کو خلعت ملا سرفراز
خدا سے جو تھا درد کا چارہ ساز

اسی سے وہ سب راز حق پا گیا
اسی سے وہ حق کی طرف آ گیا

اسی نے بلا سے بچایا اُسے
ہر ایک در گھر سے چھڑایا اُسے

ذرا سوچ کھتو! یہ کیا چیز تھی
یہ اُس مرد کے تن کا تعویذ ہے

یہ اُس بھگت کار کا پیارا نشاں
نصیحت کی باتیں حقیقت کی جاں

گر نقطوں میں ہو شک کا اک احتمال
کہ انساں کے ہاتھوں ہے بہتان مال

جو پیچھے سے لکھتے گئے رہتے رہے
خدا جانے کیا کیا بناتے رہے

گماں ہے کہ نقلوں میں ہو کچھ خطا
کہ انساں نہ ہو سے خطا سے جدا

مگر یہ تو محفوظ ہے بالیقیں
وہی ہے جو تھا اس میں کچھ شک نہیں

اسے سر پہ رکھتے تھے اہل صفا
تذلل سے جب پیش آتی بلا

جو نانک کی مدح و ثنا کرتے تھے
وہ ہر شخص کو یہ کہا کرتے تھے

کہ دیکھا نہ ہو جس نے وہ پارسا
وہ چہرے کو دیکھے کہ رہتے بچا

جسے اسکے درشن کی نہ ہووے خبر
وہ دیکھے اُسی چہرہ کو اک نظر

اِسے چوم کر کرتے رو رو دعا
تو ہو جاتا تھا فضل قادر خدا

اُسی کا تو تھا معجزانہ اثر
کہ نانک بچا جس سے وقتِ خطر

بچا آگ سے اور بچا آب سے
اِسی کے اثر سے نہ اسباب سے

ذرا دیکھو انگد کی تحریر کو
کہ لکھتا ہے اس سادہ تقریر کو

یہ چولہ ہے قدرت کا جلوہ نما
کلامِ خدا اِس پہ ہے جا بجا

جو شایق ہے نانک کے درشن کا آج
وہ دیکھے اسے چھوڑ کر کام و کاج

برس گذرے ہیں چار سو کے قریب
یہ ہے تو نیا اک کرامت عجیب

یہ نانک سے کیوں رہ گیا اِک نشاں
بھلا اس میں حکمت تھی کیا در نہاں

یہی تھی کہ اسلام کا ہو گواہ
بتا دے وہ پچھلوں کو نانک کی راہ

خدا سے یہ تھا فضل اس مرد پر
ہُوا اسکے دردوں کا اِک چارہ گر

یہ مخفی امانت ہے کرتار کی
یہ تھی اِک کلید اسکے اسرار کی

محبت میں صادق وہی ہوتے ہیں
کہ اس بچے کو دیکھ کر روتے ہیں

سُنو مجھ سے اے لوگو نانک کا حال
سنو قصۂ قدرتِ ذوالجلال

وہ تھا آریہ قوم سے نیکذات
خردمند خوشخو مبارک صفات

ابھی عمر سے تھوڑے گذرے تھے سال
کہ دل میں پڑا اُسکے دین کا خیال

اِسی جستجو میں وہ رہتا مدام
کہ کس راہ سے سچ کو پاوے تمام

اسے وید کی راہ نہ آئی پسند
کہ دیکھا بہت اس کی باتوں میں گند

یہ دیکھا کہ یہ ہیں سڑے اور گلے
لگا ہونے دل اُس کا اوپر تلے

کہا کیسے ہو یہ خدا کا کلام
ضلالت کی تعلیم ناپاک کام

ہُوا پھر تو یہ دیکھ کر سخت غم
مگر دل میں رکھتا وہ رنج و الم

وہ رہتا تھا اِس غم سے ہر دم اُداس
زباں بند تھی دل میں سَو سَو ہراس

یہی فکر کھاتا اُسے صبح و شام
نہ تھا کوئی ہمراز نے ہم کلام

کبھی باپ کی جبکہ پڑتی نظر
وہ کہتا کہ اے میرے پیارے پسر

مَیں حیراں ہوں تیرا یہ کیا حال ہے
وہ غم کیا ہے جس سے تو پامال ہے

نہ وہ تیری صورت نہ وہ رنگ ہے
کہو کس سبب تیرا دل تنگ ہے

مجھے سچ بتا کھول کر اپنا حال
کہ کیوں غم میں رہتا ہے اے میرے لال

وہ رو دینا کہہ کر کہ سب خیر ہے
مگر دل میں اک خواہش سیر ہے

پھر آخر کو نکلا وہ دیوانہ وار
نہ دیکھے بیاباں نہ دیکھے پہاڑ

اُتارا اپنے مونڈھوں سے دنیا کا بار
طلب میں سفر کر لیا اختیار

خدا کے لئے ہو گیا دردمند
تنعم کی راہیں نہ آئیں پسند

طلب میں چلا بیخود و بیحواس
خدا کی عنایات کی کر کے آس

جو پوچھا کسی نے چلے ہو کدھر
غرض کیا ہے جس سے کیا یہ سفر

کہا رد کے حق کا طلبگار ہوں
نثار رہِ پاک کردگار ہوں

سفر میں وہ رو رو کے کرتا دعا
کہ اے میرے کردگار مشکلکشا

میں عاجز ہوں کچھ بھی نہیں خاکسار
مگر بندۂ درگہِ پاک ہوں

میں قربان ہوں تیرے ہر نام کا
نشاں مجھ سے تجھ مرد آگاہ کا

نشاں تیرا پاکر وہیں جاؤں گا
جو تیرا ہو دے اپنا ٹھیرا ؤنگا

کرم کر کے وہ راہ اپنی بتا
کہ تیرا ہوا تجھ تیرے آسرا

بتایا گیا اس کو الاسلام میں
کہ پائے گا تو مجھ کو اسلام میں

مگر امر دشوار تھا لاکھ سے
وہ اسلام کی راہ میں مرنے سے

ملا تھا خدا سے اسے ایک پیر
کہ چشتی طریقہ میں تھا دستگیر

وہ بیعت سے اسکے ہوا فیضیاب
سنا شیخ سے ذکر راہِ صواب

پھر آیا وطن کی طرف اسکے بعد
ملے پیر کے فیض سے بخت سعد

کوئی دن تو پردہ میں مستور تھا
زباں چپ تھی اور سینہ میں نور تھا

تو اوائل میں تھا درد و سوز و نیاز
شبِ دل سے چھپ چھپ کے پڑھتا نماز

پھر آخر کو مارا صداقت نے جوش
تعشق سے جاتے رہے سکے ہوش

ہوا پھر تو حق کے چھپانے سے تنگ
محبت نے پڑھ پڑھ کے دکھلائے رنگ

کہا یہ تو مجھ سے ہوا اک گناہ
کہ پوشیدہ رکھی سچائی کی راہ

یہ صدق و وفا سے بہت دور تھا
کہ غیروں کے خوفوں سے دل چور تھا

تصور سے اس بات کے ہو گئے زار
کہا رو کے اے میرے پروردگار

تیرے نام کا مجھ کو اقرار ہے
ترا نام غفار و ستار ہے

بلا ریب تو حی و قدوس ہے
ترے بن ہر اک راہ وسواس ہے

مجھے بخش اے خالق العالمیں
تو سبوح و انی من الظالمیں

میں تیرا ہوں اے میرے کرتار پاک
نہیں تیری راہوں میں خوف ہلاک

ترے در پہ جاں میری قربان ہے
محبت تری خود مری جان ہے

وہ طاقت کہ ملتی ہے ابرار کو
وہ دے مجھ کو وا کھلا کے اسرار کو

خطا دار دل مجھ کو وہ راہ بتا
کہ حاصل ہو جس سے تیری رضا

اسی فکر میں تھا تذلل کے ساتھ
کہ پکڑا خدا کی عنایت نے ہاتھ

ہوا غیب سے ایک چوا انجیاں
خدا کا کلام آ پہنچا بگماں

شہادت کہی اسلام کی جا بجا
کہ سچا وہی دیں ہے اور رہنما

یہ لکھا تھا اُس میں بخط جلی — کہ اللہ ہے ایک اور محمدؐ نبی
ہُوا حکم پہن اسکو اے نیک مرد — اُتر جائیگی اس سے وہ ساری گرد
جو پوشیدہ رکھنے کی تھی اک خطا — یہ کفارہ ہے اُس کا اے باوفا
یہ ممکن ہے کشفی ہو یہ ماجرا — دکھایا گیا ہو بحکم خدا
پھر اس طرز پر یہ بنایا گیا — بحکم خدا پھر لکھایا گیا
مگر یہ بھی ممکن ہے اے پختہ کار — کہ خود غیب سے ہو یہ سب کاروبار
کہ پردے میں قادر کے اسرار ہیں — کہ عقلیں وہاں ہیچ و بیکار ہیں
تو یک قطرہ داری ز عقل و خرد — مگر قدرتش بحر بحید و عدد
اگر بشنوی قصۂ صادقاں — مجنباں سر خود چو مستہزیاں
تو خود را خردمند فہمیدۂ — مقامات مرداں کجا دیدۂ
غرض اُس نے پہنا وہ فرخ لباس — نہ رکھتا تھا مخلوق سے کچھ ہراس
وہ پھرتا تھا کوچوں میں چولا کے ساتھ — دکھاتا تھا لوگوں کو قدرت کے ہاتھ
کوئی دیکھتا جب اُسے دور سے — تو ملتی خبر اُسکو اُس نور سے
جسے دُور سے وہ نظر آتا تھا — اُسے چولہ خود بھید سمجھاتا تھا
وہ ہر لحظہ چولے کو دکھلاتا تھا — اِسی میں وہ ساری خوشی پاتا تھا

غرض یہ بھی تا یار خورسند ہو
خطا دور ہو بخت پیوند ہو

جو عشاق اس بات کے ہوتے ہیں
وہ ایسے ہی ڈر ڈر کے جاں کھوتے ہیں

وہ اس یار کو صدق دکھلاتے ہیں
اسی غم میں دیوانہ بنجاتے ہیں

وہ جاں اس کی راہ میں فدا کرتے ہیں
وہ ہر لحظہ سو سو طرح مرتے ہیں

وہ کھوتے ہیں سب کچھ بصدق و صفا
مگر اس کی ہو جائے حاصل رضا

یہ دیوانگی عشق کا ہے نشاں
نہ سمجھے کوئی اسکو بجز عاشقاں

غرض جوش الفت سے مجذوب وار
یہ نانک نے چولا بنایا شعار

مگر اس سے راضی ہو وہ دلستاں
کہ اس بن نہیں دل کو تاب و تواں

خدا کے جو ہیں وہ یہی کرتے ہیں
وہ لعنت سے لوگوں کی کب ڈرتے ہیں

وہ ہو جاتے ہیں سارے دلدار کے
نہیں کوئی ان کا بجز یار کے

وہ جاں دینے سے بھی نہ گھبراتے ہیں
کہ سب کچھ وہ کھو کر اسے پاتے ہیں

وہ دلبر کی آواز بن جاتے ہیں
وہ اس جاں کے ہمراز بن جاتے ہیں

وہ ناداں جو کہتا ہے وحی بند ہے
نہ الہام ہے اور نہ پیوند ہے

نہیں عقل اسکو نہ کچھ غور ہے
اگر وید ہے یا کوئی اور ہے

یہ سچ ہے کہ جو پاک ہو جاتے ہیں
خدا سے خدا کی خبر لاتے ہیں

اگر اُس ہمزبان سے ہو تجھے خبر
تو ہو جائے یہ راہ زیر و زبر

طلب گار ہو جائیں اُس کے نباہ
وہ مر جائیں دیکھیں اگر یہ سدرہ

مگر کوئی معشوق ایسا بھی ہے
کہ عاشق سے کہتا ہو یہ بے تحاشہ

خدا پر تو یہ بہتان صریح ہے
کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے

اگر وہ نہ ہو تو کبھو کوئی
یقیں کر کے جانے کہ ہے محقق

وہ کہتا ہے تو اپنے بندوں کو یاد
کوئی اس کی راہ میں نہیں نامراد

مگر وید کو اس سے انکار ہے
اِسی سے تو بے خبر بے کنار ہے

کرے کوئی کیا ایسے طومار کو
بلا کر دکھاوے نہ دیدار کو

وہ ویدوں کا الہام تھا یا اک بھجن
کہ بولے نہیں جیسے اک لنگ کر

تو بھجن سے ویدوں سے حاصل ہے کیا
ذرا سوچ اے یار روشن ادا

یہ الہام کرتے ہیں الہام سے
کہ ممکن نہیں ناسمیا اور رعام سے

یہی سالکوں کا ہے تو منتہا
سمجھ لے تو کہتی ہے آگہی تجھ سے یہ

اگر یہ نہیں کچھ تو وید مر گئے
کہ بے سود جاں کو فدا کر گئے

یہ ویدوں کا تو ہے بیان
وہ کہتے ہیں یہ کوچہ سود ہے

نمائش اس کی عارف کو بے سود ہے

وہ غافل ہیں یہ گماں کے اس دا[illegible]
اگر ان کو اس آ[illegible] ہوتی خبر
تو انکار کو چاہتے جانے شرم
نہ جانا کہ الہام ہے کیا
اسی سے تو ہوتا ہے کچھ انتشا
اسی سے تو آنکھیں کھلیں اور گوش
یہی ایک چشمہ ہے دیدار کا
اسی سے تو ان کی ہوئی جگمگی
وہ باتوں سے فی الفور اپنی سمجھا
تو باتوں سے لذت اٹھاتا ہے دل
مگر تو ہے منکر تجھے اس سے کیا
تو واقف نہیں اس سے اے بے ہنر
قسم اس کی۔ اسکی نہیں ہے نظیر
نہ نقصان اٹھاویں نہ ہووے ذلیل
کہ دل سے تھا قربان عالی جناب
کہ پائے گا تو مجھ کو اسلام میں

یقیں ہے کہ نانک تھا ملہم ضرور
نہ کر وید کا پاس اُسے پُر غرور

دیا اُس کو کرتار نے وہ گیان
کہ ویدوں میں اُس کا نہیں کچھ نشان

اکیلا وہ بھاگا ہندوؤں کو چھوڑ
چلا مکہ کو ہند سے مُنہ کو موڑ

گیا خانہ کعبہ کا کرنے طواف
مسلماں بنا پاک دِل بے خلاف

لیا اُس کو فضلِ خدا نے اٹھا
ملی دونوں عالم میں عزت کی جا

اگر تو بھی چھوڑے یہ ملک ہوا
تجھے بھی یہ رتبہ کرے وہ عطا

تو رکھتا نہیں ایک دم بھی روا
جو بیوی سے اور بچوں سے ہو جُدا

مگر وہ تو پھرتا تھا دیوانہ وار
نہ جی کو تھا چین اور نہ دل کو قرار

ہر اِک کہتا تھا دیکھ کر اِک نظر
کہ ہے اُس کی آنکھوں میں کچھ جلوہ گر

محبت کی تھی سینہ میں اِک خلش
نئی پھرتی تھی اُس کو دل کی تپش

کبھی شرق میں اور کبھی غرب میں
رہا گھومتا قلق اور کرب میں

پرندے بھی آرام کر لیتے ہیں
مجانیں بھی یہ کام کر لیتے ہیں

مگر وہ تو اِک دم نہ کرتا قرار
ادا کر دیا عشق کا کاروبار

کسی نے یہ پوچھی تھی عاشق سے بات
وہ نسخہ بتا جس سے جاگے تو رات

کہا نیند کی ہے دوا سوز و درد
کہاں نیند جب غم کرے چہرہ زرد

وہ آنکھیں نہیں جو کہ گریاں نہیں
وہ خود دل نہیں جو کہ بریاں نہیں

تو انکار سے وقت کھوتا ہے کیا
تجھے کیا خبر عشق ہوتا ہے کیا

مجھے پوچھو اور میرے دل سے یہ راز
مگر کون پوچھے بجز عشق باز

جو برباد ہونا کرے اختیار
خدا کے لئے ہے وہی سختیار

جو اُس کے لئے کھوتے ہیں جان و تن
جو مرتے ہیں وہ زندہ ہو جاتے ہیں

وہی واحدہٗ لاشریک اور عزیز
نہیں اُس کی مانند کوئی بھی چیز

اگر جاں کروں اُس کی راہ میں فدا
تو پھر بھی نہ ہو شکر اُس کا ادا

میں چوسے کا کرتا ہوں پھر کچھ بیاں
کہ ہے یہ پیارا مجھے جیسے جاں

ذرا جنم ساکھی کو پڑھ اے جواں
کہ انگد نے لکھا ہے اُسمیں عیاں

کہ قدرت کے ہاتھوں لکھی تھی وہ رقم
خدا ہی نے لکھا یہ فضل و کرم

وہ کیا ہے یہی ہے کہ **اللہ** ہے ایک
محمد ﷺ نبی اُس کا پاک اور نیک

بغیر اُس کے دل کی صفائی نہیں
بجز اسکے غم سے رہائی نہیں

یہ معیار ہے دیں کے تحقیق کا
کھلا فرق دجال و صدیق کا

ذرا سوچ یارو گر انصاف ہے
یہ سب کشمکس اس لڑائی صاف ہے

یہ نانک سے کہنے لگے جب جدا
رہے زور کر کے یہ مدعا

کہا دور ہو جاؤ تم ہار کے
یہ خلعت ہے ہاتھوں سے کرتار کے

بشر سے نہیں تا اتارے بشر
خدا کا کلام اس پہ ہے جلوہ گر

دعا کی تھی اس نے کہ اے کردگار
بتا مجھ کو راہ اپنی خود کر کے پیار

یہ چولا تھا اس کی دعا کا اثر
یہ قدرت کے ہاتھوں کا تھا سر بسر

یہی چھوڑ کر وہ ولی مر گیا
نصیحت تھی مقصد ادا کر گیا

اسے مردہ کہنا خطا ہے خطا
کہ زندوں میں وہ زندہ دل جا ملا

وہ تن گم ہوا یہ نشاں رہ گیا
ذرا دیکھ کر اس کو آنسو بہا

کہاں ہے محبت کہاں ہے وفا
پیاروں کا چولا ہوا کیوں برا

وفادار عاشق کا ہے یہ نشاں
کہ دلبر کا خط دیکھ کر ناگہاں

لگاتا ہے آنکھوں سے ہو کر فدا
یہی ہیں سند داد گاں کی سدا

مگر جس کے دل میں محبت نہیں
اسے ایسی باتوں سے رغبت نہیں

اٹھو چلو نزلا و فوٹو گراف
ذرا دیکھیے چولے کی یہ صاف

کہ دنیا کو ہرگز نہیں ہے بقا
فنا سب کا انجام ہے خوش نما

سو لو عکس ہلکی کرا لے ہے اس
مگر اس کی تصویر رہ جائے بس

یہ چولا کہ قدرت کی تحریر ہے
یہی بس سند اور یہی پیر ہے

یہ انگد نے خود لکھ دیا صاف صاف
کہ ہے وہ کلام خدا بے گزاف

وہ لکھا ہے خود پاک کرتار نے
اسی حی و قیوم و غفار نے

خدا نے جو لکھا وہ کب ہو خطا
وہی ہے خدا کا کلام صفا

یہی راہ ہے جس کو بھولے ہو تم
اٹھو یار واپس مت کرو راہ گم

یہ نور خدا ہے خدا سے ملا
ارے جلد آنکھوں سے اپنی لگا

ارے لوگو! تم کو نہیں کچھ خبر
جو کہتا ہوں میں اس پہ رکھنا نظر

زمانہ تعصب سے رکھتا ہے رنگ
کریں حق کی تکذیب سب بیدرنگ

وہی دیں گے اس کی شہادت ہے بات
کہ ہو متقی مرد اور نیک ذات

مگر وہ تو ہیں سارے ہی پر عناد
پیارا ہے ان کو غرور اور فساد

نہ باتیں ہیں باتیں سراسر دروغ
نہیں بات میں ان کے کچھ بھی فروغ

بھلا بعد چودہ کے اے پُر غرور
وہ کیا کسر باقی ہے جس سے تو دور

تو ڈرتا ہے لوگوں سے اے بے ہنر
خدا سے تجھے کیوں نہیں ہے خطر

یہ تحریر چودہ کی ہے اک زباں
سنو وہ زباں سے کہے کیا بیاں

کہ دین خدا دین اسلام ہے
جو ہو منکر اس کا بد انجام ہے

محمدؐ وہ نبیوں کا سردار ہے
کہ جس کا عدو مثل مردار ہے

تجھے چولا سے کچھ تو آوے حیا
ذرہ دیکھ ظالم کہ کرتا ہے کیا

کہو جو رضا ہو مگر سن لو بات
وہ کہنا کہ جس میں نہیں بخشش یا بت

کہ حق جو سے کرتار کرتا ہے پیار
وہ انساں نہیں جو نہیں حق گذار

کہو جب کہ پوچھیگا مولیٰ حساب
تو بھائیو بتاؤ کہ کیا ہے جواب

میں کہتا ہوں اک بات اے نیک نام
ذرہ غور سے اسکو سنیو تمام

کہ بیشک یہ چولہ پر از نور ہے
تمرد و خطا سے بہت دور ہے

دکھائیں گے چولا تمہیں کھول کر
کہ وہ اس کا اثر ذرا بول کر

یہی پاک چولا ہمارا نشاں
گرو نے کہا خلق پر مہرباں

اسی پر دو شالے پڑے اور زر
یہی فخر سکھوں کا ہے سر بسر

یہی ملک و دولت کا تھا اک ستوں
عمل بد کئے ہو گئے سرنگوں

خدا کے لئے چھوڑ دو بغض و کید
ذرا سوچو باتوں کو ہو کر امید

وہ صدق و محبت وہ مہر و وفا
جو نانک سے رکھتے تھے تم برملا

دکھاؤ ذرا آج اس کا اثر
اگر صدق ہے جلد دوڑو ادھر

کرو مت تو کر کے دکھایا تمہیں
وہ رستہ چلو جو بتایا تمہیں

کہاں میرے نانک کے بھیخ کلپ
جو کرتے ہیں سکھ کے لئے جاں فدا

کہاں ہیں جو اسکے لئے مرتے ہیں
جو ہو واک اُس کا وہی کرتے ہیں

کہاں ہیں جو ہوتے ہیں اُسپر نثار
جُھکاتے ہیں سر اپنے کرکے پیار

کہاں ہیں جو رکھتے ہیں صدق و ثبات
گرو سے ملے جیسے شیر و نبات

کہاں ہیں کہ جب اُس کو کچھ پاتے ہیں
تعشق سے قربان ہوئے جاتے ہیں

کہاں ہیں جو الفت سے سرشار ہیں
جو مرنے کو بھی دل سے تیار ہیں

کہاں ہیں جو وہ سُنجل سے دُور ہیں
محبت سے نانک کی معمور ہیں

کہاں ہیں جو اس رہ میں پُرجوش ہیں
گرو کے تعشق میں مدہوش ہیں

کہاں ہیں وہ نانک کے عاشق کہاں
کہ آیا ہے نزدیک اب امتحاں

کہاں ہیں جو بھیجے ہیں اُلفت کا دم
اطاعت سے سر کو بنا کر قدم

اِدھر آئیں دیکھیں یہ تصویر ہے
یہی پاک چولا جہانگیر ہے

گرو بس کے اس رہ پہ ہوویں فدا
وہ چیلہ نہیں جو نہ دے سر جھکا

اگر ہاتھ سے وقت جاوے نکل
تو پھر ہاتھ ملنے کے بے فائدہ ہے کل

نہ مردی ہے تیر اور تلوار سے
بنو مرد مردوں کے کردار سے

سنو آتی ہے ہر طرف سے صدا
کہ باطل ہے ہر چیز حق کے سوا

کوئی دن کے مہمان ہیں ہم تم سبھی
خبر کیا کہ پیغام آوے ابھی

گرو نانک نے جو چولا بنایا یادگار
دکھایا کہ اس کے ہیں ہم میں نشان

وہ کیونکر ہوں ان کے سعید دل سے نثار
جو رکھتے نہیں اُس سے کچھ اعتقاد

اگر مان لوگے گرو کا یہ واک
تو راضی کرو گے اسے ہو کے پاک

وہ احمق ہیں جو حق کی راہ کھوتے ہیں
عبث ننگ و ناموس کو روتے ہیں

وہ سوچیں کہ کیا لکھ گیا پیشوا
وصیت میں کیا کہہ گیا برملا

کہ اسلام ہم اپنا دیں رکھنے ہیں
محمدؐ کی راہ پر یقیں رکھتے ہیں

اٹھو سونے والو کہ وقت آگیا
تمہارا اگر دم تم کو سمجھا گیا

نہ سمجھے تو آخر کو پچھتاؤ گے
کروڑوں کے سر پر کچل پاؤ گے

کوئی اُس پاک سے جو دل لگاوے
کرے پاک آپ کو تب اسکو پاوے

وہ ہے زور صداقت خوب دکھلایا اثر
ہو گیا نانک نثار دین احمدؐ سر بسر

جب نظر پڑتی ہے اس چولہ کے ہر ہر لفظ پر
سامنے آنکھوں کے آجاتا ہے وہ فخر کمر

دیکھو اپنے دیں کو وہ کس صدق سے دکھلا گیا
وہ بہادر تھا نہ رکھتا تھا کسی دشمن سے ڈر

اعجاز احمدی

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دل میں آتا ہے یہ سو سو ابال

آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے
کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے

دل ہوا جاتا ہے ہر دم بے قرار
کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار

ہو گئے ہم درد سے زیر و زبر
مر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر

آسماں پر غافلو اک جوش ہے
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے

ہو گیا دیں کفر کے حملوں سے چور
چپ رہے کب تک خداوند غیور

اس صدی کا بیسواں سال ہے
شرک و بدعت سے جہاں پامال ہے

بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
افترا کی کب تلک بنیاد ہے

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

لعنتی ہوتا ہے مرد مفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروری

نسیم دعوت

نام اسکا نسیم دعوت ہے
آریوں کے لئے یہ رحمت ہے

دل بیمار کا یہ درماں ہے
طالبوں کا یہ یار خلوت ہے

کفر کے زہر کو یہ تریاق
ہر ورق اس کا جام حکمت ہے

غور کر کے اسے پڑھو پیارو
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے

خاکسار ہی سے ہم نے لکھا ہے
نہ تو سختی نہ کوئی شدت ہے

قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو
آخر اس کی طرف ہی حلت ہے

سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ
سر پہ طاعوں ہے پھر بھی غفلت ہے

ایک دنیا ہے مر چکی اب تک
پھر بھی توبہ نہیں یہ حالت ہے

برائے فونوگراف

آواز آ رہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے کہ لاف و گزاف سے

جب تک عمل نہیں ہے دل پاک و صاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بت کی طواف سے

باہر اگر نہیں دل مردہ غلاف سے
حاصل ہی کیا ہے جنگ و جدال و خلاف سے

وہ دیں ہی کیا ہے جس میں خدا سے نشاں نہ ہو
تائید حق نہ ہو مدد آسماں نہ ہو

مذہب بھی ایک کھیل ہے جب تک یقیں نہیں
جو نور سے بھری ہے خدا سے وہ دیں نہیں

دین خدا وہی ہے جو ہے وہ خدا نما
کس کام کا وہ دیں جو نہ ہووے گرہ کشا

جتلا یہ دیں تمہیں سے نہیں انہیں کچھ بھی دم
دنیا سے آگے ایک بھی چلتا نہیں قدم

وہ لوگ جو کہ معرفت حق میں خام ہیں
بت ترک کر کے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

سونیو الو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے
جو خبر دی حی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر
وقت اب نے دیکھ ہو یا کھڑا سیلاب ہے

ہے سرِ راہ پرکھ انیکو نکی وہ مولا کریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے ڈر اگر دواب ہے

نوحؑ کی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
جیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ قواب ہے

زندگی بخش جامِ احمد ہے
کیا ہی پیارا یہ نام احمد ہے

لاکھ ہوں انبیا مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے

باغِ احمد سے ہمنے پھل کھایا
میرا بستاں کلام احمد ہے

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اُس سے بہتر غلام احمد ہے

سناتن دھرم

اے آریہ سماج پھنسو مت عذاب میں
کیوں مبتلا ہو یار و خیالِ خراب میں

اے قومِ آریہ تیرے دل کو یہ کیا ہوا
تو جاگتی ہے تیری ہاتیں ہیں خواب میں

کیا وہ خدا جو ہے تیری جاں کا خدا نہیں
ایماں کی بو نہیں تیرے ایسے جواب میں

گر عاشقوں کی روح نہیں اُس کے ہاتھ سے
پھر کس نے لکھ دیا ہے وہ دل کی کتاب میں

جس سوز میں ہیں اُس کے لئے عاشقوں کے دل
اتنا تو ہمنے سوز نہ دیکھا کباب میں

جامِ وصال دیتا ہے اُسکو جو مر چکا
کچھ بھی نہیں ہے فرق یہاں شیخ شباب میں

ملتا ہے وہ اُسیکو جو وہ خاک میں ملا
ظاہر کی قیل و قال بھلا کس حساب میں

ہوتا ہے وہ اُسیکا جو اُسکا ہی ہو گیا
ہے اُسکی گود میں جو گرا اُس جناب میں

چھپ لو نکل جا کے دیکھو اُسی کی ہے وہ آب و تاب
چمکے اُسی کا نور مہ و آفتاب میں

خوبوں کے حسن میں بھی اُسی کا وہ نور ہے
کیا چیز حسن ہے وہی چمکا حجاب میں

اُسکی طرف ہے ہاتھ اک تار زلف کا
ہجراں سے اُسکے بیتی ہے وہ پیچ و تاب میں

ہر چشم مست دیکھو اُسیکو دکھاتی ہے
ہر دل اُسی کے عشق سے ہے اضطراب میں

جن مور کھوں کو کامونہ اُسکے یقین نہیں
پانی کو ڈھونڈتے ہیں عبث وہ سراب میں

قدرت سے اُس قدیر کی انکار کرتے ہیں
بکتے ہیں جیسے غرق کوئی شیخ آب میں

دل میں نہیں کہ دیکھیں وہ اُس پاک ذات کو
ڈھونڈتے ہیں قوم سے کہ ہے یہ کتاب میں

ہمکو تو اے عمر نہ دکھا اپنا وہ جمال
کب تک وہ منہ رہیگا حجاب و نقاب میں

اے دوستو جو پڑھتے ہو اُم الکتاب کو
اب دیکھو میری آنکھ سے اُس آفتاب کو

سو بار دعا سے فاتحہ کو پڑھ کے بار بار
کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار

دیکھو خدا نے تم کو بتائی دعا یہی
اسکے حبیب نے بھی تو پائی دعا یہی

پڑھتے ہو جو خوف اسی کو نہار میں
جاتے ہوا سکی رہ سے ڈرے بے شمار میں

اُسکی قسم کہ جس نے یہ سورۃ اتاری ہے
اس پاک دل پہ جسکی وہ صورت پیاری ہے

یہ میرے ربّ نے میرے لئے اک گواہ ہے
یہ میرے صدق دعویٰ پہ مُہر الٰہ ہے

میرے صحیح ہونے پہ یہ اک دلیل ہے
میرے لئے یہ شاہد ربّ جلیل ہے

پھر میرے بعد اور کی ہے انتظار کیا
توبہ کرو کہ جینے کا ہے اعتبار کیا

ایام الصلح صفحہ ۱۴۳

کوئی جو مُردوں کے عالم میں جاوے
وہ خود ہو مردہ تب وہ راہ پاوے

کہو زندوں کا مُردوں سے ہے کیا جوڑ
یہ کیونکر ہو کوئی ہم کو بتاوے

الشد اعمن وحی السما

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے
جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے

زلزلہ ہے دیکھتا ہوں میں زمین زیر و زبر
وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے

ہے سر راہ پر کھڑا نیکوں کی وہ موعود اکریم
نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
جیسے سب جاتے رہے اک حضرت مہتاب ہے

دیگر از جنس مسیحی

دوستو! جاگو کہ اب کچھ زلزلہ نزدیک ہے
پھر خدا قدرت کو اپنی جلد کرتا ہے دکھا

وہ جو ماہِ فروری میں تمنے دیکھا زلزلہ
تم یقین سمجھو کہ وہ اک زجر سمجھانیکو ہی

آنکھ کے پانی سی یارو کچھ کرو اسکا علاج
آسمان اے غافلو اب آگ برسانیکو ہی

کیوں نہ آویں زلزلے تقوی کی راہ گم ہوگئی
اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانیکو ہی

کس نے مانا مجھکو ڈر کر کہتے چھوڑا بعضوں نے پیر
زندگی اپنی تو اُن سی گا ایماں کھانیکو ہی

کافر و دجال و فاسق ہمیں سب کہتے ہیں
کون ایمان صدق اور اخلاص سی لانیکو ہی

جسکو دیکھو بدگمانی میں ہی حد سی بڑھگیا
گر کوئی پوچھے تو سو سو عیب بتلانیکو ہی

چھوڑتے ہیں دین کو اور دنیا سی کرتے ہیں پیار
سو کریں وعظ و نصیحت کون پچھتانے کو ہی

ہاتھ سی جاتا ہی دل دیں کی مصیبت دیکھکر
پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کو ٹھہرانیکو ہی

اسلئے اب غیرت اُسکی کچھ تمہیں دکھلائیگی
ہر طرف یہ آفتِ جاں ہاتھ پھیلانیکو ہی

موت کی رہ سی ملیگی اب تو دیں کو کچھ مدد
ورنہ دیں اے دوستو اک روز مر جانیکو ہی

یا تو اک عالم تھا قرباں اُسپہ یا آئے یہ دن
ایک عبد العبد بھی اس دینکو جھٹلانیکو ہی

دیگر

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنیکے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سی کوچ کر جانیکے دن

تم تو ہو آرام میں یہ اپنا قصہ کیا کہیں
پھٹتے ہیں آنکھوں آگے سخت گھبرانیکے دن

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھسے پوچھو غافلو
ہوگئی ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانیکے دن

میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آگئے ہیں اب زمین پر آگ بھڑکانیکے دن

جب سے یہ ہوش غم سے دین کے ہیں جاتے رہے
طور دنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن

چاند اور سورج نے جھیلے ہیں وداع کسوف
پھر زمین بھی ہوگئی بیتاب تھرانے کے دن

کون روتا ہے کہ جس سے آسمان بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمین پر اسکے چلانیکے دن

صبر کی طاقت جو تھی وہ اب پیارے ہے نہیں
میرے دل بیتاب کو اس دل کے بہلانیکے دن

دوستو! اس یار نے دین کی مصیبت دیکھلی
آئینگے اس باغ کے اب جلد لہرانیکے دن

اک بڑی مدت سے دین کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانیکے دن

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
یہ یہی ہیں دوستو! اس یار کے پانے کے دن

دین کی نصرت کیلئے اک آسمانپر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چھوڑ دو وہ راگ جسکو آسمان گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دین کے گن گانیکے دن

خدمت دین کا تو کھو بیٹھے ہو بغض و کین سے وقت
اب بجائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

شکر و دُعا

بزبان ام المومنین

ہے عجب میرے خدا میرے پہ احساں تیرا
کسطرح شکر کروں اے میرے سلطان تیرا

ایک ذرہ بھی نہیں تو نے کیا مجھ سے فرق
میرے اس جسم کا ہر ذرہ ہو قربان تیرا

سر سے پا تک ہیں الٰہی تیرے احسان مجھ پر
مجھ پہ برسا ہے سدا فضل کا باران تیرا

تو نے اس عاجزہ کو چار دیئے ہیں لڑکے
تیری بخشش ہے یہ اور فضل نمایاں تیرا

پہلا فرزند ہے محمود مبارک چوتھا
دونوں کے بیچ بشیر اور شریفاں تیرا

تو نے ان چاروں کی پہلے سے بشارت دی تھی
تو وہ حاکم ہے کہ ٹلتا نہیں فرماں تیرا

تیرے احسانوں کا کیونکر ہوں میں اے پیارے
مجھ پہ ہے جید ہے کرم اے میرے جاناں تیرا

تخت پر شاہی کے ہے مجھ کو بٹھایا تو نے
دین و دنیا میں ہوا مجھ پہ یہ احساں تیرا

کس زباں سے میں کروں شکر کہاں ہے وہ زباں
کہ میں ناچیز ہوں اور رحم فراواں تیرا

تو نے وہ لطف کئے مجھ پہ جو برتر خیال
ذات برتر ہے تری پاک ہے ایواں تیرا

چن لیا تو نے مجھے اپنے مسیحا کے لئے
سب سے پہلے یہ کرم ہے میرے جاناں تیرا

کسکے دل میں یہ ارادے تھے یہ کسکو خبر
کون کہتا تھا کہ بخت ہے رخشاں تیرا

پر میرے پیارے یہی کام ترے ہوتے ہیں
ہے یہی فضل تری شان کے شایاں تیرا

فضل سے اپنے بچا مجھ کو ہر اک آفت سے
صدق سے ہم نے لیا ہاتھ میں داماں تیرا

کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہی جویاں تیرا

آسمان پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہو جائے اگر بندۂ فرماں تیرا

جس نے دل تجھ کو دیا ہو گیا سب کچھ اُسکا
سب ثنا کرتے ہیں جب ہووے ثنا خواں تیرا

اس جہاں میں ہی وہ جنت میں ہے دیدار جناں
وہ جو اک پختہ توکل سے ہے مہماں تیرا

میری اولاد کو ایسے ہی تو کر دے پیارے
دیکھ لیں آنکھ سے وہ چہرہ نمایاں تیرا

عمر دے رزق دے اور عافیت صحت بھی
سب سے بڑھ کر یہ کہ پا جائیں عرفاں تیرا

اب مجھے زندگی میں انکی مصیبت نہ دکھا
بخشدے میرے گناہ اور جو عصیاں تیرا

اس جہاں کے نہ بنیں کیڑے یہ کر فضل اُن پر
ہر کوئی انمیں سے کہلائے مسلماں تیرا

غیر ممکن ہے کہ تدبیر سے پاؤں یہ مراد
بات جب بنتی ہے جب سارا ہو ساماں تیرا

بادشاہی ہے تیری ارض و سما دونوں میں
حکم چلتا ہے ہر اک ذرہ پہ ہر آں تیرا

میرے پیارے مجھے ہر درد و مصیبت سے بچا
تو ہے غفار یہی کہتا ہے قرآں تیرا

صبر جو پہلے تھا اب مجھ میں نہیں ہے پیارے
دکھ سے اب مجھ کو بچا نام ہے رحمٰن تیرا

ہر مصیبت سے بچا اے میرے آقا ہر دم
حکم تیرا ہے زمیں تیری ہے دوراں تیرا

آریہ دھرم

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے | دین و دنیا میں اُنکی خواری ہے

جن کے دین میں ہے ایسی بے شرمی
عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار
اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے

بید کی کھل گئی حقیقت کل | اب تو تاحق کی پڑہ واری ہے
جسکے باعث یہ گندگی پھیلی | وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے

دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو
جب کہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم
اِس کے اظہار میں تو خواری ہے

چپکے چپکے حرام کروانا | آریوں کا اصول بھاری ہے
آدمی یہ خبیث اور بد رسم

بید کے خادموں میں ساری ہے

زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں | جس کو دیکھو وہی شکاری ہے

لایق سوختن ہیں اِن کے مرد
اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے
واہ وا کیا دھرم ہے کیا ایمان
جس میں واجب حرام کاری ہے

آریو! دل میں غور سے سوچو | شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے
جس کو کہتے ہیں آریو نیوگ | ناک کے کاٹنے کی آری ہے

کچھ نہیں سوچتے یہ دشمنِ شرم
کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے
مرتکب اِس کا ہے بڑا دیوث
اعتقاد اِس پہ بدشعاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ
سخت خبث اور نابکاری ہے

غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے | وہ نہ بیوی نہ زن ہزاری ہے

ہے وہ چنڈال وشٹ اوپر پاپی | جفت اُس کی کوئی جمپاری ہو

ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے
آریہ دیس میں یہ خواری ہے
ایسی اولاد پر خدا کی مار
یہ نہ اولاد قہرِ باری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بیقراری ہو

بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط | یار کی اُسکو آہ وزاری ہو
دس سے کروا چکی زنا لیکن | پاک دامن ابھی بچاری ہو

لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں
اِن کی لالی نے عقل ماری ہے
گھر میں لاتے ہیں اِس کے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے

اسکے یاروں کو دیکھنے کیلئے | سرمایہ اِنکی باری ہو
جورو جی پر فدا ہیں جی سے | وہ نیوگی پہ مرنے والی ہو

شرم و غیرت ذرا نہیں باقی
کس قدر انہیں بردباری ہے

ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورو کی حق گذاری ہے

تاکہ کروائیں پھر اسے گندی
پاک ہونے کی انتظاری ہے

خاک میں ملتی ہیں بسر کیلئے
کیا مزاجوں میں خاکساری ہے

قابل شرم بھیک لیتے ہیں
بھیک کی رسم یہ نیاری ہے
گھر بہ گھر ہیں نیوگ کے چرچے
نہ حیا ہے نہ شرمساری ہے
گو زمانہ میں روشنی پھیلی
اُن پہ اندھیرا اب بھی طاری ہے
کیا کریں وید کا یہی ہے حکم
ترک کرنا گنہ گاری ہے
ہے یہ قرآن کی دشمنی کا وبال
بالیقین رائے یہ ہماری ہے

مناجات

بر دم از کارخ عالم آواز نیست
کہ بکیش بانی و بنا سا نیست

نہ کس او را شریک و انباز نیست
نے بکارش دخیل و ہمراز نیست

ایں جہان را عمارت انداز نیست
و از جہان برتر ہست و ممتاز نیست

وحدہٗ لاشریک حیّ و قدیر
لم یزل لا یزال فرد و بصیر

کارساز جہان پاک و قدیم
خالق و رازق و کریم و رحیم

رہ نما و معلّم رہ دیں
ہادی و مُلہم علوم یقیں

مُتصف با ہمہ صفات کمال
برتر از احتیاج آل و عیال

بر یکے حال ہست و ہمہ حال
رہ نیابد بدو فنا و زوال

نیست از حکم او برون چیزے
نہ ز چیزے ست او نہ چوں چیزے

نتواں گفت لامس اشیاست
نے تواں گفتن ایں کہ دور از ماست

ذات او گرچہ ہست بالاتر
نتواں گفت زیر او ست دگر

ہر چہ آید بفہم و عقل و قیاس
ذات او برتر است زاں و سواس

ذات بیچون و چند افتاد است
و ز حدود و قیود آزاد است

ننے وجودے بذاتِ او انباز
نے کسے در صفاتِ او انباز

ہمہ پیدا ز دستِ قدرتِ او
کثرت شاں گواہِ وحدتِ او

گر شمر یکیش بُدے خلق دگر
گشتے ایں جملہ خلق زیر و زبر

ہر چہ از وصف خاکی و خاکست
ذاتِ بیچوں او ازاں پاکست

بند بر پائے ہر وجود نہاد
خود ز ہر قید و بند ہست آزاد

آدمی بندہ ہست و نفسش بند
در و صد حرص و آز بر کمند

ہمچنیں بندہ آفتاب و قمر
بند در سیر گاہ خویش و مقر

ماہ را نیست طاقتِ ایں کار
کہ بتابد بروز چوں احرار

نیز خورشید را نہ یارائے
کہ نہد بر سریر شب پائے

آب ہم بندہ ہست زیں کہ مدام
بند در سرولیست نے خود کام

آتشے تیز نیز بندۂ او
در چنیں سوزشے فگندۂ او

گر براری بہ پیش او فریاد
گرمیش کم نہ گردد اے اُستاد

پائے اشجار در زمیں بندست
سخت در پا سلاسل افگندست

ایں ہمہ بستگان آں یکذات
بر وجودش دلائل و آیات

اے خداوند خلق و عالمیاں
خلق و عالم ز قدرتت حیراں

چه عجب است شأن و شوکت تو
چه عجب است کار و صنعت تو

حمد را با تو نسبت از آغاز
نفی و آن کس شریک نیست انباز

تو وحید یگانه و بے نظیر و قدیم
منتزه ز هر رقیب و سهیم

کس نظیر ترا نیست در دو جهان
نه در دو عالم تو ئی خدائے یگان

زور تو غالب است بر همه چیز
همه چیزے بجنب تو ناچیز

ترست است این کمند ترس و خطر
هر که عارف ترست ترسان تر

خلق جوید پناه و سایه کس
و آن پناه همه تو هستی بس

هست یاد تو کلید هر کارے
خاطرے بے تو خاطر آزارے

هر که نالد بدرگهت به نیاز
بخت گم کرده را بیابد باز

لطف تو ترک طالبان نکند
کس بکار تو هست زیان نکند

هر که با ذات تو سرے دارد
پشت بر رهے دیگرے دارد

زینکه چون کار بر تو بگذارد
رو به اغیار از چه رو آرد

ذات پاکت بس ست یارے یکے
دل یکے جان یکے نگارے یکے

هر که پوشیده با تو در سازد
رحمتت آشکار بنوازد

هر که گیرد درت بصدق و خضوع
از در و بام او ببارد نور

هر که راست کرفت کارش شد — صد امیدے بروزگارش شد
هر که راهِ تو جست یافته است — نافت آں رو که سر بتافته است
وانکه از ظلِ قربتِ تو برید — بر در هر که رفت ذلت دید
اے خداوندِ من گناهم بخش — سوے درگاهِ خویش راهم بخش
روشنی بخش در دل و جانم — پاک کن از گناهِ پنهانم
بستانی و دلربائی کن — بر نگاهے گره کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی — و آنچه می خواهم از تو نیز توئی

مرحبا بیشتر بر صفحه ۱

اے دلبر و دلستان و دلدار — وے جانِ جهان و نورِ انوار
لرزاں ز تجلیت دل و جاں — حیراں ز رخت قلوب و ابصار
در ذاتِ تو جز تحیر نیست — هنگام نظر نصیبِ افکار
در غیبی و قدرتت هویدا — پنهانی و کار تو نمودار
دوری و قریب تر ز جاں هم — نوری و نهاں تر از شبِ تار
آں کیست که منتهائے تو یافت — واں کو که شود محیطِ اسرار
کردی دو جهاں عیاں ز قدرت — بے مادہ و بے نیاز انصار

وین طرفه که هیچ کم نه گردد — با آنکه عطائے تست بسیار
حسن تو غنی کند ز هر حسن — مهر تو بخود دگر نه هر یار
حسن نمکیست ارته بودے — از حسن نه بودے این آثار
شوخی ز تو یافت روئے خوباں — رنگ ساز تو گرفت گل گلزار
سیمین قمناں که سیب دارند — آمد ز هماں بلند اشجار
این هر دو زناں دیار آئین — گیسوئے بتاں و مشک تاتار
از بهر نمائش جمالت — بینم همه چیز آئینه وار
هر برگ صحیفهٔ هدایت — هر جوهر و عرض شمع بردار
هر نفس تو رمزے نماید — سر جهاں همه معماست ایں کار
هر ذره فشاند از تو نورے — هر قطره بداند از تو اسرار
هر سو ز عجائب تو شورے — هر جا ز غرائب تو اوکار
از یاد تو نورها ببینم — در حلقهٔ عاشقان خونبار
آنکس که به بند عشقت افتاد — دیگر نشنید پند اغیار
اے مونس جاں چه دلستانی — کز خود ربودیم به یکبار
از یاد تو این دلے بغم غرق — دارد گهرے نهاں صدف وار

چشمہ شوم و سرما خدائے روبت
جان و دل ما بہ تو گرفتار

عشق تو بہ نقد جاں خریدیم
تا دم نزنم و گر خریدار

غیر از تو کہ سر زدے ز جیبم
در بیخ دلم نماند دیار

عریست کہ ترک نوش جویند
کردیم دو مے جز از تو دشوار

راز حقیقت صفحہ ۳۱۴

اے خدا اے چشمہ نور ہدیٰ
از کرم ہا چشم ایں امت کشا

یک نظر کن سوئے ایں از بہاں
تا رہی اے طالب از وہم و گماں

مناجات

براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۴

اے خدا اے چارۂ آزار ما
اے علاج گریہ ہائے زار ما

اے تو مرہم بخش جان ریش ما
اے تو دلدار دل غم کیش ما

از کرم برداشتی ہر بار ما
و از تو ہر جا و بر اشجار ما

حافظ و یاری از جود و کرم
بیکساں را یاری از لطف اتم

بندۂ درماندہ با شور دلیاں
ناگہاں درماں بیاری زیباں

عاجزے را ظلمتے گیرد براہ
ناگہاں آرد بروں مہر و ماہ

حسن و خلق و دلبری بر تو تمام
صبحتے بعد از لقائے تو حرام

آں خرومندے کہ او دیوانہ است
شمع بزم است آنکہ او پروانہ است

ہر کہ عشقت در دل جانش نشست
ناگہاں ہا بیند در ہا از نشست

عشق تو گردد عیانے روئے او
ہر کہ روئے تو بیند بام و کوئے او

صد ہزاراں نعمتش بخشی ز جود
مہر و ماہ در آسمانش آرزوی

خود نشینی از پئے تانیب او
روئے تو یابد ولے از زیر او

بس نمایاں کار ہا کاندر جہاں
ہے ہمالی سہر آں کارش عیاں

خود کنی و خود کنانی کار را
خود دہی رونق تواں بازار را

خاک را در یک دمے چیزے کنی
کز طلسمش خلق گیرد روشنی

بر کنے چوں مہربانی مے کنی
از زمیں تا آسمانی میکنی

صد تمنا عشق میدہی چوں آفتاب
تا نماند طالبے بے در حجاب

تا ز تاریکی بر آید ہر سائے
تا نشاں یابد ازو ہر بے نوائے

زیں نشاں نابد رگاں کور و کراند
ایں نشاں بینند و غافل بگذرند

خفتہ در ظلمت دشمنی با آفتاب
شب پرانِ سنگ جاں در اضطراب

آں سخنِ عالم کہ نامش مصطفےٰ — سیّدِ عشّاقِ حق شمس الضحےٰ

آنکہ ہر نور از طفیلِ نورِ اوست — آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست

آنکہ بہرِ زندگی آبِ رواں — در معارف ہمچو بحرِ بیکراں

آنکہ بر صدقِ و کمالش در جہاں — صد دلیل و حجّتِ روشن عیاں

آنکہ انوارِ خدا بر روئے اُو — مظہرِ کارِ خدائے کوئے اُو

آنکہ جملہ انبیا در استماں — خاد مانش ہمچو خاکِ آستاں

آنکہ عرشش میرساند تا سما — میکند چوں پایہ تا باں در صفا

سے دہد دعوتیاں را ہر زماں — چوں یدِ بیضائے موسےٰ صد نشاں

آں نبیؐ در چشمِ ایں کوراں نزار — ہست یک شہوت پرست و کیں شعار

شرمت آید اے سگِ ناچیز و پست — مے نہی نامِ یلاں شہوت پرست

ایں نشانِ شہوتی ہست اے لئیم — کز رخش رخشاں بود نورِ قدیم

در شبے پیدا شود روزش کند — در خزاں آید دل افروزش کند

مظہرِ انوارِ آں بیچوں بود — در خرد از ہر بشر افزوں بود

اتباعش آں دہد دل را کشاد — کیش نہ بیند کس بصد سالہ جہاد

اتباعش دل فروزد جاں دہد — جلوہ از طاقتِ یزداں دہد

اتباعش سینہ نورانی کند
با خبر از یار پنہانی کند

منطقِ او از معارف پر بود
ہر بیانِ او سرِ سرور بود

از کمالِ حکمت و تکمیلِ دیں
یافتہ بر اولین و آخرین

وز کمالِ صورت و حسنِ اتم
جملہ خوباں را کند زیرِ قدم

تابعش چوں انبیا گردد ز نور
نورش افتد بر ہمہ نزدیک و دور

شیرِ حق پر ہیبت از ربِ جلیل
دشمنانش چوں روہِ زلیل

ایں چنیں شیرے بود شہوت پرست
ہوش کن اے روبہِ ناچیز پست

چیستی اے کورک فطرت تباہ
طعنہ بر خوباں بدیں روئے سیاہ

شہوتِ شاں از سرِ آزادی است
لیک اسیرِ آں چو تو آں قوم نیست

خود نگہ کن آں یکے زندانی است
وآں دگر دارو غۂ سلطانی است

گرچہ در یک جاست ہر دو را قرار
لیک فرقے ہست در روئے آشکار

کارِ پاکاں بر بداں کم کن قیاس
کارِ ناپاکاں بود اے بد حواس

کاملاں کز شوقِ دلبر می روند
با دو صد بارے سبکتر می روند

ایں کمال آمد کہ با فرزند و زن
از ہمہ فرزند و زن یکسو شدن

در جہاں و باز بیروں از جہاں
لبس ہمیں آمد نشانِ کاملاں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جان شد او کے جان نو آغوش شود — هر زمان صد جان نو آغوش شود

دیده چون بر دلبر مستانه زد — هر چه غیر اوست از دستش فتاد

غیر گو در بر بود دور است دور — یار دور از هر که در بر هست هست

کار و بار عاشقان کار جداست — بر تر از فکر و قیاس ماست و شماست

قوم غیار است دل در دلبر است — چشم ما بر یار و یار اندر بر است

جان فروشان را نه پیر و نه مرید — نه زبان بستن نه گفتن نه شنید

فانیان را ماضی و مستقبل است — بیخبر زین هر دو بر خط حال است

با دو صد زنجیر هر دم پیش یار — خار با او کل کل از تسبیح خار

تو به یک خار سے برآری صد غزال — عاشقان خنده ان بیهوده حال

عاشقان در عظمت مولی فنا — غرقهٔ دریاے توحید از وفا

کین و مهر شان همه بهر خداست — قهر شان گر هست آن هم از هواست

آنکه در عشق احد محو و فناست — هر چه زو آید ز ذات کبریاست

فانی است و تیر او تیر حق است — صید او در اصل نخچیر حق است

آنچه می باشد خدا را از صفات — خود و مدد در فانیان آن پاک ذات

خوے حق گردد در ایشان آشکار — از جمال و از جلال کردگار

لطف شان لطف خدا ہم قہر شان — قہر حق گردد۔ نہ ہمچوں دیگران

فانیان ہستند از خود دور تر — چوں ملائک کار کن از داد گر

گر فرشتہ قبض جانے مے کند — یا کرم بر ناتوانے مے کند

ایں ہمہ سختی و نرمی از خدا است — او ز خواہشہائے نفس تو جدا است

ہمچنیں میداں مقام انبیا — و اصلان و خاصگان را مسکنا

فانی اند و آلۂ ربانی اند — نور حق در جامہ انسانی اند

سخت پنہاں در قباب حضرت اند — گم ز خود در رنگ و آب حضرت اند

اختران آسمان زیب و فر — رفتہ از چشم خلایق دور تر

کس ز قدر نور شاں آگاہ نیست — زانکہ او مے را بآلے راہ نیست

کور کورانہ زند راے دنی — چشم کورش بے خبر زاں روشنی

ہمچنیں تو اے عدو مصطفےٰ — مے نمائی کور سے خود را بما

بر قمر عو عو کنی از سگ رگی — نور مہ کمتر نہ گردد زیں سگی

مصطفےٰ آئینہ روئے خدا است — منعکس در وے ہماں خوے خدا است

گر ندیدستی خدا او را ببیں — من رآنی قد رای الحق ایں یقیں

آنکہ آویزد بدامانِ خدا — خصم او گردد جنابِ کبریا

دستِ حق تا پیدا ایں مستاں کند
پیوں شکست با دستِ حق پیماں کند

منزلِ شاں برتر از صد آسماں
لیس ہماں از ہر ہماں اندر ہماں

با فشردہ در وفائے دلبرے
در سرش بر خاک افتاد و مرد

جانِ خود را سوختہ بہرِ نگار
زندہ گشتہ بعدِ مرگِ صد ہزار

صاحب چشمِ اند آنجا بے تمیز
چشمِ کوراں خود نباشد ہیچ چیز

روئے شاں آں آفتابِ کاملاں
چشمِ مرواں خیرہ ہم چوں شپراں

تو خودی نن را سے تو ہمچوں زناں
ناقص ابنِ ناقص ابنِ ناقصاں

خوب گر نزدِ تو زشت است و تباہ
پس چہ خواہم نامِ تو اے روسیاہ

کوریت صد پردہ ہا بر تو فگند
دیں تعصبہائے تو بخیت بکند

اے بسا محجوب آں رب جلیل
پیشت از کوری حقیر است و ذلیل

اے بسا کس خوردہ صد جامِ فنا
پیشِ ایں چشمت پر از حرص و ہوا

گر نماندے از وجودِ تو نشاں
نیک بودے زیں حیاتِ جاوداں

زانکہ گر زادے بجایت مادرت
نیک بود از فطرتِ بد گوہرت

زانکہ کذب و فسق و کفرت در سراست
دیں بخاست خوایت زاں ملت تراست

تو ہلاکی اے شقی سرمدی
زانکہ از جانِ جہاں سرکش شدی

است در انکار و شکے از شاہ دیں
خاوماں و چاکرانش را ببیں

کس ندیدہ از بزرگانت نشاں
نیست در دستِ تو بجز ایں داستاں

لیک گر خواہی بیا بنگر ز ما
صد نشانِ صدق شانِ مصطفےٰ

ہاں بیا اے دیدہ بستہ از حسد
تا شعاعِ شمس پردۂ تو بر درد

صادقاں را نورِ حق تا بد مدام
کاذباں مُردند و شد ترکی تمام

مصطفےٰ مہرِ درخشانِ خدا است
بر عدوش لعنتِ ارض و سماست

ایں نشانِ لعنت آمد کایں خساں
ماندہ اندر ظلمتے چوں شپراں

نے دلِ صافی نہ عقلِ راہ بیں
راندۂ درگاہِ ربّ العالمیں

جاں کنی صد کن بکینِ مصطفےٰ
رہ نہ بینی جز بدینِ مصطفےٰ

تا نہ نورِ احمدؐ آید چارہ گر
کس نمے گیرد ز تاریکی بدر

از طفیلِ اوست نورِ ہر نبی
نام ہر مرسل بنامِ او جلی

آں کتابے ہمچو خورد اوشد خدا
کز رخش روشن شد ایں ظلمت سرا

ہست فرقاں طیب و طاہر شجر
از نشانہا مے دہد ہر دم ثمر

صد نشانِ راستی در وے پدید
ہمچو دینِ تو بنایش بر شنید

پس ز اعجاز است آں عالی کلام
نورِ یزدانی در و رخشد تمام

از خدائی ہا نمودہ کار را
بر دریدہ پردۂ کفّار را

آفتاب است او کند چون آفتاب
گر نہ کوری بیا بنگر شتاب

اے مزور گر بیائی سوئے ما
وز وفا رحلت افگنی در کوئے ما

وز سرِ صدق و ثبات و غمخوری
روزگارے در حضورِ ما بری

عالمے بینی ز ربانی نشاں
سوئے رحمان خلق و عالم را کشاں

گر خلافِ واقعہ گفتم سخن
راضیم گر تو سرم بُری ز تن

راضیم گر خلق بردارم کشند
از سرِ کیں با صد آزارم کشند

راضیم گر باشدم ایں کیفرے
خوں روان بر خاک افتادہ سرے

راضیم گر مال و جان و تن رود
وآنچہ از قسمِ بلا بر من رود

گر دروغم رفتہ باشد بر زباں
راضیم بر ہر سزائے کاذباں

لیک گر تو زیں سخن ہیچی سرے
بر تو ہم نفرین رب اکبرے

زیں سخنہا ہر کہ روگرداں بود
آں نہ مردے رہزنِ مرداں بود

اے خدا بیخ خبیثانے برآر
کز جفا با حق نمے دارند کار

دل نمیدارند و چشم و گوش ہم
باز سر پیچاں ازاں بدر اتم

دین شاں بر قصہا دار و مدار
گفتگوہا بر زباں دل بے قرار

فرق بسیار است در دیدو شنید
خاک بر فرق کسے کیں را ندید

دیدرا کن جستجو اے ناتمام
ورنہ در کارِ خودی بس سرد و خام

بر سماعت چوں ہمہ باشد بنا
آں نیفزاید چو سے صدق و صفا

صد ہزاراں قصہ از روئے شنید
نیست یکساں تا چو سے کاں ہست دید

دیں ہماں باشد کہ نورش باقی است
ورشراب دیدہ ہر دم ساقی است

دل مدہ الّا بخوبے کز جمال
وا نماید بر تو آیاتِ کمال

کو بریٔ خود ترک کن ہمسے ببیں
اے گدا برخیز و آں شاہے ببیں

رو بہ بین و نقد بین و نقد بیں
ورنہ حاسہائے خوباں صد ببیں

یکدم از خود دور شو بہر خدا
تا مگر نوشی تو کاساتِ لقا

دیں حق شہرے خدائے امجد است
داخلِ او در امانِ ایزد است

در دمے نیک و خوش اسلوبے کند
ہمچو خود زیبا و محبوبے کند

جانبِ اہل سعادت پے بزن
تا شوی روئے سعید اے جانمن

اے بصد انکار یکیں از کردنی
رو درِ حق زن چرا سر مے زنی

نالہ ہا کن کاے جنت او بانگیاں
تا بگلزار از پئے من بند گراں

تا مگر زاں نالہ سے در دناک
دستہ گلہا گیرد تا گہ زخاک

بیعنایاتِ خدا کارِ است خام	پختہ داند ایں سخن را والسلام

براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۴

اے خالقِ ارض و سما بر من در رحمت کشا	دانی تو آں درد مرا کز دیگراں پنہاں کنم
از بس لطیفی دلبرا در ہر رگ و تارم درآ	تا چوں نخ و یا بم ترا دل خستہ از یساں کنم
در سرکشی اے پاک خو جاں کنم از ہجرِ تو	زانساں ہمی گیریم کز دیگ عالم گریاں کنم
خواہی بقہرم کُن جدا خواہی بلطفم رہنما	خواہی بکش یا کن بہا کے تہ کس آں داماں کنم

براہین احمدیہ

دوستاں عیبِ کنند م کہ چرا دل تو دادم	باید اوّل تو گفتن کہ چنیں خوب چرائی

حمد و شکر پروردگار

قربان تست جان من اے یار محسنم	با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم
ہر مطلب و مراد کہ میخواستم ز غیب	ہر آرزو کہ بود بخاطر معینم
از جود و داوۂ ہمہ آں مدعائے من	وز لطف کردۂ گذر خود بمکنم
ہیچ آگہی نبود ز عشق و وفا مرا	خود رنجتی متاعِ محبت بدا ستم
ایں خاکِ تیرہ را تو خود اکسیر کردۂ	بود آں جمال تو کہ بمنود ہست احسنم
ایں صیقل دلم نہ بزہد و تعبد ست	خود کردۂ بلطف و عنایات روشنم

صد منت تو ہست بریں مشت خاک من
جانم رہین لطف عمیم تو تنم تنم

سہل است ترک ہر دو جہاں گر رضائے تو
آید بدست اے بنہ و کہف و ما منم

فصل بہار و موسم گل نا یدم بکار
کاندر خیال روئے تو ہر دم بگشنم

چوں حاجتے بود بادیب دگر مرا
من تربیت پذیر ز رب مہیمنم

زاں سان عنایت ازلی شد قریب من
کامد ندائے یار ز ہر کوے و برزنم

یارب مرا بہر قدمم استوار دار
وآں روز خود مباد کہ عہد تو بشکنم

در کوے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسیکہ لاف تعشق زند منم

ست بچن صفحہ ۱

جاں فدائے آنکہ او جاں آفرید
دل نثار آں کہ زو شد دل پدید

جاں ز و پیدا ست نے ایں مے چو ید ش
ربنا اللہ ربنا اللہ گو یدش

گر وجود جاں نبودے زو عیاں
کے شدے مہر جمالش نقش جاں

جسم و جاں را کرد پیدا آں نگاں
زیں دو دل سوئے او چوں عاشقاں

او نمکہا ریخت اندر جانِ ما
جان جانِ ہا ست آں جانانِ ما

ہر وجودِ نقش ہستی ز و گرفت
جان عاشق رنگ مستی ز و گرفت

ہر کہ نزدش خود بخود جانے بود
او نہ دانا سخت نادانے بود

گرد وجودے ماشد تن حال ما چے — جانِ ما یا جانِ او کیساں بدے
آنکہ جانِ ما بجانش ہمبر است — جانے سنگ و مار فے پر تاثیر است
سر مفہوم خدائی قدرت است — منکر آں لایق صد لعنت است
گر ندانی صدق ایں گفتار را — ہم ز نانک بشنو ایں اسرار را
گفت ہر نورے ز نورِ حق بتافت — ہر وجودے نقش خود زاں دست یافت
ویدمے گوید کہ ہر جان چوں خدا است — خود بخود نے کردۂ رب الوراست
لیکن ایں مردِ خدا اہلِ صفا — آنکہ کرد از کذب قومے را رہا
گفت ہر جانے ز دستش شد پدید — قادر است او جسم و جاں را آفرید
فکر کن در گفتۂ ایں عارفاں — رو چہ نالی بہر ویدِ آریاں
بود نانک عارف و مردِ خدا — راز ہائے معرفت را رہ کشا

وید زاں راہِ معارف دور تر — سادہ کی مہمانجانے بے ہنر
ایں نصیحت گر ز نانک بشنوی — در دو عالم از شقاوت ہا رہی
او نہ از خود گفت ایں گفتار را — گوش او بشنید ایں اسرار را
وید را از نورِ حق مہجور یافت — از خدا نر سید و راہِ نور یافت
اے برادر ہم تو سوئے او بیا — دل چہ بندی در جہانِ بے وفا

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱

محبتِ تو دوا سے ہزار بیمار یست
برو سے تو کہ رہائی دریں گرفتار یست

پناہِ روے تو جستن خطور مستانست
کہ آمدن بپناہت کمال ایثار یست

متاعِ مہرِ رخ تو نہاں نخواہم داشت
کہ خفیہ داشتن عشق تو زغداری ست

برآں سرم کہ سر و جاں فداے تو بکنم
کہ جاں بہا بسپردن حقیقت یاری ست

آسمانی فیصلہ صفحہ ۱۸

اے خدا اے مالک ارض و سما
اے پناہِ حزب خود در ہر بلا

اے رحیم و دستگیر و رہنما
ایکہ در دستِ تو فصل است و قضا

سخت شورے اوفتاد اندر زمین
رحم کن بر خلق اے جاں آفریں

امرِ فیصل از جنابِ خود نما
تا شود قطع نزاع و فتنہ ہا

آسمانی فیصلہ صفحہ ۴

اے خداوند رہنماے جہاں
صادقاں را زکاذباں برہاں

آتش افتاد در جہاں ز فساد
الغیاث اے مغیث عالمیاں

براہین احمدیہ صفحہ ۲۰۵

ہیچ محبوبے نماند ہیچو یار دلبرم
مہر و ماہ را نیست قدرے در دیار دلبرم

آن کجا روئے کہ دارد ہمچو روئش آب و تاب	وان کجا باغے کہ میدارد بہار دلبرم

حقیقت المہدی صفحہ ۱

اے قدیر و خالقِ ارض و سما	اے رحیم و مہربان و رہنما
اے کہ میدانی تو بر دلہا نظر	اے کہ از تو نیست چیزے مستتر
گر تو مے بینی مرا پر فسق و شر	گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر
پارہ پارہ کن منِ بدکار را	شاد کن ایں زمرۂ اغیار را
بر دلِ شاں ابرِ رحمت ہا ببار	ہر مرادِ شاں بفضلِ خود برار
آتش افشاں بر در و دیوارِ من	دشمنم باش و تبہ کن کارِ من
در مرا از بندگانت یافتی	قبلۂ من آستانت یافتی
در دلِ من آں محبت دیدۂ	کز جہاں آں راز را پوشیدۂ
با من از روئے محبت کار کن	اندکے افشاء آں اسرار کن
اے کہ آئی سوئے ہر جوئندۂ	واقفی از سوز ہر سوزندۂ
زاں تعلق ہا کہ با تو داشتم	زاں محبت ہا کہ در دل کاشتم
خود بروں آ از پے ابراء من	اے تو کہف و ملجاؤ ماوائے من
آتشے کاندر دلم افروختی	وز دمِ آں غیرِ خود را سوختی

هم ازاں آتش رخ من برفروز | ویں شب تارم مبدل کن بروز
چشم بکشا ایں جہانِ کور را | اے شدید البطش بنما زور را
ز آسماں نورِ نشانِ خود نما | یک گلے از بوستانِ خود نما
ایں جہان سینم پر از فسق و فساد | غافلاں را نیست وقتِ ایں یاد
از خلایق غافل و بیگانہ اند | ہمچو طفلاں مائلِ افسانہ اند
سرد شد دلہا ز مہرِ روئے دوست | روئے دلہا تافتہ از کوئے دوست
سیل در جوش است و شب تاریک و تار | از کرمہا آفتابے را بیار

مثنوی

آنکس کہ تو رسد شہاں را چہ کند | با فرِ تو فرِ خسرواں را چہ کند
چوں بندہ ثنا خفت بداں عز و جلال | بعد از تو جلالِ دیگراں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی | دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

صنادید الحق صفحہ اوّل

حمد و شکرِ آں خدائے کردگار | کز وجودش ہر وجودے آشکار
ایں جہاں آئینہ وار روئے او | ذرہ ذرہ رہ نماید سوئے او
کرد در آئینۂ ارض و سما | آں رخِ بے مثل خود جلوہ نما

هر گیاهے عارفِ بنگاهِ اُو
دست هر شاخے نماید راهِ او

نورِ مهر و ماه زفیضِ نورِ اوست
هر ظهورے تابعِ منشورِ اوست

هر سرے سرّے زخلوت گاهِ اُو
هر قدم جوید درِ باجاهِ اُو

مطلبِ هر دل جمالِ روئے اوست
گمرهی گر هست بهرِ کوئے اوست

مهر و ماه و انجم و خاک آفرید
صد هزاراں کرد صنعتها پدید

اینهمه صنعش کتابِ کارِ اوست
بے نهایت اندریں اسرارِ اوست

ایں کتابے پیشِ چشمِ ما نهاد
تا ازو راهِ هدئے داریم یاد

تا شناسی آنخدائے پاک را
کو نماند خاکیانِ خاک را

تا شود معیارِ بهروحی دوست
تا شناسی از هزاراں آنچه زوست

تا خیانت را نماند هیچ راه
تا جدا گردد سفیدی از سیاه

بس هماں شد آنچه آں دادارِ خواست
کارِ دستش شاهدِ گفتارِ خاست

مشرکاں و آنچه پوزش می کنند
ایں گواهاں تیز دوزش می کنند

گر بگوئی غیر را رحماں خدا
تُف زند بر روئے تو ارض و سما

ور ترا شی بهرِ آں یکتا پسر
بر تو بارد لعنتِ زیر و زبر

باز بایں حال گوید ایں جهاں
کاں خدا فرد است و قیوم است و یگاں

نے پدر دارد و نہ فرزند و نہ دودہ نہ زن
نے مبدل شدہ زایام کہن

یک نظر تا فتد اندر قدمش کم شود
ہفت خلق و ہفت افلاک بہ یک دم شود

یک ترک نفس کے آسان شود
مردن از خود شدن یکیان شود

آن خدا خود را نمود از کار خویش
کہ تقاضا ہم شد آخر پیش پیش

ہر چہ او را بود از حسن مزید
خلق آن ہم پیش چشم ما کشید

تو مکش از پیش خود تصویر او
خالق او ہے تو ہی اے تیرہ خو

آنکہ خود را شد کار خود جلوہ نما
آنکہ خود از دست تا است آن خدا

اے ستمگر ایں ہمہ مولائے ماست
آنکہ قرآں تاج او جا بجا است

ہر چہ قرآں گفت میگوید بما
چشم بکشا تا بہ بینی ایں ضیا

بس ہمیں فخرے بود اسلام را
کو نماید آں خدائے نام را

گوید ش زانساں کہ از صنعش عیاں
نے تراشد از خودش چوں نگراں

غیر مسلم خود تراشد پیکرش
خود تراشد قامت و پا و سرش

خود تراشیدہ نہ گردد خدا
ہمچو طفلاں بازی است و افترا

زیں تراشیدن جہانے شد تباہ
کم کسے سوئے خدا بُرد دست راہ

چونکہ کورے نیستی چشمے کشا
بیں چہ ظاہر مے کند ارض و سما

ہر طرف بشنو صدائے القدیر
ذو الجلال و ذو العلے بوزن منیر

ہیچ مخلوقے خدا خود گیر
کے شود یک کرمکے آں را شریک

پیش او لرزد زمین و آسمان — پس تو مشت خاک را استیز ساں

گر خدا گوئی حقیقت را بزور — جاں تو گوید کہ کذابی و کور

دل نمے داند خدا جز آں خدا — ایں چنیں افتادہ فطرت زابتدا

از رہِ کیں و تعصب دور شو — یک نظر از صدق کن پُر نور شو

کیں ریاضِ عقل را ویراں کند — عاقلاں را گمرہ و ناداں کند

کے بشر گردد خدائے لایزال — داور یکتا کم کن اے ضلالت

آب شو اندر کفت ہستا ہمی عزیز — نازہا کم کن اگر داری تمیز

تو ہلاکی گر بجوئی آں خدا — آنکہ بنماید ترا ارض و سما

ہم بقرآں بیں بجالِ آں قدیر — قولِ فعلِ حق زلالِ یک غدیر

مردم اندر حسرتِ ایں مدعا — چوں نمے خواہند خلق ایں چشمہ را

ہست قرآں در رہِ دیں رہنما — در ہمہ حاجاتِ دیں حاجت روا

آں گروہِ حق کہ از خود فانی اند — آب نوش از چشمۂ فرقانی اند

فارغ افتادہ زنامِ عز و جاہ — دل ز کف وا از فرق افتادہ کلاہ

رو مترا از خود بہ یار آمیختہ — آبرو از بہرِ روئے ریختہ

از ہوا ہوائے ایں و آں پرہیز کار — کس نہ اند راز شاں جز کردگار

دیدن شما مسیحہ ہر یار از خدا
صدق و زراں در جناب صبر یا

آں ہمہ را بود فرقاں رہبرے
ہر یکے زاں در شد ہمچوں دُرّے

آں ہمہ زاں لعلِ جاں یافتند
جاں چہ باشد روئے جاناں یافتند

چشم شاں شد پاک از شرک و فساد
شد دلِ شاں منزلِ رب العباد

سید شاں آنکہ نامش مصطفےٰ است
ہر ہبر ہر زمرہ صدق و صفا است

ے در خشد روئے حق در روئے او
بوئے حق آید زبام و کوئے او

ہر کمالِ رہبری بودے تمام
پاک بودے و پاک دیں را او امام

اے خدا اے چارۂ آزار ما
کن شفا عشقے ز اوور کار ما

ہر کہ مہرش در دل و جانش فتد
تا گماں جانے در ایمانش فتد

کے ز تاریکی برآید آں غراب
کو رسد زیں مشرقِ صدق و صواب

آنکہ او را ظلمتے گیرد براہ
نیستش چوں روئے احمد مہر و ماہ

تا نبیند بحرِ معانی میشود
از زمینی آسمانی میشود

ہر کہ در راہِ محمد زد قدم
انبیا را شد مثیل آں محترم

تو عجب داری ز فوزِ ایں مقام
پاسے بند نفس گشتہ صبح و شام

ایکہ فخر و ناز بر عیسےٰ تراست
بندۂ عاجز بچشم تو خداست

شد فرامش ز شت خداوندے و دود — پیش عیسے او فتادی در سجود

من ندانم ہیں چہ عقل است و ذکا — بندہ را ساختن رب السما

نا تواناں را شبیہتے با او کجا — از صفاتِ او کمال است و بقا

چارہ سازِ بندگاں قادر خدا — آنکہ ناید تا ابد بروے فنا

حافظ و ستار و جواد و کریم — بیکساں را یار و رحمٰن و رحیم

تو چہ دانی آں خدائے پاک را — آں جلال او تو دادی خاک را

ہاں دمے ہر دم ز کفارہ زنی — پیش مرد استی کہ کمتر از زنی

نسخۂ سہل است گر یابد سزا — زید و گردد بمردانِ خدا رسا

لیک زیں نسخہ تہے یابی نشاں — در ورق ہائے زمین و آسماں

تا خدا بنیاد ایں عالم نہاد — ظالمے ہم ننگ دارد زیں فساد

چوں ندارد خاستے آں را پسند — چوں پسند حضرتِ پاک و بلند

او غیورے ہست رحمٰن نیز ہم — آنکہ کشد ایں رسے در جہانِ مگر

زہرہ تریاقی است در مار مستتر — آنکہ بودہ از ازل کفارہ اش

نہ ہر را دیدہ نہ دیدہ چارہ اش — چوں دو چشمت داد ہ از لے بیخبر

چوں دو چشمت داد ہ از لے بیخبر — پس چرا پوشی یکے وقتِ نظر

یک نظر بیں سوئے ایں دنیائے دوں
چوں بگردی از پئے آں سرنگوں

آنچہ داری از متاع و منزلت
بے مشقت ناگشت حاصلت

بایدت تا رشتۂ جستے دراں
تا نوری از کشتِ خود نانے فراز

چوں ہمیں قانون قدرت اوفتاد
بس ہمیں یاد آر در کشتِ معاد

خوب گفت آں قادرِ رب الورے
لیس للانسان الا ما سعے

ہم دریں معنیست گر تو بشنوی
یادگارِ مولوی در مثنوی

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

آنکہ بر کفارہ ہا خاطر نہاد
عقل و دیں از دستِ خود یکسو نہاد

دین و دنیا جہد خواہد ہم تلاش
رو براہش جہد کن ناواں مباش

در مدحِ قرآن کریم

براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۷

از نورِ پاک قرآں صبح صفا دمیدہ
بر غنچہ ہائے دلہا بادِ بہار وزیدہ

ایں روشنی و لمعاں شمس الضحےٰ ندارد
دیں دلبری و خوبی کس در قمر ندیدہ

یوسف یقعر چاہے محبوس ماند تنہا
وین یوسفے کہ تن از چاہ بر کشیدہ

از مشرقِ معانی صد ہا دقایق آورد
قد ہلال نازک زان ناز کی خمیدہ

کیفیتِ علومش دانی چہ شان دارند
شہد یست آسمانی از وحی حق چکیدہ

آں نیر صداقت چوں رو بعالم آورد
ہر بوم شب پرستے وسر کنج خود خزیدہ

روے یقین نہ بیند ہرگز کسے بدنیا
الا کسیکہ باشد بارو یشیں رسیدہ

آنکس کہ عالمش شد شد مخزن معارف
وآں چیز ہا ز عالم کیمیا ست دیدہ

باراں فضل رحماں آمد بقدم او
بد قسمت آنکہ از وے سوئے دگر دویدہ

میلِ بدی نباشد الا ز گفتہ شیطاں
آں را بشر مدانم کز ہر شرے رمیدہ

اے کان دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نور آں خدائی کیں خلق آفریدہ

میلم نخواند باکس محبوب من تو ئی بس
زیرا کہ زاں فغاں رس فریاد ما رسیدہ

در مدح قرآن کریم
براہین احمدیہ صفحہ ۳۸۱

از وحی خدا صبح صداقت بدمیدہ
چشمیکہ ندید آں صحف پاک چہ دیدہ

کاخ دل ما شد ز ہماں تافہ معطر
وآں را بباید کہ ز ما بود رمیدہ

آں مدعا کہ نورے بگرفت است فرقاں
حقا کہ ہمہ عمر ز کوری نہ بیدہ

آن دل کہ جز از شوق گل و گلزار خدا است
سوگند تواں خورد کہ بآتش نشیند

با خورند ہم نسبت آن نور کہ بینم
صد خرمن ابراہیم و حلقہ کشیند

بیدار بخت بد بخت کسانیکہ ازاں نور
نتوانند از خوشۂ خرمن بچینند

در شرح قرآن کریم

براہین احمدیہ صفحہ ۱۵۴

ہست فرقاں آفتاب علم و دیں
تا نبرند از گمان سوئے یقیں

ہست فرقاں نور حق اہل یقیں
نوشند از سلسبیل العالمیں

ہست فرقاں در روشن از خدا
تا دہندت روشنی دیدہ ہا

حق فرستاد ایں کلام بے مثال
تا رسی در حضرت قدس و جلال

دارد ے شکست العالم خدا
کاں نخواہد قدرت تام خدا

ہر کہ روئے خود ز فرقاں در کشید
جان او روئے یقیں ہرگز ندید

جان خود را مے کنی در خود روی
باز نیمانی ہماں کور و غوی

کاش ہا بنت سبیل عرفاں داشتے
کاش سعیت تخم حق را کاشتے

نور و نگہ کن از سر انصاف و دیں
از گمانہا کے شود کار یقیں

هر که را سوزشِ دردے بکشودہ است | از یقیں ہا نے از گماں ہا بودہ است
قدرِ فرقاں نزدِ تا اے غدا نیست | ایں ندانی نکتہ جز از دے یار نیست
وصلِ فرقاں مردگاں را جاں دہد | صد خبر از کوچۂ عرفاں دہد
از یقیں ہا میں نماید عالمے | کاں نہ بیند کس بصد عالم ہمے

برہان احمدیہ صفحہ ۵۱۳

ہست فرقاں مبارک از خدا طیب شجر | تو نہالِ نیک بُو د سایہ دار و پُر ثمر
میوہ گر خواہی بیار بر درختِ میوہ دار | گر خردمندی مجنباں بیدِ را ہرگز ثمر
در نیاید با درت دُزدِ صفتِ فرقاں مجید | حُسنِ آں شاہد بریں از شاہداں با خود مگر
وانکہ او نا مد بتحقیق در کمینِ مثلث | آدمی ہرگز نباشد ہست او بدتر ز خر

برکات الدعا صفحہ ۲۸

روئے دلبر از طلبگاراں نمیدارد حجاب | مے درخشد و خورد تا بداند ماہتاب
لیک آں عشقے حسیں نے غافلاں را تہماں | عاشقے باید کہ بردارد ز بہرش نقاب
دامنِ پاکش نہ نحو تہمتی آید بدست | ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہِ کوچۂ یارِ قدیم | جاں سلامت بایدت از خود رہا سر بتاب
تا کلامش فہم و عقلِ ما بسزایاں کم رسد | ہر کہ از خود گم شود او یابد آں راہ صواب

مشکل قرآن از ابنا روشنا حل شود | ذوق آں میداند آں مستی کہ نوشید آں شراب
ایکہ آگاہی نہ از لذت ز افواہ دروں | در حق ما ہر چہ گوئی نیستی جاہے عتاب
از سر عتاب و نصیحت ایں سخنہا گفتہ ایم | تا مگر زیں ہمرہے بگروداں خمے خراب
از دعا کن چارۂ آزار را انکار چیست | چوں علاج مے زمے وقت خمار والتہاب
ایکہ گوئی گر دعا را اثر بودے کجاست | سوئے من بشتاب بنمائم ترا چوں آفتاب
ہاں بکن انکار زیں سر قدر تہا حق | قصہ کوتہ کن بیا از ما دعائے مستجاب

براہین احمدیہ صفحہ ۱۹۱

تا ترا عقل قویتر دم پائے بند کبر میدارد | برو عقلے طلب کن کت خود بینی بدر آرد
ہماں بہتر کہ ما آں علم حق از حق بیاموزیم | کہ ایں علمیکہ ما داریم صد سہو و خطا دارد
کہ گوید بہتر از قولش مگر او خاموش بنشیند | کہ گیرد دستت اے ناداں مگر او دست تو بگذارد
بیا تا ہر دو سر ہا بر درش بنہیم چوں سائل | کہ ایں حجت کرے آری بلا ما بر سرت آرد

براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۲

تا تو اں را کیا بیابد جز توانی | تا نشاں یابد جز از نشانی
عقل کو سوئے تو بینا جوید براہ | رہبری از دانش کو داں تواند
عقل ہا از بہر زاری دیگاست | دفع آزار جہالت از خداست

عقل طفل است اینکه گرید زار زار | شیر حق را دایه میباید نه مار

در مدح قرآن کریم

براہین احمدیہ صفحہ ۳۰۸

اے سر خود کشیدہ از فرقاں | پا نہادہ بہ لجہ طغیاں
بانگ کم کن بہ پیش نور ہدا | توبہ کن از فسوس و بازی ہا
اینچہ چشمیست کور و سخت کبود | کافتابے بر آرد چو فرزند نمود
تا نگیری کنارہ زیں رہ و خو | ہست دور از کنار کشتی تو
با ہدایت عناد و کیں تا چند | خندہ و بازیت بریں تا چند
خویشتن را مکش بہ ترک حیا | جامے گیر و مشو باستہزا
مہر تاباں چو بر فلک رخشید | چوں تو انی چنیں کہ خس پوشید
شب تواں کرد صد فریب نہاں | نیک در روز روشن این نتواں
نور فرقاں چو آفتاب است چناں | کو بماند نہاں ز دیدہ وراں
آں چراغ ہدا ست دنیا را | رحمتے از خدا ست دنیا را

مخزنِ رازہائے ربّانی — از خدا آلۂ خداوانی
برتر از پایہ بشر بکمال — دستگیرِ قیاس و استدلال
کارسازِ اتم بعلم و عمل — حجتش اعظم و اثر اکمل
ہر کہ بر عظمتش نظر بکشاد — بے توقف خدایش آمد یاد
وآنکہ از کبر و کین ندید آں نور — کور ماند و ز نورِ حق مہجور
وہ چہ دارد ازاں نگاں اسرار — دل و جانم فدائے آں اسرار
پُر ز نورِ جلالِ حضرتِ پاک — نورِ تاباں ز اوجِ حق بر خاک
وہ چہ دارد خزائنِ اسرار — دل و جانم فدائے آں انوار
ہست آئینہ بہر روئے خدا — عالمے را کشید سوئے خدا
بے زباناں ازو فصیح شدند — زشت رویاں ازو صبیح شدند
میوہ از روضۂ فنا خوردند — وز خود و آرزوئے خود مردند
دست غیبے کشید دامنِ دل — پا بر آورد جذبِ یار ز گل
بود آں جذبۂ کلامِ خدا — کہ دلِ شاں ربود از دنیا
سینۂ شاں ز غیرِ حق پرداخت — وز مئے عشقِ آں نگاں پرساخت
چوں شد آں نورِ پاک شاملِ شاں — تافت از پردہ بدرِ کاملِ شاں

دور شد ہر حجاب ظلمانی — شد سراسر وجود نورانی
خاطر شاں بجذبِ پنہانی — کرد مائل بہ عشقِ ربانی
آنچناں عشق تیز مرکب راند — کہ ازاں مشت خاک ہیچ نماند
نے خودی ماند و نے ہوا و ہوس — اوفتادہ بخاک و خوں ہر کس
عاشقاں جلال شئے حمدا — طالبانِ زلال جوئے حمدا
پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے — گشتہ از ایشاں نخاست آوازے
پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش — رستہ از بند خود پرستی خویش
آنچناں یار در کمند انداخت — کہ ندانند باد گر پرداخت
قدمِ خود زدہ براہِ عدم — گم بیادش ز فرق تا بقدم
وگرو لر غذائے تعز حیات — حاصل روزگار و مغز حیات
سوختہ ہر غرض بجز دلدار — دوختہ چشم خود ز غیر نگار
دل و جاں بر رخے فدا کردہ — وصل او اصل مدعا کردہ
مردہ و خویشتن فنا کردہ — عشق جوشید و کار ہا کردہ
از دیارِ خودی شدند جدا — سیل پُر زور بود بردہ جا
لاجرم یافتند نور حمدا — چوں خودی رفت شد ظہور خدا

تن چو فرسود و دستاں آمد | دل چو از دست رفت جاں آمد
عشق دلبر بروے شاں بارید | ابر رحمت بکوئے شاں بارید
ہست ایں قوم پاک را جاہے | کہ ندارد جہاں بدو راہے
دست بہر دعا چو بردارند | مورد فیض ہے وا دارند
کشف رازے گر از خدا خواہند | ہم از حضرت شہنشہ اند
کس بسر وقت شاں نداردراہ | کہ نہاں اند در تباب آلہ
گر نماید خدا یکے زاناں | بر کاشش دوند سلطاناں
اینہمہ عاشقانِ آں یکتا | نور یابند از کلامِ خدا
گرچہ ہستند از جہاں پنہاں | باز گہ گہ ہمے شوند عیاں
ہمچو خورشید و ماہ بروں آیند | غیر را چہرہ نیز بنمایند
بالخصوص آں زماں کہ باد خزاں | باغ مہر و وفا کند ویراں
دل بہ بند و جہاں بدار فنا | لب کشاید بمدحتِ دنیا
جیفۂ را کنند مدح و ثنا | وز خداوند جود استغنا
عاشقِ زر شوند و دولت و جاہ | سرد گردد محبتِ آں شاہ
شوکت و شاں ایں سرائے زوال | خوش نماید بدیدۂ جہال

بر زبانها شود مقام خدا — اندروں پُر شود ز حرص و هوا
اندریں روزها چو شب تار — دست گیرد عنایت دادار
میفرستد بخلق صاحب نور — تا شود تیرگی ز نورش دور
تا ز شور و فغان عاشق زار — خلق گردد ز خواب خود بیدار
تا شناسند مردماں ره راست — تا بدانند منکراں که خداست
اینچنیں کس چو رو نهد بجهاں — بر جهاں علمتش کنند عیاں
چون بیاید بهار باز آید — موسم لاله زار باز آید
وقت دیدار یار باز آید — بیدلاں را قرار باز آید
ماهروے نگار باز آید — خور به نصف النهار باز آید
باز خندد بناز لاله و گل — باز خیزد ز بلبلاں غلغل
دست غیبش به پرورد ز کرم — صبح صادق کند ظهور اتم
نور الهام همچو باد صبا — نزدش آرد ز غیب خوشبوها
مے شود ملهم از امور نهاں — زاں سرایر که خاصهٔ یزداں
تا نماید عیاں حقیقت کار — تا زند سنگ بر سر انکار
همچنیں آں کریم و پاک و قدیم — میکند پوشش چو مهر منیر

دیده ها مے کند بدو بینا
گوشها مے کند بدو شنوا

ہر کہ آمد بدو بصدق و صفا
یابد از وے شفا بحکم خدا

گفت پیغمبر ستودہ صفات
از خدائے علیم مخفیات

بر سر ہر صدی بروں آید
آنکہ ایں کار را ہمے شاید

تا شود پاک ملت از بدعات
تا بیابند خلق زو برکات

الغرض ذات اولیائے کرام
ہست مخصوص ملتِ اسلام

ایں گمو کیں گزاف و لغو و خطاست
تو طلب کن ثبوت آں برماست

اے یکے ذرۂ ذلیل و خوار
چہ شود عاجز از تو آں دادار

ہمہ ایں راست است لافے نیست
امتحاں کن گر اعترافے نیست

وعدۂ کج بطالبان ندہم
کاذبم گر از و نشاں ندہم

من خود از بہرِ ایں نشاں زادم
دیگر از ہر غمے دل آزادم

ایں سعادت چو بود قسمتِ ما
رفتہ رفتہ رسید نوبتِ ما

نعرہ ہا میزنم بر آب زلال
ہمچو مادر دواں پئے اطفال

تا مگر تشنگانِ بادیہ ہا
گردم آیند زیں فغاں و صلا

لیک شرط است عجز و صدق و صفا
آمدن با نیاز و خوفِ خدا

جستن از غربت و تذلل دل | و از خلوص و اطاعت کامل
گر کنون هم کسے بتابد سر | گیرد از راہ عدل راہِ دگر
نے زنا پرسد و نہ خود داند | نے ز کیں رسمے خود بگرداند
آں نہ انساں کہ کرمکِ دونست | راندۂ بارگاہِ بے چون است
سر و کارے بحق نمے دارد | لاجرم لعنتش برو بارد
حجتِ مومناں بر اوست تمام | کار ما سنجتہ عذر او ہمہ خام
ایہا الجامحون فی الشہوات | اکثروا ذکرہا دم اللذات
رفتنی است ایں مقام فنا | دل چہ بندی دریں دو روزہ سرا
عمر چوں بیں کہ چہ رفتہ است | رفت و بنگر کہ چہ ہا رفتہ است
پارۂ عمر رفت و درخوردی | پارۂ را بسر کشی بردی
تازہ رفت و بماند پس خوردہ | دشمناں شاد و یار آزردہ
صد چو تو سیجے بخورد زمیں | سر ہنوزت بر آسماں از کیں
بشنو از وضع عالم گذراں | کیں جہاں با کسے وفا نکند
گر بود گوش بشنوی صد آہ | چوں کند از زبانِ حال بیاں
نہ کند صبر تا جدا نہ کند | از دلِ مردۂ دروں تباہ

که چرا رو بتافتم ز خدا
دل نهادم در آنچه گشت جدا

قدر این راه بپرس از اموات
اے بسا گورها پر از حسرات

جاے آن است کز چنین جائے
از تو ره بروں نهی پائے

هر چه اندازد ت ز یار جدا
باش ز انجمله کار و بار جدا

آخر اے خیره سرکشی تا چند
کس ز دلدار گمشده پویند؟

روے دل را متاب از اغیار
باش هر دم بجستجوے نگار

رو بدو کن که روے یار است
همه روها فداے دلدار است

تو بروں آ ز خود بقا این است
تو در و محو شو لقا این است

هر که غافل ز ذات بیچون است
او نه دانا که سخت مجنون است

تا بکے رو بتابی از رخ دوست
دیگرے را نشان دهی که چو اوست

در دو عالم نظیر یار کجا
عاشقان را بغیر کار کجا

چو بدل آتشے ز عشق افروخت
دلستان ماند و غیر او همه سوخت

لیک این نیست بخشش یزدان
تا نه بخشند یافتن نتوان

آن کسان را عطا شود ز خدا
کز کمند خودی شوند رها

زیر حکم کلام حق بروند
وز فرامین او بروں نشوند

دیگرے را نمیدہند ایں جا — در دہندش ثبوت آں بنما
غیر را آں وفا و مہر کجا — زہد خشک است غایتِ عُقلا
عاقلانے کہ بر خرد نازند — بے خبر از حقیقت و رازند
ہمچو گورے سپید کردہ بروں — اندروں پُر ز خبث گوناگوں
مر خدا را چو سنگ دادہ قرار — عاجز از نطق و ساکت از گفتار
آں خدائے کہ حی و قیوم است — نزد شاں یک وجود موہوم است
آں حفیظ و شہید و رب عباد — نزدِ شاں اوفتادہ ہمچو جماد
خود پسنداں بعقلِ خویش اسیر — فارغ از حضرتِ علیم و قدیر
آنکہ خود بیں و عجب بنہاد ست — حضرتِ قدسش کجا یاد است
خوئے عشاق عجز ہست و نیاز — نشنیدیم عشق و کبر انباز
گر بجوئی سوادِ ایں رہ راست — اندر آنجا بجو کہ گرد نجاست
اندر آنجا بجو کہ زور نماند — خود نمائی و کبر و شور نماند
فانیاں را جہانیاں نرسند — جانیاں را زبانیاں نرسند
خلق و عالم ہمہ بشور و شراند — عشق بازاں بعالمِ دگراند
تا نہ کارِ دلت بجاں برسد — چوں پیامت ز دلستاں برسد

تا نہ از خود روی جدا گردی
تا نہ قربان آشنا گردی

تا نیائی ز نفس خود بیروں
تا نہ گردی برائے او مجنوں

تا نہ خاکت شود بسان غبار
تا نہ گردد غبارِ تو خونبار

تا نہ خونت چکد برائے کسے
تا نہ جانت شود فدائے کسے

چوں دہندت بکوئے جاناں راہ
خود کن از راہ صدق و سوز نگاہ

نیست ایں عقل مرکب آں راہ
ہوش کن ہوش کن مشو گمراہ

اصل طاعت بود فنا زہوا
تو کجا و طریقِ عشق کجا

تو نشستہ بکبر از اصرار
کبر و ایماں فدائے استکبار

اینچہ عقل تو ایں چہ اندیشہ
کہ کنی ہمسری بآں یکتا

اینچہ استاد ناقصت آموخت
اینچہ قہرِ خدا و و چشمت دوخت

اینچہ از فکرِ خود خطا خوردی
اول الدین دردے آوردی

چوں شود عقل ناقصت چو خدا
خاک بادی چناں بپد بسما

آنچہ صد سہو صد خطا دارد
علم آں پاک از کجا آرد

سہو کن را شناکنی ہیہات
اینچہ سہو و خطا کنی ہیہات

آنچہ لغزد بہر قدم صد بار
چوں زند دریا رسانندت بکنار

این سراب است سوے آں مشتاب — مے نماید ز دور چشمهٔ آب
کشتی تو شکسته است خراب — باز افتاده در تگِ گرداب
ناز کم کن بریں چنیں کشتی — کم خرام اے دنی بدیں زشتی
نه رسی تا یقیں ز راهِ قیاس — همه بر ظن و وهم هست اساس
گر ز فکر و نظر گذار شوی — این نه ممکن که اهل راز شوی
گر دو صد جان تو ز تن برود — این نه ممکن که شک و ظن برود
هست دارو ئے دل کلامِ خدا — کے شوی مست جز بجامِ خدا
هست بر غیر راهِ آں بسته — همه ابوابِ آسمان بسته
تا نه شد مشعلے ز غیب پدید — از شبِ تار جهلِ کس نرهید
باید اینجا ز کبرها دوری — تو بعقل و قیاس مغروری
اینچه غفلت که خوش بدیں کیشی — وز خدا هیچگه نیندیشی
رو طلب کن وصالِ یار ز یار — تکیه بر زور و خود مکن زنهار
تا نه گردد نگون سرت به نیاز — پرده از نفسِ تو نه گردد باز
تا نه ریزد ترا همه پر و بال — اندریں جا پریدن ست محال
تا توانی ست قوتِ اینجا — اینچنیں قوتے بیار و بیا

پردهٔ نیست بر رخِ دلدار — تو ز خود پردهٔ خودی بردار
هر کرا دولتِ ازل شد یار — کار او شد تذلل اندر کار
آں درآمد به حضرتِ بیچوں — که شد از ننگنائے کبر برون
حق شناسی ز خود روی ناید — خود روی خود روی بگزاید
از خودی حالِ خود خراب مکن — شب پری کار آفتاب مکن
تا بشر پُر بود باستکبار — اندرونش تہی بود از یار
چوں رسد عجز کس بحد تمام — شورش عشق را رسد ہنگام
اے که چشمت ز کبر پوشیده — چه کنم تا کشایدت دیده
گر ترا دردِ دل ست عمدتِ طلب — خود دہی ہا مکن ز ترک ادب
راز راہِ خدا بجو ز خدا — تو نہ چوں خدا بجائے خود آ
بندگانیم بندہ را باید — که کند ہر چه خواجه فرماید
منصبِ بندہ نیست خود رائی — خود نشستن بکار فرمائی
ہر که بر دفقِ حکم مشغول است — بر سرِ اُجرت است و مقبول است
وانکه بے حکم خود ترا شد کار — مزدِ واجب نمے شود زنہار
ما ضعیفیم و او فتاده بخاک — خود چه دانیم راز حضرتِ پاک

ما همه هیچ اوست کامل ذات — علم ما چون شود چو او همه جهات
ذات بیچون که نامِ اوست خدا — کے خیال خرد رسد آنجا
آنکه او آمدست از بهرِ یار — او رساند ز دلستان اسرار
آنچه مافی الضمیر تست نهان — کے چو تو ماند ش دگر انسان
پس تو مافی الضمیر آن دادار — مثل او چون بدانی اے غدار
آنکه چشم آفرید نور دهد — آنکه دل داد او سرور دهد
چشم ظاهر به بین که چون زکرم — خالقش داد نیرِ اعظم
از براے مصالح دوران — گاه پیدا نمود و گاه نهان
اینچنین است حال چشمِ درون — آفتابش کلام آن بیچون
هوش دار اے بشر که عقل بشر — دارد اندر نظر هزار خطر
سر کشیدن طریقِ شیطانی است — برخلافِ سرشتِ انسانی ست
تا نه فضلش ره تو بگشاید — صد فضولی بکن چه کار آید
در سرائر چه جاے استنباط — شیرے چون خزد بسم خیاط
تو نه با خبر ازان کوئے — تو نه دانی جمال آن روے
خبرے زو بمردماں چه دهی — ماهِ نادیده را نشان چه دهی

سخن یار و سینه افسرده — جامهٔ زنده است بر مرده

گر بری ریگ را بزرگ و بلند — جنبش باد خواهدش افگند

هست مارا یکے کہ ہر فیضاں — میشود زاں محافظ تن و جاں

آں خدائے کہ آفرید جہاں — ہست ہر آفریدہ را نگراں

ہر چہ بائید برائے مخلوقات — از لباس و خوراک و راہ نجات

خود مہیا کند بمنت وجود — کہ کریم ست و ما درست و ودود

چشم خود کن بکشت صحرا باز — خوشہ با خوشہ ایستادہ بناز

ہمہ از بہر ماست تا بخوریم — درد و رنج گر سنگی نہ بریم

آنکہ از بہر چند روزہ حیات — ایں قدر کردہ ست تائیدات

چوں نہ کردے برائے دار البقا — نظرے کن بعقل و شرم و حیا

سنگ افتد برانچنیں فرہنگ — کہ ز صدق ست دور صد فرسنگ

گر کنی سوئے نفس خویش خطاب — کہ چہانت گذر شود بجناب

خود ندائے بیایدت ز درون — کہ ز تائید حضرت بیچوں

ناید اندر قیاس و فہم کسے — کہ شود کار پیل از مگسے

پس چہ ممکن کہ ذرّۂ امکاں — خود کند کار حق بزور و تواں

شانِ دادارِ پاک را بشناس | وز چنیں کسر شانِ او بہراس
خویشتن را شریک او سازی | پیشِ او دم زنی باہنبازی
اینچہ عقل است اے بتر ز دواب | اینچہ بر فہمِ تو فتاد حجاب
گر کسے گویدت باستکبار | کہ دریں شہر چونتو ہست ہزار
نیستی از کسے بہ عقل فزوں | با تو ہم پایہ اند مردمِ دوں
مشتعل میشوی بکیں خیزی | در دل آری کہ خونِ او ریزی
آنچہ بر خود روا نمے داری | چوں پسندی بحضرتِ باری
چوں پسندی کہ کارساز امور | ابلہے ہست وز سخن معذور
چوں پسندی کہ واہبِ سر نور | بخل ورزید یا شدست قصور
چوں پسندی کہ حضرتِ غیور | ہست عاجز چو مردگانِ قبور
بہر تعظیم ہست مذہب دوں | تف بر آں دیں کہ میکند توہیں
آنکہ او خلق را زباں ہا داد | خاک را طاقتِ بیانہا داد
چوں بود گنگ و بیزبان تبہات | شرمت آید ز پاک و کامل ذات
جامع ہر کمال و عز و جلال | چوں بود ناقص اے اسیرِ ضلال
ہمہ اوصافِ او چو گشت عیاں | چوں بماند ترا تکلمش پنہاں

دیدهٔ آخر بلاے آں باشد — کہ بدو مرد راہ واں باشد

وہ چہ اے چشم ہست و ایں دیدہ — کہ برو آفتاب پوشیدہ

گر بدل باشدت خیالِ خدا — اینچنیں ناید از تو استغنا

از دل و جاں طریقِ او جوئی — وز سرِ صدق سوئے او پوئی

ہر کرا دل بود بدلدارے — خبرش پرسد از خبرداری

گر نباشد لقاے محبوبے — جوید از بود یار مکتوبے

بے دلارام نایدش آرام — گہ برویش نظر گہے بکلام

آنکہ داری بدل محبتِ او — نایدت صبر جز بصحبتِ او

فرقتِ او گر اتفاق افتد — در تن و جاں تو فراق افتد

دلت از ہجر او کباب شود — چشمت از فرقتش پر آب شود

باز چوں آنجمال و آن روئے — شد نصیب دو چشم در کوے

دست در دامنش زنی بجنوں — کہ ترا دیدنت دلم شد خوں

ایں محبت بدرۂ امکاں — وز دل افگندۂ خدائے یگاں

لاؤ بالی فتادۂ زاں یار — فارغی زاں جمال و زاں گفتار

مردگاں را ہمے کشی بکنار — وز دلآرام زندۂ بیزار

کس شنیدی کہ قانع از یار ست — عشق و صبر ایں دو کار دشوار ست

آنکہ در قعر دل فرود آید — دیدہ از دیدنش نیاساید

تو دلِ خود بدیگراں دادہ — کیسر از یار فارغ افتادہ

ایں بود حال و طور عاشق زار — ایں بود قدر و لبر اے مردار

عاشقاں را بود ز صدق آثار — اے سیہ دل ترا بعشق چہ کار

تا ز تو ہستی ات بدر نرود — تخم شرک از دلِ تو بر نہ رود

پائے سعیت بلند تر نرود — تا ترا دودِ دل بسر نرود

یار پیدا شود در آں ہنگام — کہ تو گردی نہاں ز خود تمام

تا نہ سوزی ز سوز و غم نرہی — تا نہ میری ز موت ہم نرہی

چیست آں ہر زہ جان و تن کہ نسوخت — آتش اندر دلے بزن کہ فسوخت

کلبۂ جسم خود بکن برباد — چوں نمیگردد از خدا آباد

پائے خود را جدا کن از تن خویش — چوں نگیرد رہے صداقت پیش

ہیچ چیزے چو ذاتِ بچوں نیست — جگرے خوں شود کز و خوں نیست

گنج ہائے جہاں فدائے نگار — بہ ز صد گنج خاک پائے نگار

ہر چہ از دست او رسد آں بہ — خارِ او از ہزار بستاں بہ

دولت از بهر او ز عزت به
قلت از بهر او ز کثرت به

مردن از بهر او حیات مدام
صد لذائذ فدای آن آلام

ایکه در کوی دلستان گذری
با وفا باش ور ز جان گذری

صادقانه که طالب یار اند
جان فشانان ز بهر دلدارند

گر نیابند راه آن دلبر
از غمش جان کنند زیر و زبر

از دلآرام رنگ میدارند
ور ز ره نام و ننگ میدارند

لذت خود بدرد می بینند
حسن در روی زرد می بینند

تو که چون خر بگل فرو مانی
همت آن یلان چه میدانی

سهل باشد حکایت از غم و درد
داند آن کس که روزه غمها کرد

آفرین خدا بر آن جانی
که ز خود شد برای جانانی

منزل یار خویش کرد بدل
وز هوا ها رسید صد منزل

از خودی در شد و خدا را یافت
گم شد و دست رهنما را یافت

تو چه یابی که غافلی زین راه
وز جلال خدا نه آگاه

همه کارت بعقل خام افتاد
همه سعی تو نا تمام افتاد

همچو طوطی همین سخن یاد است
که بشر عاقل است و آزاد است

ایکہ دیوانۂ پئے اموال
وہ کہ در کارِ دیں چنیں اہمال

روئے دل را بجانب دیں کن
فکر آخر خمیر سختیں کن

حصرِ تو بر قیاس در ہمہ حال
ہست بر حق تو یک استدلال

تا نہ فرماں رسد باعلانے
چوں شود کس مطیع فرمانے

تا نہ حکمے شود ظہور پذیر
چوں توانی شدن مطیع امیر

تا نہ گردد کسے ز حق مامور
کفر و ایماں چساں کند ظہور

تا نیاید اشارتے ز نگار
چہ برآید ز دستِ عاشق زار

فرق در سرکش و مطیعِ خدا
جز بہ حکمش چساں شود پیدا

شرطِ تعمیلِ حکم چوں حکم است
پس وجودش بجز نخست تاوست

ورنہ ایں دعوئے غلط بگذار
کہ روم زیرِ حکمِ آں دادار

خود تراشیدن از خودی فرماں
آں نہ حکمِ خداست اے نادان

نہ بعرف است و نے بہ عقل روا
کہ شود ظنِ خویش حکمِ خدا

حکمِ او آں بود کہ او فرمود
پس چہ فرمود خود نگہ کن زود

کہ ازیں شد ثبوتِ وحیِ خدا
شد ضرورت مسلمش زیں جا

گر دہندت بصیرتِ دینی
در گمانہا ہلاک خود بینی

بنگر آخر بعقل و فکرت و قیاس
که خدا را نه محکم است اساس

تا نباشد ترا یقین از دگرے
تا پدرش از ره یقین باخبرے

تا نه بینی بچشم خود هرگز
تا نه یابی خبر ز هیچ کسے

خود نه گوید ترا خبر هرگز
که چنین و چنان بود عالم

پس چه ممکن که دهم ز خود بدو
که چنین و چنان بود عالم

اینچه حسن است و اینچه بیراهی
که دلیل است و اینچه آگاهی

چون روی از قیاس خود بدرے
که ندیدی بچشم خود هرگز

چون نه از عالم دگر خبرے
نه خبر داشتی ز هیچ کسے

در ندیدست کس چنان دانی
نه خبر داشت هیچ کس زانی

تو که داری ز انبیا انکار
هیچ کس هست و اشکبار

یک نظر کن بفطرت انسان
که ندارد بجز یکی یزدان

مختلف اوفتاد سر بشتر
نه خبر داشت هیچ کس دیگر

پس چه باشد بدیگر استدلے
که چنین و چنان بود عالم

خود نگه کن کنون بصدق و صفا
که چنین و چنان بود عالم

شب تار است و خوف بیش از پیش
از سر خود روی و سر خویش

پس دیوار چوں نمیدانی — چوں بدانی غیوبِ ربانی
در شگفتم کہ با چنیں نقصاں — از چہ بر عقل میشوی نازاں
اینچہ عقل است و اینچہ معرفت است — اینچہ قہرِ خدا و و چشمت بست
اینچہا نت چو عید خوش افتاد — واں وعید خداندار ی یاد
بشنو از وحی حق چہ گوید راز — از جنابِ وحید و بے انباز
کاں خردہا کہ در دلِ عقلاست — ہمہ یک ذرۂ ز آتشِ ماست
آں کلامِ خدا نہ بر فلک است — تا بگوئی کہ ہست دور از دست
یا بگوئی کہ کار ہست محال — بر فلک رفتنم کدام مجال
نے بزیرِ زمیں کلامِ خدا — تا بگوئی کہ چوں خرم آنجا
چوں ز قعرِ زمیں بروں آرم — خود چنیں طاقتے نمیدارم
قطع عذرِ تو کرد داور پاک — نور عرش آمدست بر سر خاک
گر ترا رحم آں یگاں بکشد — دولتت سوئے او عیاں بکشد
اللہ اللہ چہ ریخت از انوار — ہست رشحے دگر دراں گفتار
جہل گر دود زو دیدنش بکیسو — رود ہد صد کشایشے زاں رو
نور بار آورد تلاوتِ او — عالمے زیر بارِ منتِ او

چشم بد دور اینچه هست جمال — هست یک چشمهٔ ز آب زلال

تا جهان رسم دلبری بنهاد — کس چو او دلبری ندارد یاد

آن شعاعے کز و شد است عیان — کس ندیده ز مهر و مه بجهان

چند بر عقلِ خام ناز کنی — چه کنم تا تو دیده باز کنی

نقص خود بنگر و کمالِ خدا — ذلتِ خویشتن جلالِ خدا

از رهِ عقل راهِ رب مجید — کس ندید است و کس نخواهد دید

اندر آن جا که سوختن باید — چون رهے از قیاس بگشاید

تا نشد وحی حق مدد فرما — تا نیاورد بو نسیم صبا

عقل را زان چمن نه بود خبر — طائرِ فکر بود سوخته پر

آن صبا نکهتے ز یار آورد — تا خرد نیز رد بکار آورد

بارها آب خود نگار آورد — تا نخیل قیاس بار آورد

وقتِ عیش است و موسمِ شادی — تو چه در سوگ و ماتم افتادی

تند بادے بخواه از دادار — تا خس و خار تو پرد یک بار

در خورد مه شکے نگیرد راه — تو ز دلدار خویش دیده بخواه

گمرهی تا دمیکه سر تابی — چون بجوئی ز صد قدل یابی

نیستی طالبِ حقیقت زار
بس ہمیں مشکل است اے ناساز

بر وجودش ز صنعت استدلال
ایں مجاز است نے چہ اصل و صال

وصلش از آلہ مجازی نیست
باز کن دیدہ جائے بازی نیست

گر بر آتش دمد جگر سوزی
نیستت از قیاس پیروزی

خبرے نیستت ز جانانہ
مے زنی ہر زہ گام کورانہ

آں یقینے کہ بخشدت دادار
چوں قیاسِ خودت نہد بکنار

آں یکے از دہان دلدارے
نکتہ ہائے شنید و اسرارے

واں دگر از خیالِ خود بگماں
پس کجا باشد ایں دو کس یکساں

ایکہ مغرور راہِ مظنونی
تو نہ عاقل کہ سخت مجنونی

آنچہ دارا کہ زوست منت ہا
بشمری زیرِ منتِ تعقلا

ایں خدائے عجیب در دلِ تست
کہ چنیں است زار و ماندہ و پست

تا نہ از عاقلاں مدد ہا یافت
نتوانست سوئے خلق شتافت

کے پسندد خرد کہ آں اکبر
شہرتے یافت از طفیلِ بشر

شب تار است و دشت و بیمِ دوال
چوں بخوابی بہ غفلتے اے نادان

خیز و بر حالِ خود نگاہ بکن
خطرِ راہ بہ بیں و آہ بکن

خیز و از نفس خود بپرس نشان — که چه خواهد مراتب عرفان
مے طپد از برائے رفع حجاب — یا قیاش بس است در سر باب
افلا یتصرون گفت خدا — خیز و در نفس جو نقطش ها
تو اسیری بصد هزار خطا — هر خطائے بتر ز اژدرها
عجب این کوریست و بے بصری — که ازین کار خام بے خبری
سخن راست است نے ز خطاست — تو نه فهمی سخن خطا اینجاست
سر سربستہ و درائے ورا — که کشاید بدون وحی خدا
راز ذات نهان که گوید باز — جز خدائیکه هست محرم راز
منت خاکے فتاده است براه — تند باوے بجوید از درگاه
تو نه فهمی هنوز این سخنم — در دلت چون فرو شوم چه کنم
اے دریغا که دل ز درد گداخت — درد ما را مخاطبے نشناخت
اے خور روئے یار زود برآ — که دل آزرد از شب یلدا
یک نگاهے بس ست در دین ها — کاش دیدے کسے ز خوف خدا
آشکار است کفر و ایمان هم — گفتمت آشکار و پنهان هم
ترک خوف خدا و بد عملی — این دو چیزاند تخم تیره دلی

ورنہ روئے نگار نیست نہاں
ہر حجابے کہ ہست اے بیجاں

از رگِ جاں قریب تر یار است
ہر زہ از تو دور از ہی کار ست

ہر کہ برخواست از خودی یکبار
خود نشیند بکار او دادار

حی و قیوم و قادر ست نگار
تو بپندار مردہ اے مردار

میل رفتن گر ست جانب یار
جانبِ صدق را عزیز بدار

گر شکے ہست خیز و خنجر بہ کن
تا شکایت بر آورم از تن

گر خرد پاک از خطا بودے
ہر خردمند یا خدا بودے

کس ندانست انہ ذہول سہو و خطا
جز خداوند عالم الاشیا

نظرے کن ز روئے استقرا
گر کسے رستہ است باز نما

ورنہ باز آ ز شورش و انکار
جیفۂ کذب را مخور زنہار

آخرت با خدا فتد سر و کار
خود نگہ کن ز ریں زاں دادار

در خرابات اوفتاد و دلے
خود بخود چوں بروں شود گلے

رو بہ باطل نہادۂ باز آ
دل بہ بیدردے دادۂ باز آ

در مزابل فتادۂ باز آ
ایں کجا ایستادۂ باز آ

آخر اے لافزن ز عقل و خرد
ہوش کن پا منہ بروں از حد

دم زدن در خیالهاے محال — هست شوریدہ مشرب و ضلال

ہر کہ رخت افگند بہ ویرانہ — میسزاید بتر ز دیوانہ

چوں چنین سر زنی ز راہ صواب — چہ ندانی کہ آخرست حساب

پاے تو لنگ منزلِ تو دراز — ترسمت چوں رسی ازیں تگ و تاز

خود چنین است فطرتِ انساں — کہ چو بیند کہ مشکل است گراں

اول از زور و توان و طاقتِ خویش — میکند سعی و جہد بیش از بیش

تا مگر کار بستہ بگشاید — زیر بارِ سپاس کس ناید

چوں بہ بیند کہ کار رفت از دست — رسن اختیار رفت از دست

رو نہد سوئے کوچۂ یاراں — مدد ے جوید از مددگاراں

ز در دوست برادراں جوید — ز در ہر کاروان ہمے پوید

چوں بماند ز ہر طرف ناچار — نالد آخر بدرگہ دادار

نعرہ ہا ے زند بحضرت پاک — وز تضرع جبین نہد بر خاک

در خود بندد و بگرید زار — کاے کشائندۂ رہِ دشوار

گنہ من ببخش و پردہ بپوش — تا نہ دشمن زند بشادی جوش

چوں چنیں فطرتِ بشر افتاد — زاں سہ گونہ صفت کہ کردم یاد

آں حکیمش زلطفِ بے پایاں — حسب فطرت بداد ہم ساماں
از پے جہد خویش عقلش داد — راہِ فکر و قیاس و خوض کشاد
وز پے کار باہمیں امداد — رحم در قلب یک دگر بنہاد
از شعوب و قبائل و اقوام — کرد کار نظام و ربط تمام
وز پئے حاجت فیوضِ خدا — کرد الہام را ز رحم عطا
تا رسد کار آدمی بہ کمال — تا میسر شود بمہر آمال
تا بحدِ یقیں رسد تعلیم — تا دوگونہ شود رہِ تفہیم
زاں دوگونہ مناہجِ تلقین — مے کشاید رہِ حصول یقیں
ہر طبیعت بحسب فہم و خیال — مے برآید بداں زچاہِ ضلال
غرض آں میلِ فطرتے کہ خدا — کرد در فطرتِ بشر پیدا
آں ہمی خواست وحی ربّانی — نظرے کن بغور تا دانی
فطرتت چوں فتادہ است چناں — چوں کشی سر ز فطرت انے داں
اقتضائے طبیعتِ انساں — کہ نہاد ست ایزدِ منان
گہ بشر را کشد بسوے قیاس — تا نہد کار را بہ عقل اساس
گاہ دیگر کشد بہ منقولات — تا بیارامد از بیانِ ثقات

زنیکه آرام قلب و اطمینان — جز باخبارِ صادقاں نتواں
نیز چوں واجب است در تعلیم — کہ بقدرِ خرد بود تفہیم
لاجرم رہ کشادہ اند دوتا — تا رسد ہر طبیعتے بخدا
تا ذکی و غبی و اشرف و دوں — رہ بیابند سوئے آں بیچوں
دیگر این است نیز ہم بر ہماں — بر ضرورات وحی آں رحماں
کہ چنیں شہرتِ خدائے یگاں — ہرگز از جہدِ عقل ہا نتواں
گر نگفتے خدا انا الموجود — چوں فتادے جہاں مشن بسجود
ایں ہمہ شورِ ہستی آں یار — کہ از و عالم است عاشق زار
خود بنیداخت آں خدائے جہاں — نہ بشر کرد بر مسرش احسان
اے دریغ ایں چہ آدمی زادند — کز خدا در خودی بیفتادند
عقل چوں شد چو فیضِ وحی نبود — دیدہ را آفتاب ہست وجود
او اگر نورِ خود نہ بخشیدے — چشم ما خود بخود چہاں دیدے
بلبل از فیضِ گل سخن آموخت — منکر از وے ہماں کہ چشم بدوخت
ہمہ عالم گواہِ آلایش — ابلہ منکر ز وحی و القا بش
مہرِ پاکاں بجانِ خود بنشاں — تا شوی جانِ من ہم از پاکاں

این هنر و جملہ خلق میدارند
ناز کم کن کہ چو تو بسیارند

چارۂ ما بغیر یار کجا
ما کجائیم و عقل زار کجا

زہر فرقت چشی و نا کامی
باز منکر ز وحی و الہامی

جانِ تو بر لب از نخوردن آب
باز از آب زندگی رو تاب

کور ہستی و کیں بدیدہ دراں
وہ چہ داری شقاوت و خسراں

دارو سے درد دل ز فطنت ماست
آں بدار الشفاے وحی خداست

نشود عین ز تصور زر
ز ہمان است کو فتد بہ نظر

بست بر عقل منتِ الہام
کہ از و یافت ہر تصور خام

آں گماں برد و ایں نمود فراز
آں نہاں گفت ایں کشود آں راز

آں غرور و رعونت ایں کف بپر و
آں طمع داد و ایں بجا آورد

آنکہ اشکست ہر بت دلِ ما
ہست وحی خداے بیہمتا

آں کہ ما را رخ نگار نمود
ہست الہام آں خدا سے وجود

آنکہ داد از یقیں دل جامے
ہست گفتار آں دلارامے

وصل دلدار و مستی از جامش
ہمہ حاصل شدہ ز الہامش

ہمہ آں یار اصل ہر کامیست
و آنکہ زیں اصل غافل آں خامیست

بے عطیات ما ہمہ بے زاد	بے عنایات ما ہمہ برباد

منہ

الا اے کمر بستہ بر افترا	مکش خویشتن را بترک حیا
بخاصان حق کینہ ات تا کجا	گہے شرمت آید ز گیہاں خدا
چو چیزے بود روشن اندر بہی	برو ہر چہ بندی بود ابلہی
چو بر نیک گوہر گماں بد بری	بدانند مردم کہ بد گوہری
چو گوئی دُرِ پاک را پُر غبار	غبار دو چشمت شود آشکار
سخنہائے پُر خبث و میغ و خام	بود بر خبثیان نشانے تمام
ندانید گفتن سخن جز دروغ	بر حق ندارد دروغے فروغ
نیارید یاد از حق بے چگوں	پسند او فتاد ست دنیا ہی دوں
بہ دنیا کسے دل بہ بندد چرا	کہ ناگاہ باید شدن زیں سرا
سرانجام این خانہ رنج ست و درد	بہ پیش نیایند مرداں مرد
بدیں گل میالائید دل چوں خسے	کہ عہد بقایش نماند بسے
زمان مکافات آید فراز	تو بر عیش دنیا بدیں سان مناز
فریبے مخور از زر و سیم و مال	کہ ہر مال را آید آخر زوال

نہ آوردہ ایم و نہ با خود بریم
تہی آمدیم و تہی بگذریم

الا تا نہ تابی سر از روئے دوست
جہانے شیرزد بیک موئے دوست

خدائیکہ جاں بر رہِ او فدا
نیابی رہش جز بپے مصطفیٰ

ابو القاسم آں آفتاب جہاں
کہ روشن شد از وے زمین و زماں

مبشر کسے بُد سے از ملک نیکتر
نبود سے اگرچہ محمدؐ بشر

نیاید ترا شرم از کردگار
کہ اہل خرد باشی و با وقار

پس آنگہ شوی منکرِ آں رسولؐ
کہ یابد از و نور چشم عقول

ترا ہو ز غفلت رہیدہ نہ
ز طور بشر پا کشیدہ نہ

نیاید ز تو کار رب العباد
کمن داور یہا ز جہل و عناد

مدان ناقص و الکمش چوں حماد
کمالِ خدا را میفگن زیاد

تو خود ناقصی و دنی الصفات
منہ تہمتِ نقص بر پاک ذات

خیالات بیہودہ کردت تباہ
خود از پائے خود اوفتادی بچاہ

خیالت شبے ہست تاریک و تار
فزودہ بر آں شب ز کین صد غبار

نہ دل را چو دزداں بشب شاد کن
بترس و ز روزِ سزا یاد کن

اگر در ہوا ہم چو مرغاں پری
وگر بر سرِ آب ہا بگذری

وگر ز آتش آئی سلامت برون
وگر خاک را زر کنی از فسوں

نیاری کہ حق را کنی زیر و پست
مکن ژاژ خائی چو مجنون و مست

خدا ہر کرا کرد مہر منیر
نہ گردد ز دست تو خاک حقیر

دلِ خود بہر زہ مسوزاے دنی
نہ کاہد ز مکر تو افزود نی

بہار است و بادِ صبا در چمن
کند نازہا با گل و یاسمن

ز نسرین و گلہاے فصلِ بہار
نسیم صبا مے وزد عطر بار

تو اے ابلہ افتادہ اندر خزاں
ہمہ برگ افشاندہ چوں مفلساں

بہ قرآں چرا بر سر کیں دوی
نہ دیدی ز قرآں مگر نیکوئی

اگر نامدے در جہاں ایں کلام
نہ ماندے بہ دنیا ز توحید نام

جہاں بود افتادہ تاریک و تار
ازو شد منور رخ ہر دیار

بہ توحید راہے ازو شد عیاں
ترا ہم خبر شد کہ ہست آں یگاں

وگرنہ بہ بیں حال آبائے خویش
بہ انصاف بنگر دراں دین و کیش

بود آں خرد مایہ بد گوہرے
کہ از منعمِ خود بتابد سرے

ز اندازۂ خویش برتر مپر
پژشکی مکن چوں ندانی ہنر

یقیں داں کہ ایں کارزیدانی است
نہ از دخل و تدبیر انسانی است

شد این دیں بفضلِ خدا ارجمند — نہ کارِ فریب است و سالوس و بند

ورخشندہ رو نور چوں آفتاب — تو کوری نمی بینی اش زیں حجاب

بہ ناپاکئے دل مشو بدگماں — وگر حجتے ہست بنما عیاں

بشوقِ دل آویختن را بساز — پس آنگہ بہ بیں قدرتِ کارساز

گزیں کن ز قومت یکے انجمن — کہ با یک تن از ما کند یک سخن

بما ہست فضلِ خداوند پاک — ز باطل پرستاں ندارم باک

بجوش است فیضِ احد در دلم — کہ تا بندہ ہر طالبے بگسلم

خدا را در لطف ہا ہست باز — نسیمِ عنایات در اہتزاز

کسے کو بتابد سر از عدل و داد — کجا دم زند پیشِ صدق و صداد

کلامِ خدا ہر دم از عز و جاہ — کند روئے ناشر مسارش سیاہ

چساں رائے شخصے بگردد بلند — کہ طعنیان بنقشش بگردن فگند

دلِ پاک و جولان فکر و نظر — دو جوہر بود لازمِ یک دگر

چو صوفِ صفا در دل آمیختند — مداد از سوادِ عیوں ریختند

خدا آفریدت ز یک مشت خاک — خودت دادناں تا نگردی ہلاک

بہر حاجتت کرد حاجت روا — کشود از ترحم دو دست عطا

چہ پاداش جوشش چنین میدہی
کہ در علم خود را نظیرش نہی

چہ خود را برابر کنی با خدا
تفو بر چنیں عقل و ادراک و رائے

خدا چوں کسے را بہ پستی فگند
بہ کوشش نیارید گردون بلند

بکوشیم و انجام کار آں بود
کہ آں خواہش و رائے یزداں بود

براہین احمدیہ — ضرورت الہام — صفحہ ۱۵۶

اے در افکار ماندہ از الہام
کرد عقلِ تو عقل را بدنام

از خدا رو بخویش آوردی
ایں چہ آئین و کیش آوردی

تا نہ کس سرِ ز خویشتن تابد
رازِ توحید را چہساں یابد

تا نہ بر فرقِ نفس پا بزنی
کے بہ پاک دلپسند فرق کنی

ہر کہ شد تابعِ کلامِ خدا
رست از اتباعِ حرص و ہوا

از خود و نفسِ خود خلاص شدہ
مہبطِ فیضِ نورِ خاص شدہ

برتر از رنگِ ایں جہاں گشتہ
آنچہ ناید بوہم آں گشتہ

ما اسیرانِ نفسِ امّارہ
بے خدائیم سخت ناکارہ

تا میاں بست وحی حق برشاد
اے بسا عقدہ ہائے ما کہ کشاد

نہ شود از تو کار ربانی
آسیائے تہی چہ گردانی

تو و علم تو ما و علم خدا
فرق بین از کجاست تا بکجا

آں یکے را نگارِ خویش ببر
دیگرے چشم انتظار بہ در

آں یکے ہمنشیں بماہ رخے
دیگرے ہر زہ گرد در کوئے

آں یکے کام یافتہ بہ تمام
دیگرے سوختہ بفکرت کام

عارت آید ز عالمِ اسرار
خود ز خود دم زنی نہ ہے پندار

ہمہ کارِ تو نا تمام افتاد
دہ چہ کارت بعقل خام افتاد

منہ

حاجتِ نوزے بود ہر چشم را
اینچنیں افتاد قانونِ خدا

چشم بینا بے خورِ تاباں کہ دید
کے چنیں چشمے خداوند آفرید

چوں تو خود قانونِ قدرت بشکنی
پس چرا بر دیگراں خردہ گیری

آنکہ در ہر کار شد حاجت روا
چوں روا داری کہ نبود در سخا

آنکہ اسپ و گاؤ خر را آفرید
تا رہد پشتِ تو از بارِ شدید

چوں ترا حیراں گذارد در معاد
اے عجب تو عاقل و ایں اعتقاد

چوں دو چشمت داد اندر بیخبر
پس چرا پوشی یکے وقتِ نظر

آنکہ زد ہر غدیرتے گشتہ عیاں
قدرتِ گفتار چوں ماندے نہاں

آنکہ شد سرِ وصف ما پیش جلوہ گر
پس چرا ایں وصف ما ندے مستتر

ہر کہ او غافل بود از یادِ دوست
چارہ سازِ غفلتش پیغامِ اوست

تو عجب داری ز پیغامِ خدا
ایچہ عقل و فکرتست اے خود نما

لطفِ او چوں خاکیاں را عشق داد
عاشقانرا چوں بنگندے زیاد

عشق چوں بخشید از لطفِ اتم
چوں نہ بخشیدے دوائے آں الم

خود چو کرد از عشقِ خود دلہا کباب
چوں نہ کردے از سرِ رحمت خطاب

دل نیارامد بجز گفتارِ یار
گرچہ پیش دیدہا باشد نگار

پس چو خود دلبر بود اندر حجاب
کے تواں کردن صبوری از خطاب

لیک آں داند کہ او دل دادہ است
در طریقِ عاشقی اُفتادہ است

حُسن را با عاشقاں باشد سرے
بے نظر در کے بود خوش منظرے

عاشق آں باشد کہ او کم از خود است
در طریقِ عشق خود بینی بد است

لیکن استیصال ایں کبر و خودی
نیست ممکن جز بہ وحی ایزدی

ہر کہ ذوقِ یار جانی یافتہ است
آں ز وحیِ آسمانی یافتہ است

عشق از الہام آمد در جہان
در دل از الہام شد آتش فشاں

شوق و انس و الفت و مہر و وفا — جملہ از الہام میدارد ضیا

ہر کہ حق را یافت از الہام یافت — ہر رمے کو تافت از الہام تافت

تو نہ اہل محبت زیں سبب — از کلام یار میداری عجب

عشق مے خواہد کلام یار را — رو بہ پرس از عاشق ایں اسرار را

ایں نگو کز درگہش دوریم ما — ربط او با مشت خاک ما کجا

داند آں مرد یکہ روشن جان بود — کیں طلب در فطرت انسان بود

دل نمے گیرد تسلی جز خدا — ایں چنیں افتاد فطرت را ابتدا

دل نمے دارد صبر از قول نگار — کاشتند ایں تخم از آغاز کار

آنکہ انساں را چنیں فطرت بداد — چوں کمال فطرتش داد سے بداد

کار حق کے از دو بشر گردد ادا — کے شود از کرمکے کار خدا

ما ہمہ جہلیم او دانائے راز — ما ہمہ کوریم و او را دیدہ باز

با خدا ہم دعوے فرزانگی — سخت جہل است و رگ دیوانگی

تا فتن رو از خور تاباں کہ من — خود برارم روشنی از خویشتن

عالمے را کور کرد است ایں خیال — سرنگوں افگند در چاہ ضلال

تاز بر فطرت مکن گر فطنتے است — در رہ تو ایں خردمندی تہ ست

عقل کاں با کبر میدارند خلق
هست حمق و عقل پندارند خلق

کبر شهرِ عقل را ویران کند
عاقلاں را گمره و ناداں کند

آنکه افزاید غرور و معجبی
چون رساند تا خدایت آے غوی

خود روی در شرک اندازد ترا
توبه کن از خود روی اے خود نما

هست مشرک از سعادت دور تر
وز فیوضِ سرمدی مهجور تر

از خدا باشد خدارا یافتن
نے به مکر و حیله و تدبیر و فن

تا نیائی پیشِ حق چون طفلِ خرد
هست جامِ تو سراسر پُر ز دُرد

شرطِ فیضِ حق بود عجز و نیاز
کس ندیده آب بر جائے فراز

حق نیاید جوید آنجا ناز نیست
از پرِ خود تا درش پرواز نیست

عاجزاں را پُر درد ذاتِ اجل
سرکشاں محروم و مردود ازل

چون نیائی زیرِ تابِ آفتاب
کے فتد بر تو شعاعے در حجاب

آبِ شور اندر کفت هست اے عزیز
نان ها کم کن اگر داری تمیز

آبِ جاں نخجیر زجاناں آیدت
ز طلب مے کن اگر جاں بایدت

هست آں آب بقا بس نا پدید
کس بجز مصباحِ حق رهش ندید

آں خیالاتے که بینی از خرد
پرتوِ آں هم بدو حی حق رسد

لیک چشمِ دیدنت چون باز نیست
زیں دل تو محرم ایں راز نیست

سرکشی از حق کہ من دانا دلم
حاجت و پیش نہ آرم عاقلم

لغزشِ تو حاجتے پیدا کند
در دمے عقلِ ترا رسوا کند

عقلِ تو گوئے مخلص از بروں
واندروں شیشہ پیت با یک لاشوں زبوں

منتہائے عقل تعلیمِ خداست
ہر صداقت را ظہور از انبیاست

ہر کہ علمے یافت از تعلیم یافت
تا نہ آں روئے کزو روئے نتافت

با زبانِ حال گوید روزگار
اے قصیر العمر گیر آموزگار

طبعزادِ ناقصاں ہم ناقص است
گر ترا گوشے بود حرفے بس است

حق منزہ از خطا تو پر خطا
داد ریہا کم کن و بر حق بیا

عقلِ تو مغلوب صد حرص و ہواست
تکیہ بر مغلوب کارِ اشقیاست

از کسِ ناکس بیاموزی فنوں
عار داری زاں حکیمِ بے چگوں

از تکبر راہِ حق بگذاشتی
ایں چہ کردی ایں چہ تخمے کاشتی

اے شگفت ایں ہمہ مولائے ماست
کز عطایش ہمہ ارض و سماست

ابر و باراں و مہ و مہر آفرید
کرد تا بستان و سرما را پدید

تا بفضلِ او عذائے خود خورم
زندہ مانیم و تن خود پرورم

آنکه بر تن کرد این خلعت انم
کے کند محروم جانرا از کرم

وحی فرقان است عین لطف اوست
تا نپنداری که از خود می رسی

هست قرآن دافع شر کسان
تا مراد خود هم از وی یابی نشان

تا ز کبر و خود بینی وارهی
تا شوی ممنون فضل کارساز

در شوال از کبر تا رحمت آیدش
بندگی کن بندگی مے بایدش

زندگی در مردن و عجز و نیاست
هر که افتاد و است او آخر رجاست

هست جام نیستی آب حیات
هر که نوشید هست او رست از ممات

عاقل آن باشد که چون یار را
دزد تذلل ها برآرد کار ها

ابلهی بهتر ازان عقل و خرد
کبر بجاه کبر و نخوت ننگ شد

طالب حق باش و بیرون از خود آ
خود روی ها ترک کن تا بر خورد

من ندانم هیچ ایمان است و دین
وهم ز دین و رجعت و رب العلمین

تو کجا و آن عتاد مطلق کجا
توبه کن این ابلهی ها کم سنا

یک دمے گر ریخ فیضش کم شود
این همه خلق و جهان برهم شود

پست هستی لاف هستی با حزن
دزد کلیم خویش بیرون پا فگن

عابد آن باشد که پیشش فانی است
عارف آن کو کو پیشش فانی است

خویشتن را نیک اندیشیدۂ
اے ہلاک اللہ چہ بد فہمیدۂ

اینچنیں با ناز بالا چوں پری
یا گمرزاں ذات بیچوں منکری

کاخ دنیا را چہ دیدستی بنا
کت خوش افتاد است این فانی سرا

دل چرا عاقل نبندد اندریں
ناگہان پیدا شدن بیروں ازیں

از پے دنیا بریدن از خدا
بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا

چوں شود بخشایشِ حق بر کسے
دل نہ ماند بدنیا لیش بسے

ہوش کن کیں جا بنگہ جاے فناست
با خدا لیباش چوں آخر خداست

ہر قتل گر بدستِ خود خوری
من چساں دانم کہ تو دانشوری

آں گروہے بیں کہ از خود فانی اند
جاں فشاں بر گفتۂ ربانی اند

فارغ افتادہ ز نام و عز و جاہ
داغ کف در فرق افتادہ کلاہ

دور تر از خود بہ یار آمیختہ
آب رو از بہرِ روئے ریختہ

دیدنِ شاں مید ہد یاد از خدا
صدق می رزاں در خمِ کبریا

تو ز استکبار سر بر آسماں
پا زدہ بیروں زراہِ بندگاں

تا نہ گردد عجز در نفست عیاں
نورِ حقانی چساں تابد براں

تا نمیرد دانۂ اندر زمیں
کے ز یک صد میشود تو خود ببیں

نیست شو تا بر تو فیضانے رسد — جاں بفشاں تا دگر جانے رسد

تا تو زار و عاجز و مضطر نۂ — لایقِ فیضانِ آں دلبر نۂ

چیست ایماں وعدۂ پنداشتن — کارِ حق را با خدا گذاشتن

چوں ز آموزش خرد را یافتی — پس ز تعلیمش چرا سر تافتی

اندرونِ خویش را روشن بداں — آنچہ میتابد بتابد ز آسماں

کور ہست ایں دیدہ کش ایں نور نیست — کور ہست آں سینہ کز شہ دور نیست

صادقین و صالحین و اتقیا — جملہ رہ بینند از نورِ خدا

آں کجا عقلے کہ از خود واندش — فہم آں شخصے کہ او خود را کشش

عقلِ بے وحیش بتے داری براہ — بت پرستی ہا کنی شام و پگاہ

پیشِ چشمت گر شدے ایں بت عیاں — از سرشکِ نقش شدے جوے رواں

لیک از بد قسمتی چشمت نماند — بت پرستی آخرت چوں بت نشاند

عقل در اسرارِ حق بس نارساست — آنچہ گم گردد میرسد ہم از خداست

گر خرد پاکیزہ رائے آورد — آں نہ از خود ہم ز جائے آورد

تو بہ عقلِ خویش در کبر شدید — ما فدائے آنکہ او عقل آفرید

در قیاسات تہی جانت اسیر — جان ما قربان علمِ آں بصیر

نیک دل با نیکوان دارد سخن — بد کند با بد چنانکه هست بد

هست بر اسرار او ره دیگران — تا کجا تاز د خرد فکر و نظر

این چراغ مرده را نادیده هوا — چون رود با یک بنماید ترا

وحی یزدانی زده آگاه کند — تا بمنزل نور را همراه کند

افتاده بی هنر در جسم جان — حق بخشد دم زنی با آن نگار

چیست دین تن در فنا انگاشتن — وز سر هستی قدم برداشتن

چون بقیق با دو صد درد و نفیر — کل بی خیزد که گردد دستگیر

با خبر را دل طپد بهر بی خبر — تخم بر کوبد کند اهل بصر

چنین قانون قدرت اوفتاد — مر خبیثان را خوی ها زاده باد

چون ازین قانون شود درمان کار — جسم خبثان را نیابد پایدار

آنکه او هر بار ما بر داشته است — بیخ رحمت را فرو نگذاشته است

چون زما غافل شود در امر دین — غیرت آید از چنین انکار و کین

دل مته در خاکدان بیوفا — یاد کن آخر وفا نامی خدا

بارها شد بر تو ثابت کاین عقول — مبتلا هستند در سهو و ذهول

بارها دیدی بعقل خود فساد — بارها زین عقل ماندی بی مراد

باز سخنوت مے کنی بر عقل حویش
ورز دلیری میروی دیدہ پیش

نفس خود را پاک کن از ہر فضول
ترک خود کن تا کند رحمت نزول

لیک ترکِ نفس کے آساں بود
مُردن واز خود شدن یکساں بود

آنچنیں دل کم بود در سینۂ
کاں بود پاک از غرور و کینۂ

در حقیقت مردمِ معنی کم اند
گو ہمہ از روئے صورت مردم اند

ہوش کن اے در چہ اُفتادۂ
عقل دیں از دستِ خود در دادۂ

غیر محمود سے بمحمود سے مجو
کار نورِ محض از دود سے مجو

آنچہ باید جست با عجز و نیاز
تو مجو با کبر و خود بینی و ناز

وہ چہ خوب است ایں اصولِ ہر روی
یادگارِ مولوی در مثنوی

زیرکی ضدِ شکست است و نیاز
زیرکی بگذار و با کولی بساز

زانکہ طفلِ خورد را مادر نہاد
دست و پا باشد نہادہ در کنار

براہین احمدیہ صفحہ ۹۸

گر نبودے در مقابل روئے مکروہ و سیہ
کس چہ دانستے جمال شاہدِ گلفام را

گر نہ فتادے بخصمے کار در جنگ و نبرد
کے شدے جوہر عیاں شمشیرِ خوں آشام را

روشنی را قدر از تاریکی است و تیرگی
وز جہالت ہاست عزو و قدرِ عقلِ تام را

حجت صادق ز نقص و قدح روشن تر بود — عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

در بے ثباتی دنیا

در بیان آنکہ [illegible] ۱۲۰

عیش دنیا چو بقا نیست ترا نیز بقا نیست
آنچہ نیست کار باخداوند است

این سرا نیست زوال و ہمہ فنا است
ہر کہ نشست اندریں برخاست

یکدمے تو بسوے تگ رستاں
در خموشان آں ببیں نشاں

تو مثال حیات دنیا چیست
ہر کہ پیدا شد است تا کے زیست

ترک کن کین و کبر و ناز و دلال
تا نہ کارت کشد بسوئے ضلال

چوں ازیں کار گہ بہ بند ہی بار
باز نائی دریں بلاد و دیار

اے ز دریا بچشمہ نجوز غم دیں
کہ نجاتت معلق است بدیں

ہاں تغافل مکن ازیں غم خویش
کہ ترا کار مشکل است بہ پیش

دل ازیں رہ دو غم فگار مکن
دل چہ جاں نیز ہم نثار مکن

ہست کارت ہمہ بآں یکذات
چوں صبوری کنی از و ہیہات

بخت گردد چو رو بگردی باز
دولت آید ز آمدن بہ نیاز

چون ہنر ہا زایں چنین پایے
چون بدیں ابلہی کنی کارے

اینجهان است مثل مردارے — چول سگے ہر طرف دوانگارے

خشک آں مرد کو ازیں مردار — رو بسے آرد و بسوئے آں دار

چشم ہمدرد نعمت دنیا — در سر ہر یکے چہ زیبا

اینہمہ جوش حرص و آز و ہوا — ہست تا ہست مرد نابینا

چشم دل اندکے بکشا و بیا — ہر دو گردد بر آدمی ہمہ باز

اے رسن تاب آرزو دہ دراز — دیں ہوس تا چرا نیائی باز

دولت عمر و مسند و اقبال — تو پریشاں بفکر دولت و مال

خویش و قوم و قبیلہ پُر زدغا — تو بریدہ برائے شاں ز خدا

اینہمہ را بگشتنت آہنگ — گہ بصلحت کشند و گاہ بجنگ

خاک بر رشتۂ کہ پیوندت — بگسلاند ز یار دل بندت

ہست آخر بآں خدا کارت — نہ تو یارِ کسے نہ کس یارت

قدمِ خود بنہ بخوف اتم — تا روی از جہاں بصدقِ قدم

تا خدا ات محب خود سازد — نظرِ لطف بر تو اندازد

بادہ نوشی ز عشق و زاں بادہ — مست باشی و بیخود افتادہ

نیست ایں جائیگہ مقامِ مدام — ہوش کن تا نہ بد شود انجام

مہر آں زندہ نورت افزاید — مہر ایں مردگاں چہ کار آید
لقمہ و معدہ و سر و دستار — سر بسر ہست بخشش دادار
حق باری شناس و شرم بدار — پیش زاں کز جہان بندی بار
رو ازو انچہ رو بگردانی — سگ وفا مے کند تو انسانی
ترس باید ز قادر اکبر — ہر کہ عارف ترست ترساں تر
فاسقاں در سیہ کاری اند — عارفاں در دعا و زاری اند
اے خنک دیدۂ کہ گریانش — اے ہمایوں دلے کہ بریانش
اے مبارک کسیکہ طالب اوست — فارغ از عمر و زید بارخ دوست
ہر کہ گیرد رہِ خدائے یگاں — آں مخلص بس است در دو جہاں
لاجرم طالبِ رضائے خدا — بگسلد از ہمہ برائے خدا
شیوہ اش میشود فدا گشتن — بہر حق ہم ز جاں جدا گشتن
در رضائے خدا شدن چو خاک — نیستی و فنا و استہلاک
دل نہادن در آنچہ مرضی یار — صبر زیر مجاریٔ اقدار
تو بحق نیز دیگرے خواہی — ایں خیال است اصل گمراہی
گر دہندت بصیرت و مردی — از ہمہ خلق سوئے حق گردی

در حقیقت بس است یار یکے — دل یکے جاں یکے نگار یکے

ہر کہ او عاشقِ یکے باشد — ترک جاں پیشش از یکے باشد

کوئے او باشدش بستاں ہے — روئے او باشدش نہ ریحاں ہے

ہر چہ دلبر بدوکند آں ہے — دیدان دلبر شمع صد جاں ہے

پا بہ نخجیر پیش لیلاے — بہ نہ ہجراں و سیر گلزاے

ہر کہ دارد یکے دلآراے — جز بوصلش نیابد آراے

شب بستر تپد ز فرقت یار — ہمہ عالم بخواب و او بیدار

تا نہ بیند صبوحی آشش نابد — ہر دمش سیل عشق بربابد

روز عاشق ز قرب یار قرار — شب بہ بستر ز روے یار قرار

حسن جانہا بگوش خاطر شاں — گفت را نیز گفتنش تواں

ہمچنیں است سیرت عشاق — صدق ورزاں بایزد خلاق

جاں منور بہ شمع صدق یقیں — نور حق تافتہ بلوح جبیں

کامیاباں وزیں جہاں ناکام — زیرکاں دور تر پریدہ زدام

از خود و نفس خود خلاص شدہ — مہبط فیض نور خاص شدہ

در خداوند خویش دل بستہ — باطن از غیر یار بگستہ

پاک از دخل غیر منزل دل
یار کردہ بجان و دل منزل

دین و دنیا بکار او کردند
بر درش اوفتادہ چوں گردند

ریزہ ریزہ شد آئینۂ شاں
بوئے دلبر دمد ز سینۂ شاں

نقش ہستی بشست جلوہ یار
سرزد آخر ز جیب دل دلدار

گر بر آرند شعلہ ہائے درون
دود خیزد ز تربتِ مجنون

مے ز سر ہوش مے زیا خبرے
در سر و لستاں بخاک سرے

ہر کسے را بخود سر و کارے
کار دل دادگاں بدلدارے

ہر کسے را بعزتِ خود کار
فکر ایشاں ہمہ بعزتِ یار

تو سرِ خویش تافتہ از دیں
حاصلِ روزگارِ تو ہمہ کیں

در عناد و فساد افتادہ
داد و دانش ز دستِ خود دادہ

سر کشیدہ بناز و کبر و ریا
وز تدیّن نہادہ بیروں پا

چوں خدا ات نداد نور دروں
عقل و ہوشِ تو جملہ گشت نگوں

کفر گوئی عبادت انگاری
فسق ورزی ثوابِ پنداری

صد حجابت بچشم خویش فرا
باز گوئی کہ آفتاب کجا

پردہ بردار تا بہ بینی پیش
جانِ ما سوختی بکوری خویش

تا نفتی سر منعم دمناں — ایں بود شکر نعمت ہمہ دان؟

دل نہادن درین سرا چہ دوں — عاقبت میکند زدیں بیروں

ترک کوے حق از وفا دور است — دل بغیرے مدہ کہ غیور است

دانی دباز سرکشی از وے — ایں چہ برخود ستم کنی ہے ہے

ہر چہ غیر خدا بخاطر تست — آں بت تست اے بایماں سست

پُر حذر باش زین بتاں نہاں — دامن دل ز دستِ شاں بکشاں

چیست قدر کسیکہ شہ کش کار — چوں نہ زاینہ ہزار شش یار

صدق مے ورز و صدق پیشہ بگیر — جانبِ صدق ہمیشہ بگیر

دیدۂ تو بصدق بکشاید — یار رفتہ بصدق باز آید

صادق آں ست کو بقلبِ سلیم — گیرد آں دیں کہ ہست پاک و قدیم

دیں ہمانا پست ملتِ اسلام — از خدائیکہ ہست علمش تمام

زیں کہ دیں از برائے آں باشد — کہ ز باطل بحق کشاں باشد

ایں چنین صفت ہست خاصۂ فرقاں — ہر اصولش موثق از برہاں

با براہین روشن و تاباں — مے نماید رہِ خدائے یگاں

من گر امروز سیم داشتمے — آں براہیں بزر نگاشتمے

اللہ اللہ چہ پاک دین است ایں	رحمتہ لعالمین است ایں
آفتاب ست و صواب ست ایں	بخدا بہ ز آفتاب ست ایں
ہے برآرد ز جہل و تاریکی	صد ہزاراں انوار فریبد و تزویکی
مینماید بطالبان رہ راست	راستی صد نشانہ خداست
گر ترا ہست بیم آں داور	ہیچ پیغمبر نخواہی یافت دگر
چوں بود بر تو خشت آں پاک	دیگرے از لعن و طعن خلق چہ باک
لعنت خلق سہل و آساں است	لعنت آں ست کو ز رحمان است

برکات الدعا صفحہ ۱

اے اسیر عقل خود و ہستی خود کم بناز	کیں سپہر بوالعجائب چند تو بسیار آورد
غیر راہ ہرگز منی باشد گذر در کوئے حق	ہر کہ آید از آسماں او را ز آں یار آورد
خود بخود فہمیدن قرآں گماں باطل است	ہر کہ از خود آورد او عجب و مردار آورد

ضیاء الحق صفحہ ۴۴

وحی حق برداز اشارات خداست	گر نفہمد جاہلے کج دل رواست
چشمہ فیض است وحی ایزدی	لیکن آں مشہد کہ باشد مہتدی
وحی قرآں رازہا دارد بسے	تشنگے باید کہ تا فہمد کسے

واجب آمد نسبت اندرین نخست
کار بے نسبت نمی آید درست

آں سعید کش ابوبکر است نام
نسبتے مے داشت با خیر الانام

زیں نشد محتاج تفتیش و راز
جان او شناخت روے پاک باز

ہست فرقے در نظرہا اے سعید
آنچہ ہاروں دید آں قاروں ندید

بودہا روں پاک و ایں کرمے پلید
کے بماند بایزیدے با یزید

گر نباشد نسبتے در جائیگاہ
ظلمتے در ہر قدم گیرد براہ

آں یکے رامہ عیاں پیش نظر
دیگرے را ابر کردہ کور و کر

آں نشستہ با نگارِ دلربا
ایں ز کوری نا در انکار و ابا

مہ نمی آید نظر در وقتِ ابر
ہمچنیں صدیق در چشماں گبر

اے برادر از تامل کن تلاش
ہاں مرو چوں تو سنے آہستہ باش

اے پئے تکفیر ما بستہ کمر
خانہ ات ویراں تو در فکرِ دگر

صد ہزاراں کفر در جانت نہاں
رو چہ نالی بہرِ کفرِ دیگراں

خیز و اول خویشتن را کن درست
نکتہ چیں را چشم می باید نخست

لعنتی گر لعنتے برما کند
او نہ بر ما خویش را رسوا کند

لعنتِ اہل جفا آساں بود
لعنت آں باشد کہ از رحماں بود

نعت

در دلم چو شد ثنای سروری — آنکه در خوبی ندارد همسری
هر که جانش عاشق یار ازل — آنکه روحش واصل آل و لبری
آنکه مجذوب عنایات حق است — همچو طفلے پرورید در بری
آنکه در جود و کرم بحر عظیم — آنکه در لطف اتم کیتا وری
آنکه در جود و سخا ابر بهار — آنکه در فیض و عطا یک خاوری
آل رحیم و رحم حق را آیتے — آل کریم و جود حق را مظهرے
آل نخ فرخ که یک دیدار او — زشت را سازد دلارا منظرے
آل ولے روشن که روشن کرده است — صد در دل تیره را چون اختری
آل مبارک پے که آمد ذات او — رحمتے زال ذات عالم پرورے
از حمد آخر زمان کز نور او — شد دل مردم ز خور تابان تری
از بنی آدم فزون تر در جمال — وز لآلی پاکتر در گوهرے
بر لبش جاری ز حکمت چشمه — در دلش پر از معارف کوثرے
بهر حق دانان ز خیرش بوئے یافت — ثانئے او نیست در بحر و برے

همیں چراغش داد حق کش تا ابد — نے خطر نے غم زبادِ صرصرے

پہلوانِ حضرتِ ربِ جلیل — بر میاں بستہ زشوکت خنجرے

تیرِ او تیزی بہر میداں نمود — تیغ او ہر جا نمودہ جوہرے

کردہ ثابت بر جہاں عجزِ بتاں — وا نمودہ زور آں یک قادرے

تا نماند بے خبر از زورِ حق — بت شناؤ بت پرست و بت گرے

عاشقِ صدق و سداد و راستی — دشمنِ کذب و فساد و ہر شرے

خواجۂ و مرعا جزاں را بندۂ — بادشاہ و بیکساں را چاکرے

ہمیں ترحما کہ خلق از وے پدید — کس ندیدہ در جہاں از مادرے

از شرابِ شوق جاناں بیخودے — در سرش بر خاک بنہادہ سرے

روشنی از وے بہر قومے رسید — نور او خورشید بر ہر کشورے

آیتے رحماں برائے ہر بصیر — حجتِ حق بہر ہر دیدہ وری

ناتواناں را برحمت دستگیر — خستہ جاناں را بشفقت غم خوری

حسن رویش بہ زماہ و آفتاب — خاکِ کوئش بہ زمشک و عنبرے

آفتاب و مہ چہ مے ماند بدو — در دلش از نورِ حق صد نیرے

یک نظر بہتر زعمرِ جاوداں — گر فتد کس را برآں خوش پیکرے

منکہ از حسنش ہمے دارم خبر
جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

یادِ آں صورت مرا از خود برد
ہر زماں مستم کند از ساغرے

مے پریدم سوئے کوئے او مدام
من اگر می داشتم بال و پرے

لالہ در سیجاں چہ کار آید مرا
من سرے دارم بآں رو دسرے

خوبیٔ او دامن دل میکشد
موکشانم مے برد زور آورے

دیدہ ام کو ہست نورِ دیدہا
در اثر مہرش چو مہرِ انورے

تافت آں روئے کزاں روشن شناخت
یافت آں درماں کہ بگزید آں درے

ہر کہ بنہاد او زد قدم در بحرِ دیں
کرد در اول قدم گم معبرے

اُمّی و در علم و حکمت بینظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے

آں شرابِ معرفت دادش خدا
کز شعاعش خیرہ شد ہر اخترے

شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم
جوہرِ انساں کہ بود آں مضمرے

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم بر پیغمبرے

آفتابِ ہر زمین و ہر زماں
رہبرے ہر اسود و ہر احمرے

مجمع البحرین علم و معرفت
جامع الاسمین ابر و خاورے

چشم من بسیار گرد دیدہ ندید
چشمۂ چوں دیں او صافی ترے

سالکاں را نیست غیر از وی امام — رہروانرا نیست جز او رہنما

جائے او جائیکہ طیر قدس را — سوزد از القوا سنا پر و پرے

آں خداوندش بما او آں شرع و دیں — کاں [illegible]

تافت اول بر دیار تازیاں — [illegible]

بعد زاں آں نور دین و شرع پاک — [illegible]

خلق را بخشید از حق کام دل — وا رہانید از کام اژدرے

یک طرف حیراں ز و شاہان وقت — یک طرف [illegible]

نے بعلمش کس رسید و نے بزور — در شکست تیغ ہر متکبرے

او چہ میدارد بمدح کس نیاز — مدح او خود فخر ہر مدحت گرے

ہست او در روضۂ قدس و جلال — ورنہ خیال ما دحاں بالاترے

اے خدا بر وے سلام ما رساں — ہم بر اخوانش ز ہر پیغمبرے

ہر رسولے آفتاب صدق بود — ہر رسولے بود مہر انورے

ہر رسولے بود ظل دیں پناہ — ہر رسولے بود با ملکے مقتدرے

گر بدنیا نامدے ایں خیل پاک — کار دیں ماندے سراسر ابترے

ہر کہ شکر بعثشان نارد بجا — ہست او آلائے حق را کافرے

آں همه از یک صدف صد گوهرند — متحد در ذات و اصل گوهرے

اُمتے هرگز نبوده در جهاں — کاندر آں نامد پیمبر منذرے

اوّل آدم آخرِ شاں احمد است — اے خنک آنکس که بیند آخرے

انبیا روشن گهر هستند لیک — هست احمد زاں همه روشن ترے

آں همه کانِ معارف بوده اند — هر یکے از راهِ موے مخبرے

هر که را علمے ز توحیدِ حق است — هست اصلِ علمش از پیغمبرے

آں رسیدش از رهِ تعلیم ها — گو شود اکنوں ز بخوت منکرے

هست قوم کج رو و ناپاک رائے — آنکه زیں پایه کاں همی پیچد سرے

دیدهٔ شاں روئے حق هرگز ندید — بس سیه کردند روئے دفترے

شورِ بختی هائے بخت شاں ببیں — ناز بر چشم و گریباں از خورے

چشم گر بودے غنی از آفتاب — کس نبودے تیره بیں چوں شپرے

هر که کور است و براهش صد مغاک — وائے بروئے گر ندارد رهبرے

قوم دیگر را چنیں رائے رکیک — در نشسته از جهالت در سرے

کاں خدا ملکے دگر اندر جهاں — از دیارِ شاں ندیده خوشترے

هم گر روئے چو روئے خوبشاں — نامدش خوب طبع و خاطرے

لاجرم از ابتدا ایشں تا ابد
ماند و خواہد ماند آنجا بستہ ے

ملک دیگر گرچہ میرد در ضلال
مے نگردد زو کسے مستنفسر ے

دادمر یک ذرہ قومے را کتاب
ترک کردہ صد ہزاراں معشر ے

چوں بروز ابتدا تقسیم کرد
در میانِ خلق از خیر و شر ے

راستی در حصۂ ایشاں فتاد
دیگراں را کذب شد آبشخور ے

قولِ شاں این ست کاندر غیرِ شاں
آمدہ صد کاذب و حیلت گر ے

لیک نامد نزد ِشاں یک نیز ہم
آنکہ بودے از خدا دیں گستر ے

آنکہ ایشاں را نمودے راہِ حق
در کشودے کذب ہر کذب آور ے

تا شدے دادار را حجت تمام
بر سرِ ہر مسلم و متنصر ے

الغرض نزد یک شاں دادار پاک
ہست ظالم تر ز ہر ظالم تر ے

گو گذارد عالمے را در ضلال
مبتلا در پنجۂ ہر ماکر ے

خود ہمے دارد بیک قومے مدام
ہمچو شیدا ے کسے میل دسے ے

اینچنیں پر حمق را ے این قوم را
حمق دیگر اینکہ بر وے فاخر ے

عاقبت این را نئے شت و بد خیال
کرد ایشاں را عجب کور و کر ے

چشم پوشیدند از صد چشمۂ
سرنگوں گشتند بر یک آخور ے

سخت ورزیدند کین انبیا — الاماں از کین ہر متکبرے
آنچہ کین شاں بپاکاں ثابت است — از شیاطیں کس ندارد باورے
حزبو داند حماقت بے نظیر — لیک ایشاں را بہر موصد خرے
نے سر تحقیق دارند و ثبوت — نے زنند از صدق پا پر معبرے
نے دوائے را شناسند از اثر — نے درختے را شناسند از برے
نے ز کس پرسند از روے نیاز — نے بصرف فکر خود متفکرے
نے بدل پروائے این تفتیش را — کز ہمہ دیں ہا کدامیں بہترے
بر یکے مائل عدد صد ہزار — فارغ از فرق اقل و اکثرے
نے بدل خوف خدائے کردگار — نے بخاطر بیم روز محشرے
تیرہ جاناں دیدہ ہا را دوختہ — سوختہ در کیں دری چوں اژدرے
دیدہ و دانستہ از حق فاصلند — دل نہادہ در جہان نادرے
از براے حق تراشیدہ ز جہل — دائما در خانۂ خود منبرے
آنخدائے شاں عجب باشد خدا — کو تغافل داشت از ہر کشورے
بہر الہام آمدش دایم پسند — یک زباں یک خطۂ کوتہ ترے
اینچنیں را اے کجا باشد درست — کے خرد گردد بسویش رہبرے

کے گمانِ بد کند بر نیکواں
آنکہ باشد نیک و نیکو محضرے

ماہ را گفتن کہ چیزے نیست ایں
ہست و شنامے نہ زیبا فزوں ترے

کور گر گوید کجا ہست آفتاب
میشود در کوری اش رسوا ترے

در خورِ تاباں بکن شک و گماں
تا ملامت را نہ گردی در خورے

گر خدا خواہی چرا کج میروی
چوں نمے ترسی ز قہرِ قاہرے

چوں نمے ترسی ز روزِ باز پرس
چوں نہ ترسی از حضورِ داورے

فترائے شاں چساں گشتت یقیں
یا خدایت وانمودہ دفترے

نورِ شاں یک عالمے را در گرفت
تو ہنوز اے کور در شور و شرے

لعلِ تاباں را اگر گوئی کثیف
زیں چہ کاہد قدرِ روشن جوہرے

طعنہ بر پاکاں نہ بر پاکاں بود
خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

بغض با مردانِ حق نامردی است
آں مبشر باشد کہ باشد بے شرے

وانکہ در کینِ کراہت سخت است
نفس دوں را ہست صیدِ لاغرے

صد مراتب بہ ز چشمِ اہلِ کیں
چشمِ نابینا و کور و اعورے

بر سرِ کین و تعصب خاک باد
ہم بفرقِ کیں وراں خاکسترے

جز بپابندئے حق بندِ دگر
ورنہ گیرد با خدائے اکبرے

ما ہمہ پیغمبراں را چاکریم — ہمچو خاکے اوفتادہ بر درے

ہر رسولے کو طریقِ حق نمود — جانِ ما قرباں بر آں حق پرورے

اے خداوندم بہ خیلِ انبیاء — کش فرستادی بہ فضلِ اوغرے

معرفت ہم دہ چو بخشیدی دلم — مے بدہ زاں سا کہ دادی ساغرے

ایخداوندم بنام مصطفےٰ — کش شدی در ہر مقامے ناصرے

دستِ من گیر از رہِ لطف و کرم — در مہمم باش یار و یاورے

تکیہ بر زورِ تو دارم گرچہ من — ہمچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

مدح

چوں بسمن آید تمنائے سرورِ عالی تبار — عاجز از مدحش زمین و آسمان و ہر دو دار

آں مقامِ قرب کو دارد بدلدارِ قدیم — کس نداند شان آں از واصلانِ کبریا

آں عنایتہا کہ محبوبانِ ازل دارد بدو — کس بخوابے ہم ندیدہ مثلِ آں اندر دیار

سرورِ خاصانِ حق شاہِ گروہِ عاشقاں — آنکہ روشن کرد طے ہر منزلِ وصلِ نگار

آں مبارک پے کہ آمد ذات با آیاتِ او — رحمتے زاں ذات عالم پرور و پروردگار

آنکہ دارد قربِ خاص اندر جنابِ پاکِ حق — آنکہ شانِ او نفہمد کس نہ خاصانِ کبار

احمدِ آخر زماں کو اولیں را جائے فخر — آخریں را مقتدا و ملجا و کہف و حصار

هست درگاهِ بزرگش کشتیِ عالم پناه
کس نگردد روزِ محشر جز پناهش رستگار

از همه چیزے فزون تر در همه نوعے کمال
آسمان پیشِ اوجِ همتش ذرّه وار

مظهرِ نورے که پنهان بود از عهدِ ازل
مطلعِ شمسے که بود از ابتدا در استتار

صدرِ بزمِ آسمان و حجّة الله بر زمین
ذاتِ خالق را نشانے بس بزرگ و استوار

هر یک و تارِ وجودش خانهٔ یارِ ازل
هر دمِ هر ذرّه اش پُر از جمالِ دوستدار

حسنِ رویے او بہ از صد آفتابِ بی حجاب
خاکِ کویے او بہ از صد نافهٔ مشکِ تتار

هست او از عقل و فکر و وهم و دم دورتر
کے مجالِ فکرتش آن جا نیابد اکتنار

روحِ او در گفتنِ قولِ بلے اوّل کسے
آدمِ توحید و پیشِ از آدمش بیند یار

جانِ جود و داد و مهر و خلقِ خدا در فطرتش
جانِ شادِ خستهٔ جانانِ مسکیناں را غمگسار

اندر آں وقتیکه دنیا پُر ز شرک و کفر بود
هیچکس را خون نشد دل جز دلِ آں شهریار

هیچکس از خبثِ شرک و رجسِ بت آگه نشد
این خبر شد جانِ احمد را که بود از عشق زار

کس چه داند کز ازل تا را چه باشد خیر
کاں شفیعے کرد از بهرِ جهاں در کنجِ غار

من نمی دانم چه در وے بود تا در وے محمے
کاندراں غارے درآورد و شش حزبِ دغا را

نے ز تاریکی توحش نے ز تنهائی هراس
نے ز مردن غم نه خوف کرد و نے بیم از یار

کشتهٔ قوم و فدائے خلق و قربانِ جهاں
نے بسیجِ خویش مسلیں نے بہ نفسِ خویش کار

نعره ها پُر درد میزد از پئے خلقِ خدا
شد تضرع کار او پیشِ خدا لیل و نہار

سخت شورے بر فلک افتاد زاں عجز و دعا
قد سیاہ از اشک چشم از غم آں اشکبار

آخر از عجز و مناجات و تضرع کردنش
شد نگاہِ لطفِ حق بر عالمِ تاریک و تار

در جہاں از معصیتہا بود طوفانِ عظیم
بود خلق از شرک و عصیاں کور و کر در ہر دیار

ہمچو وقتِ نوح دنیا بود پر از ہر فساد
ہیچ دل خالی نبود از ظلمت و گرد و غبار

مر شیاطین را تسلط بود بر ہر روح و نفس
پس تجلی کرد بر روحِ محمدؐ گردگار

منتِ او بر ہمہ مسلم و سیاہی ثابت است
آنکہ بہرِ نوعِ انساں کرد جانِ خود نثار

یا نبی اللہ تو ہم خورشید رہ ہائے ہدیٰ
بے تو نارد رو براہے عارفِ پرہیزگار

یا نبی اللہ لبِ تو چشمہ حیواں بود راست
یا نبی اللہ تو ئی در راہِ حق آموزگار

آں یکے جوید حدیثِ پاک تو از زید و عمر
وآں دگر از خود دہانت بشنود بے انتظار

زندہ آں شخصے کہ نوشد جرعہ از چشمہ ات
زیرک آں مردیکہ کرد است اتباعت اختیار

عارفاں را منتہاے معرفت علمِ تو ست
صادقاں را منتہاے صدق بر عشقت قرار

بے تو ہرگز دولتِ عرفاں نمی یابد کسے
گرچہ میرد در ریاضت ہا و جہدِ بیشمار

تکیہ بر اعمالِ خود بے عشقِ ربِ ایلہی است
غافل از رویت نبیند روے نیکی زینہار

در دمے حاصل شود نورے ز عشقِ روئے تو
کاں بنا شد سالکاں را حاصلِ اندر روزگار

از عجائبہائے عالم ہر چہ محبوب و خوش است
شان آں ہر چیز بینم در وجودت آشکار

خوشتر از دوران عشق تو نباشد ہیچ دور
خوبتر از وصف و مدح تو نباشد ہیچ کار

منکہ رہ بردم بخوبیہائے بے پایان تو
جاں گدازم مہر تو گر دیگرے خدمتگذار

ہر کسے اندر نماز خود دعاے مے کند
من دعاہائے بر دوبار تو اے باغ بہار

یا نبی اللہ فداے ہر سر موئے تو ام
وقف راہ تو کنم گر جاں دہندم صد ہزار

اتباع و عشق رویت از رہ تحقیق چیست
کیمیاے ہر دلے اکسیر جان ہر فگار

دل اگر خونیست از بہرت چہ چیز است آندلے
در نثار تو نگردد جاں کجا آید بہ کار

دل نمیتر سد بمہر تو مرا از موت ہم
پائدار یہا ببیں خوش میروم تا پائدار

راغب اندر رحمت یا رحمۃ اللہ آمدیم
ایکہ چوں ما بر در تو صد ہزار امید وار

یا نبی اللہ نثار روئے محبوب تو ام
وقف راہت کردہ ام این سر کہ بر دوش ست بار

تا من نور رسول پاک را بنمودہ اند
عشق او در دل ہمی جوشد چو آب از آبشار

آتش عشق از دم من ہیچو برقے مے جہد
یکطرف ای ہمدمان خام از گرد و جوار

بر سر وجد ست دل تا دید روے او بخواب
ای برآں روے و سرش جاں او سر در دیم نثار

صد ہزاراں یوسفے بینم دریں چاہ ذقن
وآں مسیح ناصری شد از دم او بیشمار

تاجدار ہفت کشور آفتاب شرق و غرب
بادشاہ ملک و ملت ملجا ہر خاکسار

کامران آنذل کہ زد در راہ او از صدق گام
نیکبخت آں سر کہ میدارد سر آں شہسوار

یا نبی اللہ جہاں تاریک شد از کفر و شرک
وقت آں آمد کہ بنمائی رخ خورشید وار

بینم انوار خدا در روے تو اے دلبرم
مست عشق روئے تو بینم دل ہر ہوشیار

اہل دل فہمند قدرت عارفاں دانند حال
از دو چشم شیر ان پنہاں خور نصف النہار

ہر کسے دارد ہوسے یا دلبرے اندر جہاں
من فدائے روے تو اے دلستان گلعذار

از ہمہ عالم دل اندر روے خوبت بستہ ام
بر وجود خویشتن کردم وجودت اختیار

زندگانی چیست جاں کردن براہ تو فدا
رستگاری چیست در بند تو بودن صید وار

تا وجودم ہست خواہد بود عشقت در دلم
تا دلم دوران خوں دارد بہ تو دارد مدار

یا رسول اللہ بر و بیت عہد دارم استوار
عشق تو دارم ازاں روزیکہ بودم شیر خوار

ہر قدم کاندر رکاب حضرت بچوں زدم
دیدمت پنہاں معین حامی و نصرت شعار

در دو عالم بستہ دارم ہوا ز بس بزرگ
پرورش دادی مرا خود ہمچو طفلے در کنار

یاد کن وقتیکہ در کشفم نمودی شکل خویش
یاد کن ہم وقت دیگر کامدی مشتاق وار

یاد کن آں لطف و رحمتہا کہ با من داشتی
وآں شمار رحمتہا کہ میدادی مرا از کردگار

یاد کن وقتے چو بنمودی بہ بیداری مرا
آں جمالے آں رخے آں صورتے بے شک بہار

آنچہ مارا اندرون شیخ شوخ آزار رسید
یا رسول اللہ بپرس از عالم ذوالاقتدار

حالِ وشوخیِ این دو شیخ بدزبان — جملہ میداند خدائے حالِ دان و بردبار

نامِ من و حالِ و خصالِ و کافرے بنہادہ اند — نیست اندر زعمِ ایشاں چوں من پلید و زشت و خوار

بیکسے را بر منِ مظلوم و غمگیں دل نسوخت — جز تو کاندر خوابہا رحمت نمودی بارہا بر

ہاں خداوندِ کریم و دلبرِ محبوبِ من — دادِ دو عالم میدہد تسکیں مرا چوں غمگسار

صبر کردیم از عنایاتش بر صد ضربِ دوشت — سر ور چشمے نیاید تا نمی گردد غبار

ایکہ تکفیرِ مسلماناں کنی از بخل و کیں — شرمسار آید از خدائے عادل و دانا و ستار

سہل باشد از زبانِ خویش تکفیرِ کسے — مشکل افتد آنزماں چوں بر سد ندائے کردگار

کلمہ گویاں را چرا کافر منی نام اے اخی — گر تو داری خوفِ حق زیں کفرِ خود بردار

پیرِ گشتی خلق را پیرانہ دانی ہنوز — ایزدت بخشد چو پیراں صدق و سوز و اعتبار

گر کنی تکفیرِ قومِ خود چہ کارے کردہ — رد اگر مردی جہودے را باسلام آر

چوں نسیمِ صبحِ محشر پردہ بردارد ز کار — کیست کافر کیست مومن خود بگردد آشکار

گر خردمندی برو کن فکرِ نفسِ خود بخست — لاف ایماں خود چہ چینے نورِ ایماں را بیار

چند بر تکفیر نازی چند استہزا کنی — رو بایمانِ خود و ما را بکفرِ ما گذار

لے ز فردوسی حکایت کن نہ از آلامِ نار — کز غمِ دینِ محمدؐ مے زیم شوریدہ وار

اندر آں وقتے کہ یاد آید مہمِ دیں مرا — بس فراموشم شود ہر عیش و رنجِ ہر دو دار

عجب نوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

ز ظلمتها دلے آنگہ شود صاف
کہ گردد از محبانِ محمدؐ

عجب دارم دل آن ناکسان را
کہ روتابند از خوانِ محمدؐ

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

خدا زاں سینہ بیزارست صد بار
کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا خود سوزد آں کرم دنی را
کہ باشد از عدوانِ محمدؐ

اگر خواہی نجات از مستی نفس
بیا در ذیلِ مستانِ محمدؐ

اگر خواہی کہ حق گوید ثنایت
بشو از دل ثنا خوانِ محمدؐ

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

سرے دارم فدائے خاکِ احمدؐ
دلم ہر وقت قربانِ محمدؐ

بگیرد وے رسول اللہ کہ ہستم
نثارِ روئے تابانِ محمدؐ

دریں رہ گر کشندم در بسوزند
نتابم رو ز ایوانِ محمدؐ

بکارِ دیں نترسم از جہانے
کہ دارم زیب ایمانِ محمدؐ

بسے سہلست از دنیا بریدن
بیادِ حسن و احسانِ محمدؐ

فدا شد در رہش ہر ذرۂ من
کہ دیدم حسن پنہانِ محمدؐ

دگر استاد را نامے ندانم — کہ خواہندم در و بستانِ محمدؐ
بدیگر دلبرے کارے ندارم — کہ ہستم کشتۂ آنِ محمدؐ
مرا آں گوشۂ چشمے بباید — نخواہم ہیچ از گلستانِ محمدؐ
دلِ زارم بہ پہلویم مجوئید — کہ بستیمش بدامانِ محمدؐ
من آں خم شمرغانِ قدسم — کہ دارد جابہ بستانِ محمدؐ
تو جانِ ما منور کردی از عشق — فدایت جانم اے جانِ محمدؐ
دریغا گر دہم صد جاں درین راہ — نباشد نیز شایانِ محمدؐ
چہ ہیبتہا بداد ند ایں جواں را — کہ ناید کس بہ میدانِ محمدؐ
الا اے دشمنِ نادان و بے راہ — بترس از تیغِ بُرانِ محمدؐ
رہِ موئے کہ گم کردند مردم — بجو در آل و اعوانِ محمدؐ
الا اے منکر از شانِ محمدؐ — ہم از نورِ نمایانِ محمدؐ
کرامت گرچہ بے نام و نشان است — بیابنگر ز غلمانِ محمدؐ

دیگر

مصطفیٰؐ را چوں فروتر شد مقام — از مسیح ناصری اے طفلِ خام
آنکہ دست پاک او دستِ خداست — چوں تواں گفتن کہ از روحش جداست

آنکہ ہر کردار و قولش دین ماست | یک دم از جبریل بُعدش چوں رواست
بر امامِ انبیا ایں افترا | چوں نمے ترسید از قہرِ خدا

دیگر

شانِ احمد را کہ داند جز خداوندِ کریم | آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
زاں نمط شد محو در بحرِ کمالِ اتحاد | پیکرِ او شد سراسر صورتِ ربِ رحیم
بوئے محبوبِ حقیقی میدمد زاں روئے پاک | ذاتِ حقانی صفاتش مظہرِ ذاتِ قدیم
گرچہ ہنسوئم کند کس سوئے الحاد و ضلال | چوں دلِ احمد نمی بینم دگر عرشِ عظیم
منت ایزد را کہ من بر غمِ اہلِ روزگار | صد بلا ہا میخرم از ذوقِ آں عینُ النعیم
از عنایاتِ خداوند و فضلِ آلِ اطہارِ پاک | دشمنِ من عو نیائم بہرِ عشقِ آں کلیم
آں مقامِ اولیت خاصش کہ بر من شد عیاں | گفتمے گر دیدمے طبعے دریں راہِ سلیم
در رہِ عشقِ محمد ایں سر و جانم رود | ایں تمنا ایں دعا ایں در دلم عزمِ صمیم

مدح

رہبرِ ما سیدِ ما مصطفےٰ است | آنکہ ندیدست نظیرش سروش
آنکہ خدا مثلِ رخش نا فرید | آنکہ رہش مخزنِ ہر عقل و ہوش
دشمنِ دیں حملہ بر و میکند | حیف بود گر ننشینم خموش

چوں سخن سفلہ بگوشم رسید
در دلِ من خاست چو محشر غروش

چند توانم کہ شکیبے کنم
چند کند صبر دل زہر نوش

آں نہ مسلمان تبر از کافر است
کش نبود از پئے آں پاک جوش

جاں شود اندر رہِ ما پیش فدا
مژدہ ہمیں است گر آید بگوش

سر کہ نہ در پائے عزیزش رود
بار گراں است کشیدن بدوش

منہ

ہر کہ تف افگند بہ مہرِ منیر
ہم بر ویش فتد تفِ تحقیر

تا قیامت تف است بر رویش
قدسیاں دور تر زند بو بیش

مرثیہ

بیکسے شد دینِ احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کارِ خود با دینِ احمد کار نیست

ہر طرف سیلِ ضلالت صد ہزاراں تن بود
حیف بر چشمیکہ اکنوں نیز ہم ہشیار نیست

اے خداوندانِ نعمت اینچنیں غفلت چرا است
یا خود از خوابید یا خود بختِ دیں بیدار نیست

اے مسلمانان خدارا یک نظر بر حالِ دیں
آنچہ می بینم بلا ہا حاجتِ اظہار نیست

آتش افتاد است در خرمن بخیز اے بیدلاں
دیدنش از زور کار مردم دیندار نیست

ہر زماں اندر سپہر دیں دو خون دلِ من می تپد
محرمِ ایں دردِ ما جز عالمِ اسرار نیست

آنچہ بر ما میرود از غم کہ داند جز خدا
زہر مینوشیم لیکن زہرہ گفتار نیست

ہر کسے غمخوار سے اہل و اقارب میکند
ایدریغ این یکسے را ہیچکس غمخوار نیست

خونِ دین ہم میرود چوں کشتگان کربلا
اے عجب این مردماں را مہر آں دلدار نیست

حیرتم آید چو بینم بذلِ شاں در کارِ نفس
کاین ہمہ جود و سخاوت در رہِ دینار نیست

ایکہ داری مقدرت ہم عزم تائیداتِ دیں
لطف کن بر ما نظر بر اندک و بسیار نیست

بیکسے چوں در خاک و خوں غلطد ز جورِ ناکساں
آنکہ مثلِ او بزیرِ گنبد دوار نیست

اندریں وقتِ مصیبت چارہ ما بیکساں
جز دعائے با مداد و گریہ اسحار نیست

ایخدا ہرگز مکن شاد آں دلِ تاریک را
آنکہ او را فکرِ دینِ احمدِ مختار نیست

اے برادر پنجروزہ ایام عشرت ہا بود
واپسا عیش و بہارِ گلشن و گلزار نیست

مرثیہ

می سزد گر خون بما بارد دیدہ ہر اہلِ دیں
بر پریشان حالیٔ اسلام قحط المسلمیں

دینِ حق را گر دشی آمد صعبناک و سہمگیں
سخت شورے اوفتاد اندر جہاں از کفر و کیں

آنکہ نفسِ اوست از ہر خیر و خوبی بی نصیب
میتراشد عیبہا در ذاتِ خیر المرسلیں

آنکہ در زندانِ ناپاکی ست محبوس و اسیر
ہست در شانِ امامِ پاکبازاں نکتہ چیں

تیر بر معصوم یار و خبثِ بد گہر
آسماں را می سزد گر سنگ بارد بر زمیں

پیشِ چشمانِ شما اسلام در خاک اوفتاد
چیست عذرے پیشِ حق اے مجمع المتنعمیں

ہر طرف کفر ست جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدیں

مردمِ بیمقدرت مشغول عشرتہائے خویش
خورم و خنداں نشستہ با تبانِ ناز نیں

عالمے زار و نزار و شب بہم فریاد از جوشِ نفس
زاہدانِ غافل سرمست از خمرِ وزہائے دیں

ہر کسے از بہرِ نفسِ دوں خود طرفے گرفت
طرفِ دیں خالی شد و ہر دشمنے جست از کمیں

اے مسلمانان چہ آثارِ مسلمانی ہمیں است
ویں چنیں ابتر شما در جبہۂ دنیا بریں

کاخِ دنیا را چہ استحکام در چشمِ شماست
یا مگر از دانہ کردید موتِ اولیں

دورِ موت آید قریب اے غافلاں فکرش کنید
دورِ مے تا کے بخوبانِ لطیف و مہ جبیں

نفسِ خود را بستۂ دنیا مدارا ہوشمند
ورنہ تلخیہا ببینی وقتِ انفاسِ پسیں

دل نہ دادہ لا یبدل دارے کہ حسنش دایم است
تا سرورِ دائمی یابی ز خیر المحسنیں

آں خمارِ مستیِ کہ او دیوانہ راہش بود
ہوشیارے آنکہ مست روئے آں یارِ حسیں

ہست جامِ عشقِ او آبِ حیاتِ لا زوال
ہر کہ نوشید است او ہرگز نمیرد بعد ازیں

اے برادر دل منہ در دولتِ دنیائے دوں
زہر خونریز است در ہر قطرہ ایں انگبیں

تا توانی جہد کن از بہرِ دیں با جان و مال
تا ز رب العرش لبی خلعتِ صد آفریں

از عمل ثابت کن آں نورے کہ در ایمان تست
دل چو دادی ہیچ سیفے را رہِ کتماں مگیر

یا دوا یا میکنا این دیں مرجع ہر کیش بود
عالمے را وارہا نید از رہ دیو لعیں

ہر زمیں گستر و ظلِ تربیت از نورِ علم
یا ہے خود مے نوز عزو جاہ چتر سریں

ایں نہ مانند اچناں آمد کہ ہر این الجدول
از سفاہت مے کند تکذیب ایں آئینیں

صد ہزاراں اللہیاں از دیں بروں انداخت
صد ہزاراں جاہلاں گشتند حمید الماکریں

بر مسلماناں ہمہ ادبار زیں او فتاد
کز پے دیں ہمت شاں نیست با غیرت قریں

گر بگیرد خلقے از راہِ دینِ مصطفےٰ
از رہِ غیرت نمی جنبند ہم مثلِ جنیں

فکرِ ایشاں غرق ہر دم در رہِ دنیا دوں
مالِ ایشاں غارت اندر راہِ نسواں و بنیں

ہر کجا در مجلسے فسق است ایشاں صدر شاں
ہر کجا ہست از معاصی حلقۂ ایشاں نگیں

باخبر لیات آشنا بیگانہ از لوثے ہوائے
نفرت از ارباب دیں یا مبر پرستاں غرشیں

رو بگردانید دل از ے کہ صدق اخلاص داشت
چون نہ مد اندر دلِ ایں قوم صدق الخاصیر

آں نشاں دولت و اقبال ایشاں در گزشت
شومیٔ اعمالِ شاں آورد ایامے چنیں

از رہِ دیں چوں دری آمد عرج اندر نخست
باز چوں آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں

یا الٰہی باز کے آید ز تو وقتِ مدد
باز کے بینم آں فرخندہ ایام و سنیں

ایں دو فکرِ دیں احمائے مغز جانِ ما گداخت
کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصار دیں

ایخدا از دو آور ما آبِ نصرتہا بما
یا مرا بردار یا رب نیں مقامِ آتشیں

اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر
گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

چوں مرا بخشید و صدق اندریں سوز و گداز
نیست امیدم کہ ناکامم بمیرانی دریں

کاروبارِ صادقاں ہرگز نماند ناتمام
صادقم زادستِ حق باشد نہاں در آستیں

فریاد اہل اسلام

دردا کہ حسنِ صورتِ فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں مگر اثرِ عارفاں نماند

سردم طلب کنند کہ اعجاز آں کجاست
صد دور و صد دریغ کہ اعجاز داں نماند

کوریم و از کمالِ تغافل بچشمِ ما
آنروئے خوب و گیسوئے عنبر فشاں نماند

بینم کہ ہر یکے بہ غمِ نفس مبتلاست
کس را غمِ اشاعتِ فرقاں بجاں نماند

یوسف شنیدہ ام کہ شدش کاروان معین
ایں یوسفے کہ ہیچکسش کاروان نماند

جانم کباب شد ز غمِ ایں کتابِ پاک
چنداں بسوختم کہ خود امید جان نماند

دوش اندکے مرا بخیالے شکیب بود
امشب مپرس حال کہ تابِ تواں نماند

اے سید الورے مددے وقت نصرت است
در بوستاں سرائے تو کس با عنباں نماند

صد بار رقصہا کنم از خورمی اگر
بینم کہ حسنِ دلکشِ فرقاں نہاں نماند

در رنج و درد مے گزرانیم روزگار
یارب ترحمیکہ دگر مہرباں نماند

یارب چہ بہر من غمِ فرقاں مقدر است
یا خود دریں زمانہ کسے رازداں نماند

دیدم کہ زاہدان رہ فرقاں گذاشتند
ناچار در دلم اثر مہر شاں نماند

اے خواجہ پنج روز بود لطف زندگی
کس از پئے مدام درین خاکداں نماند

امروز گر دل از پئے قرآں نسوزدت
عذرے دگر ترا بجناب یگاں نماند

بگذار در مثنوی و شغل غزل و شعر
این خود چہ چیز ہست اگر قدر آں نماند

در خادماں نشینی و صد ناز مے کنی
آنرا کہ سید است کس از خادماں نماند

خلق از برائے شوکت دنیا چہا کنند
درد اکہ مہر کعبہ چو مہر بتاں نماند

اے بیخبر بخدمت فرقاں کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

قصیدۂ الہامیہ

جائے کہ از مسیح و نزولش سخن رود
گویم سخن اگرچہ ندارند باورم

کاندر دلم دمید خداوند کردگار
کاں برگزیدہ راز رہ صدق مظہرم

موعودم و بجلیۂ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

رنگم چو گندم است و بمو فرق بین است
زانساں کہ آمدست در اخبار سرورم

ایں مقدمہ نہ جائے شکوک است و التباس
سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

از کلمۂ منارہ شرقی عجب مدار
چوں خود ز مشرق است تجلی نیرم

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسے کجاست تا بنہد پا بمنبرم

آنرا کہ حق بجنت خلدش مقام داد — چون بر خلافِ وعدہ بروں آرد از درم

چون کلک فرازِ ستم ہر پرستد مسیح را — غیرت دہی خدا بسرش کرد ہمسرم

رو یک نظر بجانبِ فرقان نگر کہ تا — بر تو منکشف شود ایں راز مضمرم

یارب کجاست محرم رازِ مکاشفات — تا نور باطنش خبر آرد ز مخبرم

آں قبلہ رو نمود و بگیتی بجا رہم — بعد از ہزار و سہ کہ بت افگند در حرم

جوشید آں چناں کرمِ منبعِ فیوض — کامد ندائے یار ز ہر کوے و معبرم

اے معترض بخوفِ الٰہی صبور باش — تا خود خدا عیاں کند آں نور اخترم

آخر نخواندہ کہ گمانِ بد کنید — چوں میروی بروں حدودش برادرم

بر من چرا کشی تو چنیں خنجرِ زباں — از خود نیم ز قادرِ ذوالمجد اکبرم

ماموم و مرا چہ دریں کار اختیار — رو ایں سخن بگو بخداوند آمرم

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تپر — از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

حکم ست از آسمان نہ ہمیں میرسانمش — گر نشنوم نگویمش آں را کجا برم

اے قوم من بگفتہ من تنگدل مباش — زاول چنین مخوش ببیں تا چہ باجرم

من خود نگویم ایں کہ بلوحِ خدا ہمیں ست — گر طاقت ست محو کن آں نقش دلورم

در تنگنای حیرت و فکرم ز قوم خویش
یارب عنایتیکه ازین فکر مضطرم

تے چشم ماندہ است نہ گوش و نہ نور دل
جز یکزبان ششاں کہ نیرزد بیک درم

بگفتم ز نوع عبادت شمردہ اند
در چشم شاں پلید تر از ہر مزورم

اے دل تو نیز خاطر ایشاں نگاہدار
کافر کنند دعوے حب پیمبرم

اے منکر پیام و سروش و ندائے حق
از من خطا مبیں کہ خطا در تو بنگرم

جانم گداختاز غم ایمانت اے عزیز
دیں طرفہ تر کہ من بگمان تو کافرم

خواہی کہ روشنت شود احوال صدق ما
روشندلی بخواہ ازاں ذات ذوالکرم

گوش دلم بجانب تکفیر کس کجاست
من مست جامہائے عنایات دلبرم

از طعن دشمناں خجلے چوں شود مرا
کاندر خیال دوست بخواب خوش اندرم

من میزبم بوحی خدا کہ با من است
پیغام اوست چوں نفس روح پرورم

من بخت بردہ ام بعمارات یار خویش
دیگر خبر مپرس ازیں تیرہ کشورم

شمس حق تابروی دل من دمید شد
مہرش شد است رہبر دیں مہر انورم

راز محبتے کہ من دارم فاش گر شدے
بسیار تن کہ جاں نبرد از تنے بدرم

ابنائے روزگار ندانند راز من
من نور خود نہفتہ ز چشمان بشرم

بعد از رہم آنچہ پسندند ہیچ نیست
بد قسمت آنکہ در نظرش ہیچ محترم

هر لحظه می خوریم ز جامِ وصالِ دوست
هر دم انیس یا علی رغمِ منکرم

باد بهشت بر دلِ پُر سوزِ من وزد
صد نکهتِ لطیف دهد در دو محرمم

بلبل بوصفِ حسنِ تو سازد زبان به من
من هر زمان ترانه یادش مسطرم

کارم ز قربِ یار بجائے رسیده است
کانجا ز فهم و دانش اغیار برترم

پایم ز لطفِ یار بجنبت خزیده است
وز فضلِ آن حبیب بهشت است یاورم

جوشش حجابش که بوقت دعا بود
زان گونه زاریم نشنیده ست داورم

هر سو که طرفِ رنجِ آن یار بنگرم
آن دلبرے کجاست که آید بخاطرم

ای حسن بیتِ یار گه بخزانه اندیه
تا بیند هر که از بهر خاک بگذرم

گر خونِ شصت دل ز غم و درد شاخ شد
هست از نوند سرو بوقتِ خرام بارِ غمم

هر شب هزار غم من آید ز درد قوم
یارب بجانِ شاخشِ ازین بار برترم

یارب بآبِ چشمِ من این کسل شان بشو
کامروز تر شده است ازین در دلبرم

دریاب چونکه آب ز بهرِ تو ریختم
دریاب چونکه جز تو تمنا نداشتم

تا ریکیے غموم بآخر نمے رسد
این شب مگر تمام شود روزِ محشرم

دل خون شده است از غمِ این قوم ناشناس
وز عالمان کج که گرفتند چنبرم

گر علم خشک کوری باطن ره ندے
هر عالم و فقیه شدے همچو چاکرم

بر سنگ میکند اثر این منطقم مگر
بے بہرہ این کسان ز کلام موثرم

علم آن بود کہ نور فراست رفیق اوست
این علم تیرہ را بہ پشیزے نمیخرم

امروز قوم من نشناسد مقام من
روزے بگریہ یاد کند وقت خوشترم

اے قوم من بصبر نظر سوے غیب دار
تا دست خود بعجز ز بہر تو نگسترم

گر ہمچو خاک پیش تو قدرم بود چہ باک
چوں خاک نیستم کہ از خس و خاشاک کمترم

لطف و فضل او کہ نواز د وگرنہ من
کرمم نہ آدمی صدفاستم نہ گوہرم

از انگبین دوست او دلم از غیر خود کشید
گوئی گہے نبود و گر در تصورم

بعد از خدا بعشق محمد مخرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

ہر تار و پود من بسرا پد بعشق او
از خود تہی و از غم آن دلستان پرم

من در حریم قدس چراغ صداقتم
دستش محافظ است ز ہر باد صرصرم

ہر دم ہلاک شہادت صد قوم میدہد
زینم کدام غم کہ ز میں گشت منکرم

واللہ کہ ہمچو کشتی نوحم ز کردگار
بیدولت آنکہ دور بماند ز لنگرم

این آتشے کہ دامن آخر زمان بسوخت
از بہر چارہ اش بخدا نہر کوثرم

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہمم ز حق و ز خداوند مسندرم

یارب بخواریم نظرے کن بلطف و فضل
جز دست رحمت تو وگر کیست یاورم

جانم فدا شود برہ دین مصطفےٰ | این ست کام دل اگر آید میسرم

حجۃ اللہ صفحہ ۱

سخن نزدم مراں از شہریارے | کہ ہستم بر درے امیدوارے
خداوندیکہ جاں بخشش جہان است | بدیع و خالق و پروردگارے
کریم و قادر و مشکلکشاے | رحیم و محسن و حاجت برآرے
فتادم بر درش زیرا کہ گویند | برآید در جہاں کارے ز کارے
چو آں یار وفادار آیدم یاد | فراموشم شود ہر خویش و یارے
بغیر او چساں بندم دل خویش | کہ بے رویش نمی آید قرارے
دلم در سینہ ریشم مجوئید | کہ بستیمش بداماں نگارے
دل من دلبرے را تختگاہے | سر من در رہ یارے نثارے
چگویم فضل او بر من چگونست | کہ فضل اوست ناپیدا کنارے
عنایتہاے او را چوں شمارم | کہ لطف اوست بیروں از شمارے
مرا کارے نیست با آں دلستانے | ندارد کس خبر زاں کار و بارے
بنالم بر درش زاں ساں کہ نالد | بوقت وضع حملے بردارے
مرا با عشق او وقتے ست معمور | چہ خوش وقتے چہ خرم روزگارے

ثنا ہا گوئمت اے گلشنِ یار | کہ فارغ کردی از باغ و بہارے

ازالہ اوہام صفحہ ۳۷۷

اے خدا جانم بر اسرارت فدا | اُمیاں را میدہی فہم و ذکا
در جہانت ہمچو من اُمّی کجاست | در جہالت ہا مرا نشو و نماست
گر مکے بودم مرا کردی بشر | من عجب تر از مسیح بے پدر

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۴۲

اے کہ در جانم بچشمت نیر جمال | چوں نترسی از خدائے ذوالجلال
مومنے را نام کافر مے نہی | کافرم گر مومنی با ایں خیال

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۵۸

چوں مرا نورے بپے قوم مسیحی دادہ اند | مصلحت را ابن مریمؑ نام من بنہادہ اند
مے درخشم چوں قمر تابم چو قرص آفتاب | کور چشم آنانکہ در انکار ہا افتادہ اند
بشنوید اے طالبان کز غیب بکشایند مرا | مصلحے باید کہ در ہر جا مفاسد را دہ اند
صادقم و ز طرف مولےٰ با نشانہا آمدم | صد درِ علم لدنی بر روئے من بکشادہ اند
آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں | ایں دو شاہد از پئے تصدیق من ایستادہ اند
بہر دم از دل محو جانِ وصفِ یار خود بکنم | من آں نیستم کہ تغافل کار خود بکنم

بهر زمان بدلم این هوس همی جوشد
که هر چه هست نثار نگار خود بکنم

اگرچه در ره جانان چو خاک گردیدم
دلم تپد که فدایش غبار خود بکنم

روم بگلشن و لدادگان کنار باغم
چرا بکوچهٔ غیرے قرار خود بکنم

رسید مژده که ایام نوبهار آمد
زمانه را خبر از برگ و بار خود بکنم

تعلقات دلآرام خویش بنمایم
بهاے اوج سعادت نثار خود بکنم

بگوش هوش شنو از من اے بکفر من
که من گواه بدین کردگار خود بکنم

ز فکر تفرقه باز آ بآشتی پرداز
وگرنه گریه بر غمگسار خود بکنم

عمارت همه ویران خراب خواهم ساخت
اگر ز چشم روان آبشار خود بکنم

مقیم بر سر راهے نشسته ام هر دم
که تا گزارش عرضی بیار خود بکنم

برو سے یار که از بهر قوم مے سوزم
مگر دلش چو دل ریش و زار خود بکنم

مدح

جان و دلم فداے جمال محمد است
خاکم نثار کوچهٔ آل محمد است

دیدم بعین قلب و شنیدم بگوش هوش
در هر مکان نداے بجمال محمد است

این چشمهٔ روان که بخلق خدا دهم
یک قطره از بحر کمال محمد است

این آتشم ز آتش مهر محمد ی ست
وین آب من ز آب زلال محمد است

منہ

توانم کہ ایں عہد و پیماں کنم	کہ جاں در رہِ خلق قرباں کنم
توانم کہ سر ہم دریں رہ دہم	ولے بدگماں را چہ درماں کنم

منہ

ہماں بہ کہ جاں در رہِ او فشانم	جہاں را چہ نقصاں اگر من نمانم

نشانِ آسمانی

ایں ست نشانِ آسمانی	مشکل بنما اگر توانی
یا صوفیِ خویش را بروں آر	یا توبہ بکن ز بدگمانی
اے سخت اسیرِ بدگمانی	وے بستہ کمر بہ بدزبانی
سوزم کہ چساں شوی مسلماں	دیں طرفہ کہ کافرم بخوانی
اگر خود آدمی کامل نباشد در تلاشِ حق	خدا خود راہ بنماید طلبگارِ حقیقت را
رحمتِ حق آکہ حرزِ اولیاست	ہست پنہاں زیرِ لعنتہائے خلق

فتح اسلام صفحہ ۶۷

اے خدا اے چارہ سازِ ہر دلِ اندوہگیں	اے پناہِ عاجزاں اے مرزگارِ مذنبیں
از کرم آں بندِ خود را بہ بخشش ہا نواز	وین جدا افتادگاں را از ترحم ہا بیں

دروسیست در دلم کہ گزارم پیش آب چشم | بردارم آستین برود تا بدامنم

شحنۂ حق صفحہ ۳

نمیترسیم از مردن چنیں خوف از دل افگندیم | کہ ما مردیم زاں روز یکہ دل از غیر بر کندیم
دل و جاں در رہ آں دلستاں جملہ فدا کردیم | اگر جانہا زما خواہد بصد دل آرزو مندیم

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۵۰

تا بر دلم نظر شد از مہر و ماہ مارا | کردست سیم خالص قلب سیاہ مارا
لطف عمیم دلبر ہر دم مرا بخواند | ہر چند می زنند ایں اغیار راہ مارا
دیگر نشاں چہ باشد اقبال و جاہ مارا | گویند داستانم چوں خاک کوشب در روز

براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ الف

پناہم آں توانائیست ہر آں | ز بخل ناتوانانم متر سان

براہین احمدیہ صفحہ ۸۷

خاکسارم و سخن از رہ غربت گویم | یعلم اللہ کہ بکس نیست غباری مارا
ما نہ بہبودہ پئے ایں سر و کاری بردیم | جلوۂ حسن کشد جانب یاری مارا

خلق خدا کی سچی ہمدردی

بدل دردیکہ دارم از برائے طالبان حق | نمیگردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم

دل و جانم چنان مستغرق اندر فکر او شان است
که نے از دل خبر دارم نه از جان خود آگاهم

بدین شادم که غم از بهر خلق خدا دارم
ازین لذتم کز دردمے خیزد ز دل آهم

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
همین کارم همین یارم همین دینم همین راهم

نه من از خود نهم در کوچه پند و نصیحت پا
که همدردی بود آنجا چه جبر و زور و آگاهم

غم خلق خدا سرمایهٔ زبان آور دل کار است
گرش صد جان بها ریزم هنوزش عذر میخواهم

چو شبنم بر چنار و تیر و حال عالمے بینم
خدا را بر که فرد آرد دعا و عاشق زارم

سران منیر تتمیمه صفحه ۱۰

[illegible]

بر تو یارد رحمت یار ازل
در تو تابد نور دلدار ازل

از تو جان من خوش است اے خوشخصال
دیدمت مردے درین قحط الرجال

در حقیقت مردم معنے کم اند
گو همه از روئے صورت مردم اند

اے مرا روئے محبت سوئے تو
بوئے انس آمد مرا از کوئے تو

کس ازیں مردم بما روئے نه کرد
این نصیحت بود اے فرخنده مرد

هر زماں با لغتے یادم کنند
خسته دل از جور و بیدادم کنند

کس بچشم یار صدیقے نه شد
تا بچشم غیر زندیقے نه شد

کافرم گفتند و دجال و لعین
بہر قتلم ہر لئیمے در کمین

بنگر ایں بازی کناں را چوں جہند
از حسد بر جانِ خود بازی کنند

مومنے را کافرے دادن قرار
کارِ جاں بازیست نزد ہوشیار

زانکہ تکفیرے کہ از ناحق بود
واپس آید بر سرِ ہاشش فتد

سفلۂ کو غرق در کفرِ نہاں
ہر زہ نالد بہرِ کفرِ دیگراں

گر خبر زاں کفرِ باطن داشتے
خویشتن را بدتر از ہا انگاشتے

تا مرا از قومِ خود بریدہ اند
بہرِ تکفیرم چہا کوشیدہ اند

فتنہ ہا پیشِ ہر کس بردہ اند
وز خیانتہا سخن پروردہ اند

تا مگر لغزد کسے زاں افترا
سادہ لوحے کافرِ انگارد مرا

در رہِ ما فتنہ ہا انگیختند
با نصارےٰ راے خود آمیختند

کافرم خواند ند از جہل و عناد
اینچنیں کورے بدنیا کس مباد

بخل و نادانی تعصبہا فزود
کیں بجوشید و دو چشمِ شاں ربود

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و مقتدا

اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم

آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست

آں رسولے کش محمد ہست نام
دامنِ ما کش بدستِ ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب ہر آبے کہ ہست

آنچہ مارا وحی و ایماے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدارِ ازل بے او محال

اقتدا اے قولِ او در جانِ ماست
ہر چہ زو ثابت شود ایمانِ ماست

از ملائک وز خبرہاے معاد
ہر چہ گفت آں مرسلِ رب العباد

آں ہمہ از حضرتِ احدیت است
منکرِ آں مستحقِ لعنت است

معجزاتِ او ہمہ حق اندر است
منکرِ آں موردِ لعنِ خدا ست

معجزاتِ انبیاء سابقیں
آنچہ در قرآں بیانش بالیقیں

بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

یک سر مو سرِ ازاں رو شن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

لیک دونان را بمغزش راہ نیست
ہر دلے از سرِ آں آگاہ نیست

تا نباشد طالبے پاک اندروں
تا نجوشد عشق یارِ بے چگوں

راز قرآں را کجا فہمد کسے
بہر نورے نور مے باید بسے

ایں سن قرآں ہمیں فرمودہ است
اندرو شرط تطہر بودہ است

گر بقرآں ہر کسے را راہ بود
پس چرا شرط تطہر را فزود

نور را واند کسے کو نور شد
واز حجاب سرکشی ہا دور شد

ایں ہمہ کوراں کہ تکفیرم کنند
بیگماں از نور قرآں غافل اند

بے خبر از رازہا ے ایں کلام
ہرزہ گویاں نا قصان ناتمام

در کف شاں استخوانے بیش نیست
در سر شاں عقل و دانش نیست

مردہ اند و فہم شاں مردار ہم
بے نصیب از عشق و از دلدار ہم

الغرض فرقاں مرا دیں ساخت
او انیس خاطر غمگیں ما ست

نور فرقاں می کشد سوئے خدا
میتواں دیدن اندروئے خدا

ما چہ ساں بندیم زاں دلبر نظر
ہمچو روے او کجا روئے دگر

روئے من از نور روئے او بتافت
یافت از فیضش دل من ہر چہ یافت

چوں دو چشم کس نداند آں جمال
جاں من قربان آں شمس الکمال

ہمچنیں عشقم بروے مصطفےٰ
دل بہ دیں چوں مرغ سوئے مصطفےٰ

تا مرا او مست از حسنش خبر
شد دلم از عشق او زیر و زبر

منکہ می بینم رخ آں دلبرے
جاں فشانم گر دہد دل دیگرے

ساقیٔ من ہست آں جاں پرورے
ہر زماں مستم کند از ساغرے

محو روئے او شدست ایں روئے من
بوئے او آید ز بام و کوئے من

بسکہ من در عشق او ہستم نہاں
من ہمانم - من ہمانم - من ہماں

جان من از جان او یابد غذا
از لبش یابم عیاں شد آں ندا

اسم احمد اندر جان احمد شد پدید
اسم من گر دید آں اسم وحید

فارغ افتادم بدو از عز و جاہ
دل ز کف دادم ز فرق افتادہ کلاہ

بر من ایں بہتاں کہ من زاں آستاں
تا فتم سر ایں چہ کذب فاسقاں

سر نتابد زاں مہ من چوں منے
لعنت حق بر گمان دشمنے

آں منم کاندر رہ آں سرورے
در میان خاک و خون بینی سرے

تیغ گر بارد بکوئے آں نگار
آں منم کاول کند جاں را نثار

گر ہمیں کفر است نزد کیں دری
خوش نصیبے آنکہ چوں من کافرے

کافرم گفتند و دجال و لعیں
من ندانم ایں چہ ایمان است و دیں

ایں طبیعتہائے شاں چوں سنگہاست
در برشاں گر دلے بودے کجاست

کاہ ایناں ہر زمانے افتراست
یار ایناں ہر دمے حرص و ہواست

دل کہ از خبث ست باطن پر ز شر — صحبتِ نیت از ایشاں دور تر
صحبتِ نیت چو با شد در دلے — بر گلِ صدق اوفتد چوں بلبلے
بر شرار ِ تنہائی سنبد میاں — ترسد از دانائے اسرارِ نہاں
لیکن ایں بے باکی و ترکِ حیا — افترا بر افترا بر افترا
ایں نہ کارِ مومنانِ اتقیاست — ایں نہ خوے بندگانِ باصفاست
ہر کہ او ہر دم پرستارِ ہوا — من چساں دانم کہ ترسد از خدا
خویشتن را نیک اندیشیدہ اند — ہائے ایں مردم چہ بد فہمیدہ اند
اتباعِ نفس و اہواہم از خدا — بس بہم باشد نشانِ اشقیا

ہر کہ از بنیاں خبث در جانش بود — کافرم گر بوئے ایمانش بود
من بریں مردم بخواندم ایں کتاب — کاں منزہ اوفتاد از ارتیاب
ہم خبرہا پیش کردم زاں رسول — کو صدق از فضلِ حق پاک از فضول
لیکن ایناں را بحق روئے نبود — پیش گرگے گریۂ میشے چہ سود
کافرم گفتند و رو ہا تافتند — آں یقیں گویا دلم بشگافتند
اندریناں خوب گفت آں شاہ دیں — کافرانِ دل بدتر ز کافرانِ بریں
بر زباں قرآں و در دلہا بتاں — حبِ دنیا ہست و کبر و کینہ ہا

دانشِ دیں خرلاف است و گزاف — پشت بنمود و ندید وقتِ مصاف

جاہلانے غافل از تاریخِ زبان — ہم ز قرآں ہم ز اسرارِ نہاں

کبرِ شاں چوں تا کمالے خود رسید — غیرتِ حق پردہ ہائے شاں درید

دشمنانِ دیں چو شد عمرِ زمانہ بکار — دیں چو زینِ العابدیں بیمار و زار

تن ہمی لرزد دل و جانم دو نیم — چوں خیانتہائے ایشاں بنگرم

مکرہا بسیار کردند و کنند — تا نظامِ کارِ ما برہم زنند

لیکن آں اصلے کہ ہست از آسماں — چوں نہ مالد بید بر دامِ حاسداں

من چہ چیزم جنبشِ شاں از خداست — کندہ و بیتش ہمیں ماضی و ایں فرداست

ہر کہ آویزد بکارِ بارِ حق — اوستادہ از پئے پیکارِ حق

طعنہ ہا بر ما ز اہلِ شش جہت — صیدِ ما در اہلِ شش جہت چیرِ حق است

صد ملامت بر دلِ ما آں نگاہ — دستِ حق در آستینِ او نہاں

ہر کہ با دستِ خدا بیعت کند — شیخ خود کشتہ و چو شیطاں لعیں

اے بسا نفسے کہ ہمچو بلعم است — کار او از دستِ موسے برہم است

آمدم بر وقت چوں ابرِ بہار — با من آمد صد نشانِ لطفِ یار

آسماں از بہرِ من بارد نشاں — ہم زمیں لوقت گوید ہر زماں

این دو شاہد بہر من استادہ اند
باز در من تا چساں افتادہ اند

ہائے ایں مردم عجب کور و کر اند
صد نشان بینند غافل میگذرند

از چنیں ایماں چرا بالا پرند
یا مگر زاں ذاتِ بیچوں منکر اند

او چو بر کس مہربانی میکند
از زمینی - آسمانی میکند

عزتش بخشد ز فضل و لطف و جود
مہر و ماہ را پیشش آرد در سجود

من نہ از خود ادعاے کردہ ام
امرِ حق شد اقتدا اے کردہ ام

کارِ حق است ایں نہ از مکر بشر
دشمنِ ایں دشمنِ آں داد گر

آں خدا کایں عاجزے را چیدہ است
رحمتش در کوئے ما باریدہ است

مردم و جاناں بہ پائے من رسید
گم شدم آخر رخے آمد پدید

میلِ عشقِ دلبرے پر زور بود
غالب آمد رخت ما را در ربود

من ندارم مایۂ کردارہا
عشق جوشید و ازو شد کارہا

بہر من شد نیستی طور خدا
چوں خودی رفت آمد آں نورِ خدا

روبدو کردم کہ روآنروئے اوست
ہر دلِ فرخندہ مائل سوئے اوست

در دو عالم مثلِ او روئے کجاست
جز سر کوئش دگر کوئے کجا است

آں کساں کز کوچۂ او غافل اند
از سگانِ کوچہ ہا ہم کمتر اند

عشق یار عالم جمله در شور و شر اند
عاشقانش در جهان دیگر اند

آنچنان چون مذبذبین نا پدید
از جهان آن کور و بد بختی چه دید

راه حق بر صادقان آسان تر است
هر که جوید دانش آید بدست

هر که جوید وصلش از صدق و صفا
ره دهندش سوئے آن رب السما

صادقان را می شناسد چشم یار
کید و مکر اینجا نمے آید بکار

صدق میباید برائے وصل دوست
هر که مصیدق شجوید حق اوست

صدق ورزی در جناب کبریا
آخرش میسیابد از یمین وفا

صدق ورزے مسدود بگشاید ز صدق
یار رفته باز می آید بصدق

صدق ورزان را یمین باشد نشان
کز پئے جانان بکف دارند جان

دوخته در صورت دلبر نظر
واز ثنا و سب مردم بیخبر

کار عقبیٰ با عملها بسته اند
رسته آن دلها که بهرش خسته اند

از سخنها کے شود این کاروبار
صدق می باید که تا آید بکار

علم را عالم بتے دارد براه
بت پرستیها کند شام و پگاه

گر بعلم خشک کار دین بدے
هر لئیمے راز دار دین بدے

یار ما دارد بباطنها نظر
ہاں مشو نازاں تو با مغز دگر

هست آں عالی جنابے بس بلند — بہرِ وصلش شور باید افگند

زندگی در مردنِ عجز و نیاست — ہر کہ افتاد ہست او آخر بخاست

تا نہ کار درد کس تا جاں رسد — کے فغانش تا درِ جاناں رسد

ہر کہ ترکِ خود کند یابد خدا — چیست وصل از نفس خود گشتن جدا

لیک ترکِ نفس کے آساں بود — مردن از خود شدن یکساں بود

تا نہ آں بادے وزد بر جانِ ما — کور باید ذرۂ امکانِ ما

کے دریں گرد و غبارے ساختہ — میتواں دید آں رخ آراستہ

تا نہ قربانِ خدائے خود شویم — تا نہ محوِ آشنائے خود شویم

تا نباشیم از وجودِ خود بروں — تا نہ گردد پر ز مہرش اندروں

تا نہ بر ما مرگ آید صد ہزار — کے حیاتے تازہ بینیم از نگار

تا نہ ریزد ہر پرِ و بالے کہ ہست — مرغِ ایں رہ را پریدن مشکل است

بد نصیبے آنکہ وقتش شد بباد — یار آزردہ دل اغیار شاد

از خردمنداں مرا انکار نیست — لیکن ایں رہ راہِ وصلِ یار نیست

تا نباشد عشق و سودا روجنوں — جلوہ ننماید نگارِ بے چگوں

چوں غنا ان است آں عزیزے محترم — ہر کسے را ہے گزینند لاجرم

آں سخن ہے کو عاقلاں بگزیدند
از تکلف روئے حق پوشیدند

پردہ ہا بر پردہ ہا افراختند
مطلبے نزدیک و دور انداختند

تا کہ با دیدار او رو تافتیم
از رہِ عشق و فنا یش یافتیم

ترکِ خود کردیم بہر آں خدا
از فنائے ما پدید آمد بقا

اندریں راہ مرد و سر بسیار نیست
جاں بخواہد دادنش دشوار نیست

گر نہ او خواندے مرا از فضل و جود
صد خضولی کردمے بے سود بود

از لگاہے ایں گدا را شاہ کرد
قصۂ ما کوتاہ کرد

راہ خود بر من کشود آں دلستاں
دانمش انساں کہ گل را با غباں

ہر کہ در عہدم ز من ماند خدا
میکند بر نفسِ خود جور و جفا

چون ز نورِ دلستاں شد سینہ ام
شد ز دستے صیقلِ آئینہ ام

پیکرم شد پیکرِ یارِ ازل
کارِ من شد کارِ دلدارِ ازل

بسکہ جانم شد نہاں در یارِ من
بوئے یار آمد ازیں گلزارِ من

نورِ حق داریم زیرِ چادرے
از گریبانم برآمد دلبرے

احمدِ آخر زمانم نامِ من است
آخریں جامے ہمیں جامِ من است

طالبِ راہِ خدا را مژدہ باد
کشتِ خود را نمود ایں وقتِ مراد

هر کرا یارے نهان شد از نظر — از خبر دارے همیں پرسد خبر

هر که جویانِ نگارے مے بود — کے بیک جائش قرارے مے بود

مے دود هر سو همیں دیوانه وار — تا مگر آید نظر آں روئے یار

هر که عشقِ دلبرے در جان اوست — دل ز دستش اوفتد از هجر دوست

عاشقاں را صبر و آرامے کجا — توبه از روئے دلآرامے کجا

هر کرا عشقِ رخِ یارے بود — روز و شب با آں رخش کارے بود

قهقهش گر اتفاقے اوفتد — در تن و جانش فراقے اوفتد

یک زمانے زندگی بے روئے یار — مے کند بر وے پریشاں روزگار

باز چوں بیند جمالِ روئے او — میدود چوں بیحواسے سوئے او

میزند دامنش دست از جنوں — کز فراقت شد دلم اسیار خوں

اینچنیں صدق ار بود اندر دلے — گل بجوید جائے خود چوں بلبلے

گر توافق باد و حسد در دو نفیر — کس همی خیزد که گردد بستگیر

تا فتد رو از خورِ تاباں که من — خود برآرم روشنی از خویشتن

این همیں آثارِ ناکامی بود — بیخ شقوت نخوت و خامی بود

عالمے را کور کرد استایں خیال — سرنگوں افگند در چاهِ ضلال

سوئے آبے تشنہ را باید شتافت
ہر کہ جست از صدق دل آخر یافت

آں خرومندیکہ جوید کوئے یار
آبرو ریزد ز بہر کوئے یار

خاک گردد تا ہوا بر بایدش
گم شود تا کس رہے ننمایدش

بینہایاتِ خدا کار است خام
پختہ داند ایں سخن را والسلام

سراج منیر صفحہ اول

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بچشم تو نشانے ہست کبیر

روبدو آر کہ گر ادبار پذیرد دردت
ورنہ ایں روئے سیہ ہست بتر از خنزیر

چوں بتابی ہمہ خود را ز ملک ارض و سما
گر بگیرد ز غضب پیچ چہ پیچد ہست و طیر

قمر و شمس و زمین و فلک و آتش و آب
ہمہ در قبضۂ آں یار عزیز اند اسیر

قدسیان جملہ بلرزند ازاں ہیبت پاک
انبیا را دل و جاں خون و الم دامنگیر

جنت و دوزخ سوزندہ ازو میلرزند
تو چہ چیزی چہ تراتمر بے اے کرم حقیر

چند ایں جنگ و جدلہا بخدا خواہی کرد
توبہ کن توبہ کہ گر در گذرد از تقصیر

من اگر در نظر یار مقامی دارم
پس چہ نقصان ز تو ہیدن تو واز تکفیر

لعنت آں بست کہ از سوئے خدا میبارد
لعنت بد گہران است یکے ہرزہ نفیر

اے برادر رہ دین است رہی بیش مرو
خاک شو خاک کہ بازش کنند اکسیر

تو بلا کی اگر از کبر تبا بی سر خویش
من از و آدم و با تو بگویم چو ندید

آنچه آئینه از و خلق و جهان بیخبر اند
بر من او جلوه نمود است گر اہلی بپذیر

تریاق القلوب

قصیدہ در معرفت انسان کامل مظہر حق تعالیٰ و طریق فیصلہ با نزاع کنندگان

ہمان ز نوع بشر کامل از خدا باشد
کہ با نشان نمایان خدا نما باشد

بتابد از رخ او نور عشق و صدق و وفا
ز خلق او کرم و غربت و حیا باشد

صفات او ہمہ ظل صفات حق باشد
ہم استقامت او ہمچو انبیا باشد

روان بچشمہ او بحر سر مدی باشد
عیان در آئینہ اش روئے کبریا باشد

صعود او ہمہ سوئے فلک بود ہر دم
وجود او ہمہ رحمت چو مصطفیٰ باشد

خبر دہد ز قدومش خدا بمصحف پاک
ہم از رسول سلامے بصد ثنا باشد

نتابد از رہ جانان خود سر اخلاص
اگرچہ سیل مصیبت بزور ہا باشد

براہ یار عزیز از بلا نہ پرہیزد
اگرچہ در رہ آں یار اژدہا باشد

کند حرام ہمہ عیش و خواب را بر نفس
چو جملہ عارف و عالمے درین بلا باشد

دل از کف و کلہش باشد او فتادہ فرق
فراغت از ہمہ خود بینی و ریا باشد

اصول او همه بر خلق رحم باشد و لطف
طریق او همه بخشودن و عطا باشد

همیشه نفس شریفش بکار خیر آرد
که چون گشاده بدان طالع هدی باشد

همیشه محترز از صحبت بدان ماند
غیور از پئے دین همچو اصفیا باشد

پناه دین بود و ملجا مسلمان
بعقد همت خود دافع قضا باشد

هزار مشکل دنیا و مشکلے نگردد حل
چو پیش او بروی کار یک دعا باشد

چو شیر زندگی او بود درین عالم
ز صید او دگران را همه غذا باشد

گهے نشان نماید ز بهر دین قویم
گهے بصر کند خشکش باشقیا باشد

بود مظفر و منصور از خداے کریم
ز معضلات شریعت گره کشا باشد

ز مهر یار ازل بر رخش همیشه نور
ز شان حضرت اعلے درو ضیا باشد

کشوف اهل کشوف از برائے او باشد
هم از نجوم بمقدش صدا باشد

غرض مقام ولایت نشانها دارد
نه هر که دلق بپوشد ز اولیا باشد

کلید این همه دولت محبت است و وفا
خوشا کسیکه چنین نقش در عطا باشد

سخن ز فقر بدزدی همیتوان گفتن
ولے علامت مردان کار صفا باشد

ز مشکلات ره راستی چه شرح دهم
که شرط هر قدمے گریه و بکا باشد

بسوز و آنکه نسوزد بصدق در ره یار
بمیر و آنکه گریزد ز فنا باشد

کلاہِ فتح و ظفر ہیچ سر نمی یابد
مگر سریکہ پے حفظ دیں فدا باشد

فشانہائے سماوی بہیچکس ندہند
مگر کسیکہ ز خود گم پے خدا باشد

کسے سد بمقام خوارق و اعجاز
کہ در مقامِ مصافات مصطفا باشد

ضرورت است کہ در دین چنیں امام آید
چو خلق جاہل و بیدین و مردہ سا باشد

جہانیان ہمہ ممنون منتش باشند
چرا کہ او پئے ملت الہے باشد

اگرچہ تیغ ندارد مگر بہ تیغ دلیل
ہمے در صفِ قومیکہ نامزا باشد

چو پہلوان بدر آید ز زورت کریم
بہر دمش مدد صدق مدعا باشد

چہ دستہا کہ نماید بزور کشتی و جنگ
باین امید کہ نفعے مگر ہا باشد

ہمیں است طائفہ برگزیدگان خدا
ہمیں علامتِ شاں از خدائے ما باشد

بجنگ و حرب گذارند ہر دمیکہ بود
کہ تا حفاظت مردم ز فتنہ ہا باشد

بخیر و عافیت بگذرد شب اندر خواب
کہ پاسبانی ایشاں بصد عنا باشد

علامِ ہمت مردانِ کارزار بباش
کہ امن مرد و زن از مردمِ وغا باشد

پناہِ ہیضۂ اسلام آن جوانمرد است
کہ خون دل زپئے دینِ مصطفا باشد

ازیں بود کہ ہمہ اہلِ نیک طینت را
سپر عنایۂ بدرگاہ شاں خدا باشد

دماغ و کبر بمردانِ حرب نادانی ست
کسیکہ کبر کند سخت بیحیا باشد

چه جای کبر کہ ایشاں تواضع در سر اند
طفیل شاں ہمہ عمامہ و قبا باشد

اگر ز دامن شاں نیست دست ایشاں گیر
متاع و مایۂ ایماں نو حدا باشد

سر ارادت اگر ہست پیش پا بنہ خلص را
کہ تا رہد سر تو یکسہ در بلا باشد

احسن شاں ہمہ ہست و مہر و کرم
طریق شاں ہمہ عجز و سر رضا باشد

ہزار جان گرامی فدائے آں دل باد
کہ مست و محو رضائے کبریا باشد

بکنج خلوت پاکاں اگر گذر بکنی
عیاں شود کہ چہ نوری دراں سرا باشد

بدولت دو جہاں سر فرو نمی آرند
بعشق یار دل ارشاں دو تا باشد

منازیا کہ کلہ سنبر و خرقہ پشمیں
کہ زیر دلق ملمع فریب ہا باشد

نہ دست باز دعائے کسے ہمی آید
کہ سوختہ دل و جاں انچہ مدعائے باشد

کسیکہ دل بہ خلق ز دوست شاد کند
محقق است کہ او خادم الورٰی باشد

شہید جادۂ بنیاد دیں چا بسیرد
اگر ز ملت ما ظل شاں جدا باشد

ازیں سپس کہ چو سال صدمی تمام شود
برآید آنکہ بدیں نائب خدا باشد

رسیدہ مژدہ بگوشیم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد ایں دیں و رہنما باشد

نوائے ما بہ ہر سعید خواہد بود
ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

عجب مدار اگر خلق سوئے ما بدوند
کہ ہر کجا کہ غنی ہست دگدا باشد

گلے کہ روئے خزاں را کجا بخواہد دید
ببالغ است اگر قسمت بہار باشد

منم مسیح بہ بانگِ بلند مے گویم
منم خلیفہ شاہے کہ ہر سما باشد

مقدر است کہ روزے بریں دیم زمیں
ہزار ہا دل و جاں ہر سو فدا باشد

زمیں مردہ ہمیں خواست عیسوی انفاس
ز وعظِ بے عملاں خود اثر کجا باشد

کشادہ اند درِ فضل گر کنوں نائی
زنا مساعدیٔ بخت رسا باشد

بہرزہ طالبِ آں مہدی مسیح مباش
کہ کار شاں ہمہ تیغ و وغا باشد

عزیز من رہ تائید دیں دگر راہے ست
نہ اینکہ تیغ براری اگر روا باشد

چہ حاجت ست کہ تیغ از برائے دیں کشی
نہ دیں بحرف و نوشتہ بہ پیش بقا باشد

چو دیں مدلل و معقول و باضیا باشد
کدام دل کہ ازاں پیش ما ابا باشد

چو دیں درست بود حجتے نمیباید
کہ زور و قول موجب عجب نما باشد

تو از سرائے طبیعت نیامدی بیروں
ازیں ہمہ ہوسِ تیز پا چہا باشد

ز جبرِ محبتِ حق بر جہاں پدید است
برو دلیل مدہ گر خرد ترا باشد

ز جبر کوکبۂ صدق را شکست آید
ازیں بحث و تکرر چہ ہا خطا باشد

بہوش باش کہ جبر است خود دلیل گریز
تسلئے دلِ مردم ازیں کجا باشد

مرا بکفر کنی متہم ازیں گفتار
کہ کفر نزدِ تو ابرار را سزا باشد

مگر چه جای عجب گر تو این چنین گوئی
که هر که بے هنر افتاد ژاژ خا باشد

بگو هر آنچه بگوئی چو خود نمیدانی
که ساکنان درش را چه اجتبا باشد

خوشم بجور کشیدن اگرچه کشته شوم
ازین که هر عمل و فعل را جزا باشد

دو چشم خویش صفا کن که تا رخم بینی
وگرنه پیش تو صد عدل هم جفا باشد

مرا ببین بخدا آن فضول عیب کند
که بیخبر زره و رسم دین ما باشد

کجاست ملهم صادق که تا حقیقت ما
بروی عیان همه از پرده خفا باشد

زمان بقیله بیاید هنوز در خوابی
شنو که هر سحر از ما تفاین ندا باشد

به علم و فضل و کرامت کسے نمی رسد
کجاست آنکه ز ارباب اوتعا باشد

هزار نقد تمنای یکے چو سکه ما
بنقش خوب و عیار و صفا کجا باشد

موحد یکه مجاهد همه بحق وقت
بشان او دگرے کے ز اتقیا باشد

چو غنچه بود بهاری خموش سر بسته
سخن آمدم بقدر مجال صبا باشد

چه فتنه ها که ز دست اندیش ایام
کدام راه بدی کو در اختفا باشد

بحال مست کزین فتنه ها شوی محفوظ
نگر ترا چو من گام اقتدا باشد

کسیکه سایه بال همایش سود نداد
بباید ش که دو روزے بظل ما باشد

مسلم است مرا از خدا حکومت عام
که من مسیح خدائم که بر سما باشد

بدین خطاب مرا پرده از خفا بگشود
چه جرم بود مرا تا چنین سزا باشد

بتاج و تخت نه بینم ازین سبب نازم
که شوق فقر مرا بیش ازین روا باشد

مرا بس است که پاک است جان و دل آمد
که ملک جمله بدین پاکجا بها باشد

حوالتم بفلک کرده اند روز نخست
کنون نظر بتو دارم چرا چرا باشد

مرا که جنت اعلیاست مسکن و ماوا
چه ابر بله ابر نشیب جا باشد

اگر جهان همه تکفیر من کنند چه غمی
که با من است قدیم یگانه و العلا باشد

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد که مجتبی باشد

نه بلعمم که بدیدم ز بلعم آن ناداں
که جنگ او بکلیم حق از هوا باشد

ازان نفس بپریدم بروز گیهٔ دنیا تمام
کنون بکنگرهٔ عرش جائے ما باشد

مرا نگلشن رضوان چه شد است گذر
مقام من چمن قدس اصطفا باشد

کمال پاکی و صدق و صفا که گم شده بود
دوباره از سخن و وعظ من بپا باشد

مسیح از سخنم ایکه سخت بی خبری
کرا نگفته ام از وحی کبریا باشد

کسیکه گم شده از خود بنور حق پیوست
مرا سخن ازو نشنوی بجا باشد

نیامدم زپی جنگ و کارزار و جهاد
غرض نه آمدنم دست اتقا باشد

بخاک و لعنت کسان رضا دادیم
بدین غرض که بر نیتی بقا باشد

در دلِ من همه پر از محبت نور ست
که در زمانِ ضلالت ازو ضیا باشد

بجز اسیری عشق رخش رهائی نیست
بدر واد همه امراض را دوا باشد

عنایت و کرمش پرورد مرا هر دم
به بینی اش اگرت چشم خویش وا باشد

بکارخانهٔ قدرت هزار ها نقش اند
مگر تجلیٔ رحمان ز نقش ما باشد

بیا بدم که رهِ صدق را درخشانم
بدستان برم آنرا که پارسا باشد

بیا بدم که درِ علم و رشد بگشایم
بخاک نیز نمایم که در سما باشد

تو تا نمیرسد انکارِ ما که نامردی
تو باز نان نبشین گر ترا حیا باشد

گداز شد دل و جانم پی حمایتِ دین
هنوز چشم تو کو رایں چه اعتدا باشد

ترا چه غم اگر ایں ره عدم گیرد
که هر دمت دل سمایں پئے هوا باشد

تو خود ز علت بیگانگی شدی مهجور
وگرنه از در او هر طرف صلا باشد

چرا شکایتِ رحمان کنی بنادانی
تو صاف باش که تا زان طرف صفا باشد

چنین زمانه چنین دور اینچنین کائنات
تو بے نصیب بعمی و چه ایش شتا باشد

بهر بُنی که نور بریں خانه ام همی بارد
مگر چگونه به بینی اگر عما باشد

ترا که همچو زنان کار زینت است و هوا
چگونه در دلِ تو میلِ اهتدا باشد

خدائے باز نسے آنان هزار زاید باد
که جان نثار رهِ دین حق فدا باشد

گرفتگانِ محبت مسخرانِ جمال
روندگان رہے کان سرِ فنا باشد

امامِ وقت ہماں سہلوان میدانست
کہ تیغ بر سرِ و سر پیش آشنا باشد

چساں تو قدر شناسی خصالِ مرداں را
کہ خصلتت ہمہ چوں خصلتِ نسا باشد

جہان و جاہِ جہان و شانِ چناں ہیچ است
کہ پیشِ چشمِ تو یک خسِ بوریا باشد

قمر مقابلہ بارویِ شاں نیارد کرد
کہ نورِ او ز خورِ ایں نور از خدا باشد

بحضرتِ صمدی آبرو ہمی دارند
دعائے گریۂ شاں خارقِ السما باشد

بدستِ ہفت فلک مثلِ شاں نمے بینم
اگرچہ ہر فلکے چشمۂ ضیا باشد

رمز ز صحبتِ شاں جذبہ ہائے تاریکی
و مدز گلشنِ شاں آنچہ دلکشا باشد

ہزار جہد کنی ز زر نگردد ایں مسِ نفس
مگر بدوستیٔ شاں کہ کیمیا باشد

اگر تو خود نگریزی وگرنہ ممکن نیست
کہ سایۂ کرمِ شاں ز تو جدا باشد

غبارِ حرصِ ہوا را بزیرِ پا بکنند
کہ ترکِ دست ز بہرِ ہوا جفا باشد

مرامِ قبیِ من ایں گردہ خود کردہ است
بجذبۂ کہ نہ حدش نہ انتہا باشد

دو چشمِ خلق بہ بینند چو ماہ پرتو من
بشرطِ آنکہ ز ہر پردۂ رہا باشد

ہزار گونہ نشانہائے صدق بنمایم
بشرطِ آنکہ بصبرِ امتحاں ہا باشد

فلک قریب زمیں شد ز بارشِ برکات
کجاست طالبِ حق تا یقیں مرا باشد

کجا دلے کہ در و خشیت خدا باشد
کجاست مردم چشمے کہ با حیا باشد

بجاہ و منصب دنیا مناز اے مسکیں
کہ ایں تنعم و عشرت نہ دائما باشد

چو خواب گفت بر و این دو قفت خوش کہ بسے
طلسم مدرسہ ایں خان را بنا باشد

نماز میکنی و غافلے ز اندیشہ
ندانمت چہ ز صدق نماز ما باشد

ز دیدہ خون بچکاند سماع قصہ حشر
بشرط آنکہ دلش خشیت خدا باشد

بنفس تیرہ تمنائے وصل او مبیہات
رسد ہمان کہ خدا کوز خود فنا باشد

قدم بمنزل روحانیاں نہ کہ جز ایں
جہان و کار جہان جملہ ابتلا باشد

چہ جائے خواب خوش و امن و عیش و عافیت است
نہنگ مرگ چو ہر لحظہ در قفا باشد

کشاد کار بدل بستن است در محبوب
چہ خوش بود کہ گرفتار او رہا باشد

ہزار شکر کہ من روئے یار خود دیدم
چشیدم آنچہ کمال لذت بقا باشد

دماغ و کبر ہمہ سنگران ازیں شکنم
من ایستادہ ام اینک دگر کجا باشد

چو مہر انور تاباں ہمی فشانم نور
دگر کجا و چنیں قدرتے کرا باشد

ز کار ہا کہ کنم و ز نشاں کہ بنمایم
عیاں شود کہ ہمہ کارم از خدا باشد

کنوں کہ در چمن من ہزار گل بشگفت
گر از طلب بنشینی عجب خطا باشد

تو عمر خواہ و صبوری کہ آنزماں آید
کہ جلوۂ خور ما دافع العلے باشد

گره ز دل بکشا کار ما ز هوش مگر
که عقل صاف دهندت چو دل صفا باشد

ترا چه شد که بماتم نشسته نالان
که موسمے ست که هم مرغ در نوا باشد

ز فکر تفرقه باز آ که موسمے آمد
که اجتماع همه اهل و اتقیا باشد

اراده ازلی این زمان و وقت آورد
تو چیستی که ز تو رد این قضا باشد

مرو به بیخبری نزد ما بیا و نشین
که ظل اهل صفا موجب شفا باشد

مقیم حلقه ابرار باش روزے چند
مگر عنایت قادر گره گشا باشد

زهے بخجسته زمانے که سوئے ما آئی
زهے نصیب تو گر شوق والتجا باشد

چه جورها که تو بر نفس خود کنی سهیلات
هزار حیف بریں فطنت و ذکا باشد

چه حاجت که رنجے کشی تمالیفات
که امتحان دعا گو هم از دعا باشد

بروئے یار که هرگز نه رتبتے خواهم
مگر اعانت اسلام و عا باشد

سیاه باد رخ بخت من اگر به دلم
دگر غرض بجز از یار آشنا باشد

ره خلاص کجا باشد آن سیه دل را
که با چنین دل من در پے جفا باشد

چو سیل دیده ما هیچ سیل و طوفان نیست
بترس ز یک چنین سیل پیش پا باشد

ز آه زمره ابدال بایدت ترسید
علی الخصوص اگر آه سحر زا باشد

هر که روشن شد دل جان و دلش از خضر خوش
کیمیا باشد بسر بردن دمے در صحبتش

چیست دنیا چون شب تار و زمان ابر سیاه
آفتاب ہمنام یک ساعتے در خدمتش

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۱

ننگ و نام عزت دنیا و داماں ریختیم
یار آمیزد مگر با ما بخاک آمیختیم

دل بدادیم از کف جاں در رہ اندا ختیم
وز پے وصل نگار حیلہا انگیختیم

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۵۹

گرچہ ہر کس در رہ لاف بیانے دارد
صادق آنست کہ از صدق نشانے دارد

تاریخ طبع شحنہ حق صفحہ ۸۰

آں صید تیر بخت کہ بندے بپائے اوست
شہپر مثال نغمہ خوری اختیار کرد

فرعون شد و عناد کلیمے بدل نشاند
یکسر خزاں شد و گلہا از بہار کرد

چوں شحنہ حق از پے تعزیر او بجاست
چنداں بکوفتش کہ تنش چوں غبار کرد

تاریخ رد آں متنبی چہ حاجت است
صیدے رکیک بود کہ موسے شکار کرد

۱۳۰۴ھ

ازالہ اوہام صفحہ ۳

آں نہ دانائے بود کز نا شکیبائی نفس
خویشتن را زود تر بر صید و انکار آورد

صبر باید طالب حق را کہ تخم اندر جہاں
ہر چہ ہماں نامیت دارد ہماں بار آورد

اند کے نور فراست باید انجام مرورا | تا صداقت خویشتن را خود باظہار آورد
صادقاں را صدق پنہانی نمیماند نہاں | نور پنہاں بر جبین مرد انوار آورد
ہر کہ از دست کسے خورد است کاسات وصال | ہر زماں رویش سرور واصل یار آورد

ازالۂ اوہام صفحہ ۳

ز عشاق فرقان و پیمبریم | بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۶

دراں ابن مریم خدائی نبود | ز موت و ز فوتش رہائی نبود
رہا کرد خود را ز شرک دوئی | تو ہم کن چنیں ابن مریم توئی

ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۳

است احمد نہاں دارد و صد در وجود | میتواند شد مسیحا میتواند شد یہود
زمرہ زیشاں ہمہ بد طینتاں را جائے تنگ | زمرہ دیگر بجائے انبیا دارد قعود

ازالۂ اوہام صفحہ ۸۲۵

عزیزاں مے خلوص و صدق نگزاشند راہے | مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا

برکات الدعا حاشیہ صفحہ ۱۷

اے نیچر شوخ ایچہ ایذا است | از دست تو فتنہ ہا طرف خاست

آنکس که رہِ کجت پسندید — دیگر نگزید جانب راست
لیکن چو ز غور و فکر بینم — از ماست مصیبتے کہ بر ماست
متروک شدست درس فرقاں — زانروز ہجوم ایں بلا ہاست
نیچر نہ باصل خویش بد بود — دیں گم شد و نور عقلہا کاست
بر قطرۂ نگوں شدند یکبار — رو تافتہ زاں طرف کہ دریاست
بر جنت و حشر و نشر خندند — کیں قصہ بعید از خردہا است
چوں ذکر فرشتگاں بیاید — گویند خلاف عقل و داناست
اے سیّد سرگروہ ایں قوم — ہشدار کہ پائے تو بخاست
پیرانہ سرایں چہ در سر اوفتاد — رو توبہ کن ایں نہ راہ تقواست
ترسم کہ بدیں قیاس یک روز — گوئی کہ خدا خیال ہیجاست
اے خواجہ برو کہ فکر انساں — در کارِ خدا ز نوع سوداست
آخر ز قیاس ہا چہ خیزد — بنشیں کہ نہ جائے شور و غوغاست
اے بندہ بصیرت از خدا خواہ — اسرارِ خدا نہ خوانِ یغماست

آئینہ کمالات اسلام سرورق

بجو سید اے جوانمرد تا بدیں قوت شود پیدا — بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اگر یاران کنون بر عزتِ اسلام رحم آرید
با صحابِ نبی نزدیکِ خدا نسبت شود پیدا

نفاق و اختلافِ ناشناسان از میان خیزد
کمالِ اتفاق و خلت و الفت شود پیدا

بجنبید از پئے کوشش کہ از درگاہِ یزدانی
ز بہرِ یاران دینِ حق نصرت شود پیدا

اگر امروز فکرِ عزتِ دین در شما جوشد
شما را نیز واللہ رتبت و عزت شود پیدا

اگر دستِ عطا در نصرتِ اسلام بکشائید
ہم از بہرِ شما ناگہ یدِ قدرت شود پیدا

ز بذلِ مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

دو روزِ عمرِ خود در کارِ دین کوشید اے یاراں
کہ آخر ساعتِ خلت بصد حشمت شود پیدا

امیدِ دین رواگردان امیدِ تو روا گردد
ز صد نومیدی و یاس و الم رحمت شود پیدا

در اضرارِ نبی بنگر کہ چوں شد کارِ تا دانی
کہ از تائید دیں چشمہ دولت شود پیدا

بجو از جان و دل تا خدمتے از دستِ تو آید
بقائے جاودانِ ما بی گر ایں ہمت شود پیدا

بمنت ایں اجر نصرت را دہند اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہر حالت شود پیدا

ہمی بینم کہ داور اقتدیر و پاک می خواہد
کہ باز آں قوتِ اسلام و آں شوکت شود پیدا

گر یما صدقِ کرم کن بر کسے کو ناصرِ دین است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

چناں خوشدار را اے خدائے قادرِ مطلق
کہ در ہر کار و بارِ حال او جنت شود پیدا

دریغ و درد قومِ من ندائے من نمی شنود
ز ہر در میدہم پندش مگر عبرت شود پیدا

مرا باور نمی آید کہ چشم تو بخشایند
مگر وقتیکہ خوف و خشیت شود پیدا

مراد دجال و کذاب و شر از کافران مہمند
نمیدانم چرا از نور حق نفرت شود پیدا

عجب دارم یدالہی آشنایان غافل از دیں
کہ از حق چشمۂ حیوان درین ظلمت شود پیدا

چرا انسان تعجب کند در فکر ایں معنی
کہ خواب آلودگان را دافع غفلت شود پیدا

فراموشت شد اے قوم احادیث نبی اللہ
کہ نزد ہر صدی یک مصلح امت شود پیدا

آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۵

بدہ از چشم خود آبے درختان محبت را
مگر روزے بہندت میوۂ پر حلاوت را

مدہ اسلام در باطن حقیقتہا ہمے دارد
کجا باشد خبر زاں مہ گرفتاران صورت را

من از یار آمدم تا خلق را ایں مژدہ بنمایم
گر امروزم نمی بینی بہ بینی روز حسرت را

گر از چشم تو پنہانست نیارم دم زن بارے
کہ بد پرہیز بیمارے نہ بیند روئے صحت را

چو چشم حق شناس و نور عرفانت نہ بخشیدند
نہادی نام کافر لاجرم عشاق ملت را

کجا از آستان مصطفیٰ اے ابلہ بگریزیم
نمیبابیم دریں جا و گر ایں جا دولت را

بحمد اللہ کہ خود قطع تعلق کرد ایں قوم
خدا از رحمت و احساں مسیر کرد خلوت را

چہ دوزخہا کہ میدیدم بدیدار چنیں روئے
بنازم دلبر خود را کہ یارم داد جنت را

چہ میسوزی ازاں قومے کہ با دلدار می آرم
اگر زو بیست دستت بگیرد زاں رزق قسمت را

سبکخو تنها نمی آید بدست آن دامن پاکش
کسے عزت ازو یابد کہ سوزد درخت عزت را

اگر خواہی رہ معنی زلاف علم خالی شو
کہ رو ندہند پویش اسیر کبر و نخوت را

منہ دل در تنعمہائے دنیا گر خدا خواہی
کہ میخواہد نگار من تہیدستان عشرت را

مصفا قطرہ باید کہ تا گوہر شود پیدا
کجا بیند دل ناپاک روے پاک حضرت را

نمیبایدم ایکذرہ غرتہائے این دنیا
منہ از بہر ما کرسی کہ ما موریم خدمت را

ہمہ خلق و جہان خواہد جدا از نفس خود عزت
خلاف من کہ میخواہم براہ یار ذلت را

ہمہ در دورئ این عالم امان و عافیت خواہند
چہ افتاد این ہزاران را کہ میخواہد مصیبت را

مرا ہر جا کہ مے بینم رخ جانان نظر آید
درخشد در خور و دریا و بنماید ملاحت را

حریص عزت و عجبم ازان روزے کہ دانستم
کہ جا در خاطر تن ہا شد دل مجروح غربت را

من آن شاخ خودی خود روی از بیخ بر کندم
کہ می آرد زنا پاکی بر نفرین و لعنت را

اگر از روضۂ جان و دل من رو بر دارند
نہ بینی اندران آن دل بر پاکیزہ طلعت را

فروغ نور عشق او ز بام و قصر ما روشن
مگر بیند کسے آن را کہ میدارد بصیرت را

نگاہ رحمت جانان غنا بہتا بمن کرد است
وگرنہ چون منے کے یابد آن شد و سعادت را

نظر بازان علم ظاہر اندر علم خود نازند
ز دست خود فگندہ معنی و مغز و حقیقت را

ہمہ فہم و نظر در پردۂ مئے کبر پوشیدند
چنان خواہند این خمرے کہ پاکان جام قربت را

خدا خود قصهٔ شیطان بیان کرده است تا دانند — که این سخنوت کند ابلیس اهل عبادت را

بلفاظی بسر کردند عمر خود بلا حاصل — دمے از سر معنی نمیابند فرصت را

گزاف و لاف شان و ظاهر شرعیت هم باطل — که غافل از حقایق کے نکو داند شریعت را

مسیح ناصری را تا قیامت بر زمین دارد — مگر مدفون شیرب را نداد ایزد این فضیلت را

ز بوئے نافهٔ عرفان چو محروم ازل بودند — پسندیدند در شان شه خلق این مذلت را

همه در ملک قرآن را چو خاشاکے بیفگندند — ز علم ناتمام شان جهانے گشت ملت را

همه عیسا نیان را از مقال خود مدد دادند — دلیری ناپدید آمد پرستاران میت را

درین هنگام بر آتش بخواب خوش چسان خسپم — زمان فریاد می دارد که بشتابید نصرت را

شب تاریک و بیم دزد و قوم ما چنین غافل — بجز ین غم روم یارب بکه خود دست قدرت را

بخاک ایگنزی شان بر حیاتے خود نمیترسم — نهال کے ماند آن نورے که حق بخشید فطرت را

کجا غوغاے شان بهر خاطر من وحشتے آرد — که صادق نزد مے بنود و گر بیند قیامت را

براهین احمدیه — نصیحت — صفحه ۹۳

بیا اے طلبگار صدق و صواب — بخوان از سر خوض و فکر این کتاب

گرت بر کتابم فتد یک نگاه — بدانی که تا جنت این است راه

مگر شرط انصاف و حق پروریست — که انصاف مفتاح دانشوریست

دو چیز است چوبان دنیا و دین — دلِ روشن و دیدهٔ دوربین
کسے کو خرد دارد و نیز داد — نخواهد مگر راهِ صدق و سداد
نہ پیچد سر از آنچہ پاکست و راست — بتابد رخ از آنچہ حق و بجاست
چو بیند سخن را ز حق پروری — دگر در سخن کم کند داوری
الا ایکہ خواہی نجات از خدا — بقصرِ نجات از در حق در آ
بحق گرد و حق را بخاطر نشان — منہ دل بباطل چو گنج خاطران
مشو عاشقِ زشت روز نہار — دگر خوب گم گردد از روزگار
زمیں از زراعت تہی داشتن — بہ از تخمِ خار و خسک کاشتن
اگر گردد دیدهٔ عقل باز — بجوئی رہِ حق ز عجز و نیاز
طلبگار گردی بہ صدق دلی — بخواب اندر اندیشہ ہم نگسلی
نگیری دمے استراحت ازاں — مگر چوں ز حق باز یابی نشاں
اجل بر سرت ہستی ات چون حباب — تو زیں سان سر اندر نہادہ بخواب
بآباو اجداد پیشیں نگر — کہ چوں در گذشتند زیں رہگذر
بیادت نماند است انجامِ شاں — فراموش کردی در اندک زماں
خودت با اجل چیست از مکر و بند — چہ دیوار داری کشیدہ بلند

چو ناگہ نہنگِ اجل در کشد
چرا آدمی ایں چنیں سر کشد

بدنیا سے دوں دل مبند اے جواں
تماشائے آں بگذر و ناگہاں

بدنیا کسے جاودانہ نماند
بہ یک رنگ وضع زمانہ نماند

بدستِ خود از حالتِ دردناک
سپردیم بسیارکس را بہ خاک

چو خود دفن کردیم خلقے کثیر
چرا یاد ناریم روزِ اخیر

ز خاطر چرا یادشاں افگنیم
نہ ما آہنیں جسم و روئیں تنیم

بترس اے نماند ز قہرِ خدا
کہ سخت است قہرِ خداوندما

بہ ناکردن ترس پروردگار
بسا شہر ویراں شدند و دیار

ازاں بے ہراساں نشانے نماند
فسانے چہ یک استخوانے نماند

ہمہ زیرکی در ہراسیدن است
وگرنہ بلا بر بلا دیدن است

بہ ناپاکی و خبث ہا زیستن
بہ از ایں چنیں زیست نازیستن

بیا و بنہ سوئے انصاف گام
ز کیں توبہ کردن چرا شد حرام

یقیں داں کہ قولم ز حق پروریست
نہ لاف و گزاف است و نے سرسریست

بہر مذہبے غور کردم بسے
شنیدم بدل صحبتِ ہر کسے

بجوئیدم از ہر ملتے دفترے
بدیدم ز ہر قوم دانشورے

ہم از کودکی سوے ایں تاختم
دریں شغل خود را بیندا ختم

جوانی ہمہ اندریں باختم
دل از غیر ایں کار پرداختم

بماندم دریں غم زمانے دراز
نخفتم ز فکرش شبانے دراز

نگہ کردم از روے صدق و سداد
بترس خدا و بعدل و بداد

چو اسلام دینے قوی و متیں
ندیدم کہ بر منعبش آفریں

چناں دار و ایں دیں صفا بیش بیش
کہ حاسد بمیند در روئے خویش

نماید ازاں گونہ راہِ صفا
کہ گردد بصدقش خرد رہنما

ہمہ حکمت آموزد و عقل و داد
رہاند ز ہر نوع جہل و فساد

ندارد دگر مثل خود در بلاد
خلائش طریقے کہ مثلش مباد

اصولش کہ ہست آں مدارِ نجات
چو خورشید تابد بصدق و ثبات

اصول دگر کیش ہا ہم عیاں
نہ چیزیکہ پوشیدنش متواں

اگر نا مسلماں خبر داشتے
بجاں جنس اسلام نگذاشتے

محمدؐ مہیں نقش نور خداست
کہ ہرگز چنوے بگیتی نخاست

تہی بود از راستی ہر دیار
بکردار آں شب کہ تاریک و تار

خدایش فرستاد وحی گستریدہ
زمیں را بداں مقدمے جاں دمیدہ

تنہا لیست از باغ قدس و کمال | ہمہ آل او ہمچو گلہائے آل

براہین احمدیہ جلد ۴ صفحہ الف

کرمک پروانہ را چوں موت می آید فراز | مے فتد بر شمع سوزاں از رہِ شوخی و ناز

براہین احمدیہ صفحہ ۴۱۱

عشق است کہ بر ناک مذلت غلطاند | عشق است کہ بر آتش سوزاں بنشاند
کس بہ کسے سر ندہد جاں نفشاند | عشق است کہ ایں کار بصدق کناند

براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۶

چشم و گوش و دیدہ بندائے حق گزیں | یاد کن قرآں قل للمومنیں
خاطرِ خود زیں و آں یکسر بر آر | تا شود بر خاطرت حق آشکار
زیر پا کن دلبرانِ اینجہاں | تا نماید چہرہ آں محبوب جاں
کاملان حق اند ہم زیر زمیں | تو نگوری با حیات ایں چنیں
سالہا باید کہ خونِ دل خوری | تا بکوے دلستانے رہ بری
کے بآسانی رسے بکشائیدت | صد جنوں باید کہ تا ہوش آیدت

براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱

ہمیں مرگست کنیاراں بپوشد روئے یار ا نرا | بیکدم میکند وقتِ خزاں فصل بہار ا نرا

سرمہ چشم آریہ صفحہ ٹائیٹل

بحمد اللہ کہ ایں کحل الجواہر — شد از کوہ صواب صدق ظاہر
متاب از سرمہ رو گر روشنی چشم میاید — کہ عاقل از دل و جاں دوست دارد چشم بنیارا
کسانیکہ پوشیدہ چشم و دل اند — ہمانا کزیں طوطیا غافل اند

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۰۱

اے ز تعلیم وید آوارہ — منکر از فیض بخش ہموارہ
آں قدیرے کہ نیست زو چارہ — نزد تو عاجز است و ناکارہ
بشنوی گر بود بحق روئے — شور قالوا بلے ز ہر سوئے
آنکہ با ذاتِ او بقا و حیات — چوں نباشد بدیع تا آں ذات
ناتوانی ست طور مخلوقات — کے خدا اینچنیں بود ہیہات
کے پسندد خرد کہ رب قدیر — ناتواں باشد و ضعیف و حقیر
نظرے کن بشانِ ربانی — داوریہا کمن بنادانی
اینچہ دین است و اینچہ آئین است — کہ خدا ناتوان و مسکین است
گر بدیں دین و کیش ہستی شاد — مایۂ عمر را دہی برباد

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۰۶

آنجا کہ محبتے نمک مے ریزد
ہر پردہ کہ بود از میان برخیزد
این نفس و نفی کہ صد بزارش دین است
خاموش شود چو عشق شور انگیزد
چون رنگ خودی رود کسے را از عشق
یارش کرم بہ رنگ خویش آمیزد

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۱۰

سینہ مے باید تہی از غیر یار
دل ہمی باید پر از یادِ نگار
جاں ہمے باید براہِ او فدا
سر ہمے باید بپائے او نثار
ہیچ دانی چیست دینِ عاشقاں
گوئمت گر بشنوی عشاق وار
از ہمہ عالم فرو بستن نظر
لوح دل شستن ز غیر او ستار

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳۹

چوں گمانے کنم اینجا مدد روح قدس
کہ مرا در دلِ شاں دیو نظر مے آید
این مدد ہا ست در اسلام چو خورشید عیاں
کہ بہر عصر مسیحائے دگر مے آید

سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۳۳

ترک خوبی مے کناند خوبتر
عشق را درماں بود عشق دگر
شیر با شیرے نماید زور تن
مے تواں آہن بہ آہن کوفتن
گر غریق اندر نجاست کاست تن
روبہ دریائے در آرو غوطہ زن

فیصلہ آسمانی صفحہ ۳۶

گر خدا از بندۂ خوشنود نیست
ہیچ حیوانے چو او موجود نیست

گر سگِ نفسِ دنی را پروریم
از سگانِ کوچہ ہا ہم کمتریم

اے خدا اے طالباں را رہنما
ایکہ مہرِ تو حیاتِ روحِ ما

بر رضائے خویش کن انجامِ ما
تا برآید در دو عالم کامِ ما

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند
طالبانت در مقامِ دیگر اند

آں یکے را نورِ مے بخشی بہ دل
واں دگر را مے گذاری پا بہ گل

چشم و گوش و دل نۂ تو گیرد ضیا
ذاتِ تو سرچشمۂ فیض ہدے

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نوبتِ دیگر بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نورِ یقیں بودے

دوستاں خود را نثارِ حضرتِ جاناں کنید
در رہِ آں یارِ جانی جان و دل قرباں کنید

آں دلِ خوش باش را کاندر جہاں جوئید خوشی
از پئے دینِ محمد کلبۂ احزاں کنید

از تعیش ہا بروں آئید اے مردانِ حق
خویش را از پئے اسلام سرگرداں کنید

اے عزیزاں مدِ دیں متیں آں کار نیست
کہ بصد زر مد مسیر نشود انساں را

آنانکہ گشت کوچۂ جاناں مقامِ شاں
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ شاں

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ شاں

اے مرد دل بگوش بیچہ ہوا اہل دل
جہل و قصور تست نفہمی کلام شاں

بنگر کہ آں سپید من شیخ نجف را
چندان امان نمی دہد او کہ تکمیل چل کند

بر دباری می کند زور آورے
جائے نہ ماند کہ ستم برترے

دولت صادق مجو اے بے تمیز
زیں سبب ہرگز نخواہی شد عزیز

اے خدا اے چشمۂ نور ہدے
از کرمہا چشم ایں امت کشا

یک نظر کن سوئے آں راز نہاں
تا رہی اے طالب از وہم و گماں

عزیزاں می دہم صد بار سوگند
بروئے حضرت دادار سوگند

کہ در کارم جواب از حق بجوئید
بہ محبوب دل ابرار سوگند

اشتہار طاعون

بترسید از خدائے بے نیازے سخت مہارے
نہ پندارم کہ بدبینید خدا ترسے نکوکارے

مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آں مردے
کہ میترسد ازاں یارے کہ غفار ست و ستارے

گر انچیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے
ز دنیا توبہ کردندے بچشم زار و خون بارے

خور بابان سیہ گشتست از بدکاریٔ مردم
زمیں طاعون ہمی آید روپئے تخویف و انذارے

بہ تشویش قیامت تا مدایں تشویش گر مینی
علاجے نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے

نشاید یافتن سرزاں جناب عزت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یکدمے چوں کرم بیکارے

من ازیں ہمدردی ات آگفتم تو خود ہم فکر کن یارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

صدق آ ہر دم مدد آید ز رب العالمیں
صادقاں را دست حق باشد نہاں در آستیں

ہر بلا کز آسماں بر صادقے آید فرود
آخرش گردد نشانے از برائے طالبیں

تتمہ غزونیہ

اے پئے تسخیر من بستہ کمر
نیست تم جز ہجو من کارِ دگر

ے کشائی ہر دمے بر من زباں
چوں نترسی از خدائے رازداں

از سرِ تقوے ہمے باید جدال
تا کجا دشنامہائے بد خصال

نیستی گرگِ بیابانی نہ مار
ترک کن ایں خوی و از حق شرم دار

اے عجب از سیرتت اے پر غضب
از حقیقت بے خبر دور از ادب

خیز و اول فہم خود را کن درست
نکتہ ہا ایں است چشم می باید نخست

دل شود از بدزبانیہا سیاہ
بدزباناں را در آنجا نیست راہ

کم نشیں با زمرۂ مستہزئیں
تا نیابی حصۂ از مہتدیں

روز و شب بد گفتنم کارِ تو شد
لعنت و تحقیر کردارِ تو شد

لعنت آں باشد کہ از رحمن بود
لعنت نا اہل و دوں آساں بود

اگر سفیہے لعنتے بر ما کند
او نہ بر ما خویش را رسوا کند

هر که مے دارد دلِ پرہیزگار
چوں عجب دارد ز کارِ کردگار

آنکه از یک قطره انسانے کند
واز دو مشت تخم بستانے کند

چوں منے را گر مسیحائے کند
باگداے را شهنشاهے کند

نیست از فضل و عطاے او بعید
کور باشد هر که از انکار دید

جاں مشو تو میزبانِ عالمے بیاب
بندہ باش و هر چه میخواهی بیاب

قادر است و خالق و رب الوجود
هر چه خواهد می کند عجز بشش کرد بید

قطره را روے در خشاں مے دهد
سنگ را لعلِ تشاں مے دهد

یک گیاہ چوں بهر ما نامی شود
از زمینے آسمانی مے شود

هیچ میدانی بر من فضلها ے کردہ است
فضلها ے بے نهایت کرد و هست

منظرِ انوارِ آں یکتا شدم
در معارف از همه افزوں شدم

یارِ من بر من کرم دارد بسے
صد نشاں دارم اگر آید کسے

بشنو بدا ے مردِ حق من زندہ ام
اے شبان تیرہ من تابندہ ام

این دو چشم من که زیبا بیں سرم
بیند آں یارِ یکه یارے دلبرم

این قلم تا عرشش حق دارد گذر
وایں دو گوشم دارد از حق خبر

صد هزاران امت بخشیده اند
وایں هم از غیرِ حق پوشیده اند

مے دہم فرعونیاں را ہر زماں
چوں ید بیضا ہے موسیٰ صد نشاں

زیں نشانہا بدرگاں کور و کر اند
ہمچو شاں ہشیار و غافل مگذرند

دور افتادم ز چشمانِ بشر
از تعاہم کس نمی یابد خبر

در من افتادند از نقص عقول
جہت پر دیدہ و گوشم از قبول

کیں راز جان من آگاہ نیست
عقل شاں را تا در ما راہ نیست

از سر حمق است جوش و جنگ شاں
واز پے اطفار حق آہنگ شاں

اے مزور گر بیائی سوئے ما
وارد دنیا جہت نگنی در کوئے ما

واز سر صدق و صداقت پروری
روزگارے بہت در حضور ما بری

عالمے بینی ز ربانی نشاں
سوئے رحمان خلق و عالم را کشاں

من ہمی خواہم کہ آزارے دہم
بر سر ہر ماد و دیارے دہم

ہم چنیں یکسال مے باید قیام
از من ایں عہد است واز تو الوفا است

گر گذشت ایں سال و عدم بے نشاں
ہر چہ مے گوئی ہمی گو بعد ازاں

صالحاں را ایں طریق و سنت است
راہ استعجال راہ لعنت است

ہر کہ روشن شد دروں از حضرتش
کیمیا باشد دمے در صحبتش

ہر کہ او را ظلمتے گیرد براہ
دامن ما چاک ست او را عہد کو

آں خدا با یار خود یاری کند
با وفاداراں وفاداری کند

ہر کہ عشقش در دل و جانش فتاد
ناگہاں جانے در ایمانش فتاد

عشق حق گردد عیاں بر روئے او
بوئے او آید ز بام و کوئے او

دیدِ او یاشد بحکم دیدِ او
خود نشیند حق پئے تائیدِ او

لیس نمایاں کارہا کاندر جہاں
ہے نماید بہ اگر آنش عیاں

صد شعاعش میدہد چوں آفتاب
تا مگر جانے برآید از حجاب

اینچنین بسیار ہا کردہ است
منکرم بر خود ستمہا کردہ ہست

علم قرآں علم آں طیب زباں
علمِ غیب از وحی خلاقِ جہاں

ایں سہ علم چوں نشانہا دادہ اند
ہر سہ ہمچوں شاہداں استادہ اند

آدمی زادے ندارد ہیچ فن
تا در آویزد دریں میداں بمن

حجتِ رحماں بر انشیاں شد تمام
یا دہ گوئی ماند در دستِ امام

از کسوف و ترک آں نوریکہ بود
مہر و مہ ہم پیشِ ما آمد در سجود

ایں نشاں بر آسماں رحماں نمود
بر زمیں ہم دست ہیبتہا کشود

ہست لطفِ یارِ من بر من اتم
او مرا شد من ہم از بہرش شدم

دلبرم در شد بجان و مغز و پوست
راحتِ جانہا بیادِ روئے اوست

راز ما دارم ببازار و ببرم
شد عیان از من بهار و کیدهم

هر کسے دستے بدامانے زند
ما بزلفِ حی و قیوم و احد

اے دریغا قوم من نشناختند
نقدِ ایماں در حسد ہا باختند

ایں جہاں پرستم کور و کر است
چشم شاں از چشم بوماں کمتر است

ذرۂ بودم مرا بنواختند
چوں خورے گشتم ز چشم انداختند

تحفۂ گولڑویہ

آسماں با دوستاں الوقت میگوید زمیں
باز بغض و کینہ و انکار ایناں را ببیں

اے ملامت گر خدا را بر زماں کن یک نظر
چوں خدا خاموش ماندی در چنیں وقتِ خطر

خستگاں دیں مرا از آسماں طلبیدہ اند
آمدم وقتیکہ دلہا خوں ز غم گردیدہ اند

دعوی ما را فروغ از صدق نشہا دادہ اند
مہر و مہ ہم از پے تصدیق ما استادہ اند

ہر زماں کاید ز دوئے محو جانانے
نہ شمشیرے کند آں کار نے بازے نہ بارانے

عجب دارد اثر دستے کہ دست عاشقش باشد
بگرداند جہانے را ز بہر کارگر یانے

اگر جنبد لبے مردے ز بہر آنکہ سر گرداں
خدا از آسماں پیدا کند ہر نوع سامانے

ز کار افتادہ را بر کار می آرد خدا زیں رہ
ہمیں باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے

مگر باید کہ باشد طالب او صابر و صادق	نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل و جانے

تذکرۃ الشہادتین

آں جوانمردے تبسیب کردگار	جوہر خود کرد آخر آشکار
نقد جاں از بہر جاناں باختہ	دل ازیں فانی سراسر داختہ
پر خطر ہست ایں بیابان حیات	صد ہزاراں اژدہایش در جہات
صد ہزاراں آتشے تا آسماں	صد ہزاراں سیل خونخوار و دماں
صد ہزاراں فرسخے در کوئے یار	دشت پر خار و بلایش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخ عجم	ایں بیاباں کرد طے از یک قدم
ایں چنیں باید خدا را بندۂ	سر پئے دلدار خود افگندۂ
او پئے دلدار از خود مردہ بود	از پئے تریاق زہرے خوردہ بود
تا نہ نوشد جام ایں زہرے کسے	کے رہائی یابد از مرگ آں نفسے
زیر ایں معجت ہست پنہاں صد حیات	زندگی خواہی بخور جام ممات
تو کہ گشتی بندۂ حرص و ہوا	ایں طلب در نفس دوں تو کجا
دل بدیں دنیائے دوں آویختی	آبرو از بہر عصیاں ریختی

صد ہزاراں فوج شیطاں در پست
تا بسوزد در جہنم چوں خست

از پئے امید یا بہرِ خطر
می شود ایمان تو زیر و زبر

از برائے ایں سرائے بے وفا
مے نہی دیں را ز دست و از دیر پا

دیں بود دیں فدائے آں نگار
اے سیہ باطن ترا با دیں چہ کار

پست ہستی لاف استعلا مزن
وز گلیم خویش بروں پا مزن

خویشتن را نیک اندیشیدۂ
اے ہلاک اللہ چہ بد فہمیدۂ

خوش نہ گردد دوستاں از قیل و قال
تا نمیری زندگی باشد محال

کبر و کیں را ترک کن اے بد خصال
تا بتابد بر تو نور ذو الجلال

ایں چنیں بالا ز بالا چوں پری
یا مگر زاں ذات بیچوں منکری

کارخ دنیا را چہ دیدستی بنا
کت خوشت افتاد ایں فانی سرا

دل چرا عاقل نہ بندد اندر ایں
ناگہاں باید شدن بروں ازیں

از پئے دُنیا بریدن از خدا
بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا

چوں شود بخشایش حق بر کسے
دل نمی ماند بدنیا یش بسے

خوشتر آں آید بیابان تپاں
تا درونالد ز بہرِ دلستاں

پیش از مردن بمیر و حق شناس
زانکہ محکم نیست دنیا را اساس

هوش کن این جا نیگاہ جایے فنا ست
با خدا می باش چوں آخر خدا ست

زہر قاتل گر بدست خود خوری
من چساں دانم کہ تو دانشوری

بیں کہ ایں عبد اللطیف پاک مرد
چوں پئے حق خویشتن برباد کرد

جاں مصدق آں دلستاں را دادہ است
تا کنوں در سنگہا افتادہ است

ایں بود در رسم رہ صدق و وفا
ایں بود مردانِ حق را انتہا

از پے آں زندہ از خود فانی اند
جاں فشاں بر مسلک ربانی اند

فارغ افتادہ ز نام و عز و جاہ
دل ز کف و ز فرق افتادہ کلاہ

دور تر از خود بہ یار آمیختہ
آبرو از بہر روئے ریختہ

ذکر شاں ہم مے دہد یاد از خدا
صدق و رزاں در حجاب کبریا

گر بجوئی ایں چنیں ایماں بود
کار بر جوئندگاں آساں بود

لیک تو افتادہ در دنیا اسیر
تا نمیری کے رہی زیں دار و گیر

تا نمیری اے سگِ دنیا پرست
دامنِ آں یار کے آید بدست

نیست شو تا بر تو فیضا نے رسد
جاں نشیناں تا دگر جا نے رسد

تو گذاری عمرِ خود در کبر و کیں
چشمہ بستہ از رہ صدق و یقیں

نیک دل با نیکواں دارد سرے
بر گہر تف می زند بد گوہرے

هست درین تخم فنا را کاشتن
واز سر هستی قدم برداشتن

چون بفیتی با دو صد درد و نفیر
کس همے خیزد که گردد دستگیر

با خبر را دل تپد بر بے خبر
رحم بر کور سے کند اہل بصر

همچنین قانون قدرت اوفتاد
مر ضعیفان را قوی آرد بباد

غزل

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخمہ در ہمہ بربط یار تو یکساں کردی

ہمہ محبوع دو عالم تو پریشاں کردی
ہمہ عشاق تو سرگشتہ و حیراں کردی

ذرہ را تو بیک جلوہ کنی ہمچو خورشید
اے بسا خاک کہ تو چون مہ تاباں کردی

دو چہ اعجاز نمودی کہ بیک جلوہ نخست
در رفتن بردی آمدن آساں کردی

عقلمندان جہان را تو کنی دیوانہ
اے بسا خانۂ فطنت کہ تو ویراں کردی

جان جو کس ندید بہر کس از صدق و وفا
راست اینست کہ این جنس تو ارزاں کردی

بر قوانین است ہمہ شوخی و عیاری و ناز
ہیچ عیار مباشد کہ نہ نالاں کردی

ہر کہ در محبرت افتاد تو بریاں کردی
ہر کہ آمد بر تو شاد تو گریاں کردی

تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

اے تپِ عشق بایزید کہ بدیں خو نخواری
کافرستی مدہم مرد مسلماں کردی

ہمہ جا شور تو بینم چہ حقیقت چہ مجاز
سینہ مشرک و مسلم ہمہ بریاں کردی

آں مسیحا کہ بر افلاک مقامش گویند
لطف کردی کہ ازیں خاک نمایاں کردی

کشتیٔ نوح

نشاں اگرچہ نہ در اختیار کس بودست
مگر نشاں ہم از نشاں زوادارم

کہ آں سعید ز طاعون نجات خواہد یافت
کہ جست و جست پناہے بچار دیوارم

مرا قسم بخدا و ندِ خویش و عظمتِ او
کہ ہست ایں ہمہ از وحی پاک گفتارم

چہ حاجتست بچیزے دگر ہمیں کافیست
برائے آنکہ سیہ شد دلش ز انکارم

اگر دروغ برآید ہر آنچہ دعدہ من
رواست گر ہمہ خیزند مہر بر بکارم

دافع البلاء

نامدہ چیزیست دیگر خشک ناں چیزے دگر
خوردنی ہرگز نباشد نانِ خشک اے بے ہنر

دوستاں را نمازہ بد منداز جور و کرم
پارہ ہائے خشک تاں بیگانگاں را نیز ہم

نیز ہم پیش سگاں آں خشک ناں می افگنند
نا بیدہ از لطف ہا پیش عزیزاں بے برند

ترک کن ایں خشک ناں را پیش سگ عزا مباش
گر خردمندی مے آں نا بیدہ دیوانہ باش

ایضاً

چو آمد از خدا طاعون بہ بیں از چشم اکرامش
تو خود ملعونی اے فاسق چرا ملعون نمی نامش

زبانِ تو بہ وقتِ صلح آوردی خبث است ایں
کسے کو بد بدی چسپد نہ بینم نیک انجامش

کتاب البریہ

کسے پرستد بندہ را جز آنکہ نادانے بود
پس بگرید بر رہِ شاں ہر کہ گریانے بود

آں خدا وندیکہ نامش ہست بر سر برگ گشت
ہر کہ جوید آں خدا را او مسلمانے بود

منہ

صادق آں نا شد کہ ایام بلا
مے گذارد با محبت با وفا

گر قضا را عاشقے گردد اسیر
بوسد آں زنجیر را کز آشنا

منہ

محمد است امام و چراغ ہر دو جہاں
محمد است فروزندۂ زمین و زماں

خدا نکو میش از ترس حق مگر بخدا | خدا نماست وجودش بآئے عالمیاں

منہ

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں | شد ظہور وعدۂ اے انبیاء و مرسلیں
تا بکے جنگ و نبرد و کارزارت با خدا | اے سیہ باطن ترس از خشم رب العالمیں

منہ

آسمان و مہ و خورشید شہادت دادند | تا تو تکذیب زنادانی و غفلت نکنی
چوں ترا نصرت حق نیست چو خیار نصیب | شرط انصاف نباشد کہ زحق دم بزنی

براہین احمدیہ

کلام پاک آنچنیں مدحت مدحام عرفاں را | کسے کو بے خبر زاں شد نیابد ذوق ایماں را
چہ پرسی از کسے کو ہمدمے عمرے نبرد اینجا | نہ گوش است آنکہ نشنیدست گاہے قول جانانرا

منہ

چو نسبت بیک مکتوب ہمبری | پس چوں کنی بقاذورات اتباری
شرم آیدت زدم زنی خود بجرد گاہ | رو قدر خود بہ بیں کہ زیک کرم کمتری

آن وصیت

الا اے کہ ہشیاری و پاک زاد
سپے حرص دنیا مدہ دیں بباد

بدیں دار فانی دلِ خود مبند
کہ در و نہاں راحتش صد گزند

اگر باز باشد ترا گوش ہوش
ز گورت ندا ے در آید بگوش

کہ اے طعمہ من پس از چند روز
پئے فکر دنیاے دوں کم بسوز

ہر انکو بدنیاے دوں مبتلاست
گرفتار رنج و عذاب و عناست

بریست آنکہ بر موت دارد نگاہ
بریدہ ز دنیا و دیدہ براہ

سفر کردہ پیش از سفر سوے یار
کشیدہ ز دنیا ہمہ رخت و بار

پے دار عقبے کمر بستہ چست
رہا کردہ سامان ایں خانہ سست

چو کار حیات است کار نہاں
ہماں بہ کہ دل نگسلی زیں مکاں

جہنم کزو داد فرقاں خبر
ہمیں حرص دنیاست جانِ پدر

چو آخر ز دنیا سفر کردنی است
چو روزے ازیں رہ گذر کردنی است

چرا عاقلے دل بہ بندد دراں
کہ ناگاہ وزد بر گل او خزاں

بدیں قحبہ بستن دلِ خود خطاست
کہ ایں دشمن دیں و صدق و صفاست

چه حاصل از زمستانِ و رنگ — که گاہے سلطنت کشد گاہ جنگ

چرا دل نہ بندی بدان دلستاں — کہ مہرش رہاند ز بند گراں

بزو با فکرِ انجام کن اے غوی — ز سعدی شنو اگر ز من نشنوی

عروسی بود نوبتِ ماتمت — اگر بر نکوئی بود خاتمت

اے یار از ازل بس است روے تو مرا — بہتر ز ہزار خلد کوے تو مرا

از مصلحتے دگر طرف بنیم لیک — ہر لحظہ نگاہ ہست سوے تو مرا

بر عزت من اگر کسے حملہ کند — صبر است طریق ہیچ خوے تو مرا

من ہیچ نیستم چہ عزم ہست مگر — جنگ است ز بہر آبروے تو مرا

غریقِ ورطہ بحرِ محبت — نہ بر مہرش نظر باشد نہ بر کیں

بگوش عاشق از لبہائے دلدار — چناں نغمہ عزیز آید کہ تحسیں

چناں رویش خوش افتد از سر عشق — کہ قربان می کند بر وے دل و دیں

شب و روزش بدلبر کار باشد — دل و جانش شود آن یار شیریں

بسوزد ہر چہ غیر از یار باشد — ہمیں این عشق را رسم است و آئیں

کے تواں کردن شمارِ خوبیِ عبدالکریم
آنکہ جاں دادار شجاعت بر صراطِ مستقیم

حامیٔ دیں آنکہ یزداں نامِ او لیڈر نہاد
عارفِ اسرارِ حق گنجینہ دیں قویم

صدق ورزید و بصدقِ کاملِ اخلاصِ خویش
مورد رحمت شد اندر درگہِ ربِّ علیم

گرچہ جنسِ نیکواں ایں چرخ بسیار آورد
کم نزاید مادرے با ایں صفا و ایں میم

مدتے در آتشِ ہجر فرو افتادہ بود
ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم

زیں عجبتر آنکہ او در صحبتم در چند روز
مظہرِ اسرارِ حق شد عارفِ رازِ قدیم

گوہرش چوں آب و تابے داشت از فہم و ذکا
ہر چہ ما گفتیم داخل شد دراں طبعِ فہیم

دل بدرد آمد ز ہجراں چنیں یکرنگ دوست
لیک خوشنودیم بر فعلِ خداوندِ کریم

آہ۔ روز چار شنبہ بود بر ما سخت تر
ز آتشِ سوزاں چو از ما شد جدا یارِ صمیم

داغِ ہجراں داد در ہفت و چہل از عمرِ خویش
ماہ شعبان بود چوں پیش آمد ایں فرعِ الیم

ایں صدی کو بدر را ماند باوصافِ کمال
بود روز بست و سوم در وقتِ ایں حشرِ عظیم

مشربش چوں بود اخلاص و وفا و اتقا
شد وصالش ہمدریں تاریخ از فضلِ حکیم

اے خدا بر تربتش بارانِ رحمت ببار
دا خلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

نیز مارا از بلاہائے زماں محفوظ دار
تکیہ گاہِ ما توئی اے قادرِ رب رحیم

اے سرِ جانِ دل و ہر ذرّہ ام قربانِ تو
بر دلم بکشا ز رحمت ہر درِ عرفانِ تو

فلسفی کز عقل میجوید ترا دیوانہ ہست
دُور تر ہست از خرد ہا آن رہ پنہانِ تو

از حریم تو ز ینان تا حکیمِ آگاہ نشد
ہر کہ آگاہ شد شد از احسانِ بے پایانِ تو

عاشقانِ روئے خود را ہر دو عالم میدہی
ہر دو عالم ہیچ پیشِ دیدۂ غلمانِ تو

یک نظر فرما کہ تا کوتہ شود جنگ و جدال
خلق محتاج است سوئے جذبۂ یزدانِ تو

یک نشان بنما کہ تا نورت درخشد در جہاں
تا شود ہر منکرِ ملت محامد خوانِ تو

گر زمین یک روز زیر و زبر گردد ندارم ہیچ غم
غم ہمیں دارم کہ گم گردد رخِ رخشانِ تو

گفتگو بحث در دین درد سر بسیار ہست
قصہ کوتہ کن بآیاتِ عظیم الشانِ تو

از زلازل جنبشے دہ فطرتِ اغیار را
تا مگر آیند ترسان سوئے آن ایوانِ تو

چشمۂ رحمت رواں کن در لباسِ زلزلہ
تا بکے سوزد بغم ایں بندۂ گریانِ تو

تمام شد